صحبت حبیب ﷺ میں چالیس مجلسیں

سیرت – اخلاق – عادات وخصائل

تالیف

د/عادل بن علی ا لشدی

استاد تفسیروعلوم قرآن کنگ سعود یونیورسٹی

ترجمہ

شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

مراجعہ

عطاءالرحمن ضیاء اللہ

ناشر

المركز العالمي للتعريف بالرسول ﷺ ونصرته

رياض- مملکت سعودی عرب

رابطة العالم الإسلامي

www.mercyprophet.com

1429-2008

Published

by

Global Center for Introducing the Messenger
Muslim World League
Riyadh

www.mercyprophet.com

All rights reserved

We are always striving to improve our products and your opinions are important to us. If you have a comment or suggestion about this book, please email us at:

info@mercyprophet.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مُقَدِّمَة

ہرقسم کی تعریف اس اللہ کے لئےہے جس نے محمد بن عبد اللہ ﷺ کو معلم ومربی ,ہادی ومرشد بنا کربھیجا جیساکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ﴾ (سورة آل عمران :١٦٤)

"بےشک مسلمانوں پر اللہ تعالی' کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جوانہیں اسکی آیتیں پڑھکرسناتا ہےاورانہیں پاک کرتا ہےاورانہیں کتاب اورحکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے"-

اوردرودوسلام نازل ہو اشرف وبہتر مخلوق عاملوں کے رہبر,متقیوں کے اما م, انبیاء ورسولوں کے خاتم, رحمت عالم , رب کے برگزیدہ وچہیتے ہم سب کے نبی محمد ﷺ پر.

﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاء وَيَخْتَارُ ﴾ (سورة القصص:٦٨)

" اورتمہارارب جوکچھ چاہتا ہے پیداکرتا ہے, اور جسے چاہتا ہے(اپنی رسالت کے لئے) چن لیتا ہے"

اور فرمایا:

﴿اللَّـهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَـةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّـاسِ إِنَّ اللَّـهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ (سورة الحج:٧٥)

"اللہ فرشتوں میں سے اپنے کچھ پیغام پہنچانے والا چن لیتا ہے ,اورانسانوں میں سے بھی,بے شک اللہ خوب سننے والا, خوب دیکھنے والا ہے".

چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کو'' گواہی دینے والا اور جنت کی خوشخبری دینے والا اورجہنم سے ڈرانے والا اوراللہ کے حکم کے مطابق لوگوں کواسکی طرف بلانے والا اورروشن چراغ بناکربھیجا ہے"

اورآپ کے راستے پر چلنے والے کے لیے عزت وسعادت اورافتخارلکھ دیا ہے ,اورآپ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرنے والے کے لئے ذلت وبد بختی اور رسوائی کو مقدرکردیا ہے .

پس آپ ﷺ پراللہ کی رحمت وسلامتی نازل ہو راتوں دن کی آمد اورنیک لوگوں کے ذکرکرنے تک.

امابعد: معلوم ہونا چاہئے کہ نبی کریم ﷺکی مجلس سے بہترکوئی مجلس نہیں .اورگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دنیا میں آپ ﷺ کی نیک صحبت ومجالست کا اورآپ ﷺ کی تربیت وارشاد

اورعلم سے مستفید ہونے کا نیک موقع میسر ہوا تو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے لئے بھی آپ ﷺ کی سیرت وسنت اوراسوہ حسنہ نیز آپ ﷺ کی شخصیت کے خدوخال کوپڑھنے کا راستہ پیدا کیا جوکمال رحمت , روا داری, شرافت وکرم اوراخلاق کریمانہ سے ممتاز ہے.

کافی دنوں سے میرےذہن میں یہ فکردامن گیرتھی کہ نبی کریم ﷺ کی شخصیت کے بارے میں ایک مختصراورآسان مجلس کوترتیب دی جائے جوآپ ﷺ کی سیرت وطریقہ اور زندگی کی قابل اقتدا پہلؤوں کو مسلمانوں کے لئے قریب کردے تاکہ آپ ﷺ کے بارے میں اللہ کے مندرجہ ذیل فرمان پر روبہ عمل ہونے میں معاون ومدد گار ثابت ہوسکے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (سورة الأحزاب: ٢١)

’’فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لئے رسول اللہ کا قول وعمل ایک بہترین نمونہ ہے,ان کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا یقین رکھتے ہیں ,اوراللہ کو بہت یاد کرتے رہتے ہیں,,

اوراللہ کا فرمان ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ (سورة الحشر: ٧)

''اوررسول جوتمہیں دیں وہ لے لو اورجس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ,,

میں نے ان مجالس میں بےجا حواشی سے اجتناب کیا ہے تاکہ قارئین کو اصل مقصد سے نہ پھیردیں ,اسی طرح کلمات کوشکل کے ذریعہ ضبط کرنے اوربڑے حروف میں لکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ امام مسجد کےلئے نمازیوں کو درس دینے میں آسانی ہوسکے اورمعلم کیلئے طلباء کو پڑھ کرسنانے میں کوئی دشواری نہ پیدا ہو.

میں شکرگزارہوں ہراس شخص کا جس نے میری اس کتاب کو موجودہ شکل میں منظر عام پر لانے میں اپنی فکروکاوش کےذریعہ تعاون فرمایا اورخاص کرکے اپنے بھائی پروفیسر /خالد ابوصالح کا جنہوں نے مادہ علمیہ کے جمع وترتیب میں کافی محنت کی, اورپروفیسر/محمد الطایع کا جنہوں نے تصحیح اور نظر ثانی کا کام انجام دیا اور فسطاط پریس کے مالک جناب/امام عرفہ کاجنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں کافی محنت کی اورمفت تقسیم کرنے والوں کے لئے اس کتاب کی قیمت کم کرنے میں تعاون کیا.

میں اس مجلس کے پڑھنے والے ہر قاری سے امید کرتا ہوں کہ اپنی غائبانہ دعا میں اپنے اس بھائی کو

نہ بھولےاورکسی بھی تعلیق وملاحظہ کے سلسلے میں ناچیزسے مندرجہ ذیل ایمیل پرر ابطہ قائم کرنے

میں کوئی جھجھک نہ محسوس کرے:

adelalshddy@hotmail.com

اللہ رب العزت سے دعا گوہوں کہ ہم سب کو نبی کریم ﷺکے حقوق کی ادائیگی کی توفیق بخشے, اور آپ ﷺکی پاک سیرت وسنت کا خادم بنائے اوردنیا وآخرت میں آپ ﷺ کی پیروی کے ذریعہ ہمارے رتبوں اوردرجات کو بلند فرمائے. اورجنت میں آپ ﷺ کی صحبت ومعیت عطا کرے اورہمارے اعمال کو اپنی ذات ورضا کے لئے خالص بنائے آمین .

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

د/عادل بن علي الشدی

أستاذ التفسيروعلوم القرآن المشارک بجامة الملک سعود

وخطيب جامع سكن وزارة الخارجية بالرياض

پہلی مجلس

مصطفی' ﷺ کے حقوق - ۱

بے شک اللہ رب العزت نے نبی مختار ﷺ کو مبعوث کرکے اورآپ کی رسالت کی سورج کو ظاہرکرکے ہمارے اوپرنہایت ہی کرم واحسان کیا ہے اللہ کا ارشاد ہے :

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ﴾ (سورة آل عمران: ١٦٤)

" بےشک مسلمانوں پر اللہ تعالی' کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جوانہیں اسکی آیتیں پڑھکرسناتا ہےاورانہیں پاک کرتا ہےاورانہیں کتاب اورحکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے,,

بے شک رسول ﷺ کے ہمارے اوپر بہت سارے حقوق ہیں جن کا اداکرنا اوران پرمواظبت وہمیشگی برتنا ضروی ہے ,اوران کو ضیاع وبرباد کرنے اوران کی ادائیگی میں سستی وکاہلی سے بچنا ضروری ہے اورانھی حقوق میں سے یہ ہیں:

پہلا حق:آپ ﷺ پرایمان لانا

نبی کریم ﷺ کے حقوق میں سے سب سے پہلا حق آپ ﷺ پرایمان اورآپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنا ہے.لہذاجوشخص آپ ﷺ پرایمان نہ لائے اورآپ ﷺ کے آخری نبی ورسول ہونے کو تسلیم نہ کرے وہ کافرہے, گرچہ وہ سابقہ تمام انبیاء پرایمان رکھتا ہو.

قرآن کریم میں نبی ﷺ پرایمان لانے اور آپ ﷺ کی رسالت میں شک نہ رکھنے کے سلسلے میں بہت سی آیتیں وارد ہوئی ہیں, انہی میں سے اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَـآمِنُوا بِاللَّـهِ وَرَسُـولِهِ وَالنُّـورِ الَّـذِي أَنزَلْنَـا﴾ (سورة التغابن:٨)

’’تم ایمان لاؤ اللہ پر,اوراسکے رسول پر,اوراس نورپرجسے ہم نے نازل کیا ہے "

اوراللہ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا﴾ (سورة الحجرات:١٥)

’’بے شک مومن وہ ہیں جو اللہ اوراسکے رسول پرایمان لائے ,پھرشک میں مبتلا نہیں ہوئے ,,

اور اللہ تعالی' نے یہ بیان کردیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرنا تباہی اور دردناک عذاب کا سبب ہے. اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (سورة الأنفال:١٣)

''یہ سزا انہیں اسلئے دی گئی کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی, اورجو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے "

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے,اس امت کا جوبھی شخص میرے بارے میں سنے چاہے وہ یہودی ہویا نصرانی ,پھروہ میری رسالت پرایمان لائے بغیر مرجائے تو وہ جہنمی ہوگا." (رواہ مسلم)

دوسرا حق: آپ ﷺ کا اتباع و پیروی کرنا

آپ ﷺ کی اتباع و پیروی آپ ﷺ پر ایمان لانے کی حقیقی دلیل ہے, لہذا جوشخص نبی ﷺ پر ایمان کا دعوی کرتا ہے اور آپ ﷺ کے اوامرونواہی کا پاس نہیں رکھتا, اور نہ ہی آپ ﷺ کی سنتوں میں سے کسی

سنت کی پیروی کرتا تو وہ اپنے دعوی ایمان میں جھوٹا ہے,کیونکہ ایما ن دل میں بیٹھ جانے اوراعما ل کے ذریعہ اس کی تصدیق (سچ کردکھانے) کا نام ہے.

اللہ رب العالمین نےیہ واضح کردیا ہے کہ اس کی رحمت صرف اتباع وپیروی کرنے والوں کوحاصل ہوگی جیساکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ ﴾ (سورة الأعراف:١٥٦-١٥٧)

''اورمیری رحمت ہرچیزکوشامل ہے ,پس میں اسے ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جوتقوی' کی راہ اختیار کرتے ہیں اورزکاۃ دیتے ہیں اورہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں,ان کے لئے جوہمارے رسول نبی امّی کی اتباع کرتے ہیں.."

اسی طرح اللہ تعالی' نے رسول ﷺ کے طریقے سے اعراض کرنے والوں اوران کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کودردناک عذاب کی دھمکی دی ہےجیساکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (سورة النور:٦٣)

"پس جولوگ رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں,انہیں ڈرنا چاہیےکہ ان پرکوئی بلا نہ نازل ہوجائے,یاکوئی دردناک عذاب نہ انہیں آگھیرے"

نیزاللہ تعالی' نے آپ ﷺ کے حکم کوبسروچشم قبول کرنےاوراس حکم کے ساتھ انشراح صدرکا مظاہرہ کرنے کا حکم دیا ہے, اللہ کا فرمان ہے:

﴿ فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴾ (سورة النساء: ٦٥)

"پس آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ(ﷺ) کو اپنے اختلافی امورمیں اپنا فیصل نہ مان لیں,پھرآپ (ﷺ)کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی حرج وتنگی نہ محسوس کریں اورپورے طورسے اسے تسلیم کرلیں"

تیسرا حق: آپ ﷺ سے محبت کرنا

آپ ﷺ کے امتیوں پرآپ ﷺ کے حقوق میں سے یہ ہے کہ:"آپ ﷺ سے کامل وعظیم ترین محبت کا اظہارکیا جائے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:"تم میں کوئی شخص اسوقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جبتک کہ

میں اسکے نزدیک اس کی اولاد ,والدین اورتمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں." [متفق عليه]

پس جوشخص بھی نبی ﷺ سے محبت نہ کرے تو وہ مومن نہیں ہے گرچہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے نام سے موسوم کرتا پھرے اور مسلمانوں کے درمیان زندگی گزارے.

اورسب سے عظیم محبت یہ ہے کہ انسان آپ ﷺ سے اپنے نفس(جان) سے بھی زیاد ہ محبت کرے , کیونکہ جب عمررضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان کے سوا ہرچیزسے زیادہ پیارے ہیں. تونبی ﷺ نے کہا:"نہیں, قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتہ میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہارے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں." توعمررضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں "تونبی ﷺ نے فرمایا:**"اب اے عمر"**[بخاري]

چوتھا حق:آپ ﷺ کی نصرت ومدد کرنا

اوریہ آپ ﷺ کی زندگی اورموت کےبعد تاکید ی حقوق میں سے ہے,رہی بات زندگی کی تو صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا.

جہاں تک آپ ﷺ کی وفات کے بعدآپ ﷺ کی نصرت وحمایت کا تعلق ہے تووہ آپ ﷺ کی سنت کا باطل پرستوں کے حیلوں,جاہلوں کی تحریف اورطعن پرستوں کے طعن سے تحفظ اوردفاع کرنا ہے.

اسی طرح جب بھی کو ئی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے, یا آپ ﷺ کا تمسخرواستہزاء کرے, یا آپ ﷺ کو ایسے القاب سے متصف کرے جوآپ ﷺ کی شان کے لائق وزیبا نہیں, تو آپ ﷺ کی شخصیت کا دفاع کیا جائے گا.

موجودہ وقت میں بہت سے پروپیگنڈے پھیلائے جارہے ہیں جن کے ذریعہ آپ ﷺ کی شخصیت پرطعن وتشنیع کی جارہی ہے. اس لیے امت کے تمام لوگوں پریہ واجب ہے کہ قوت وطاقت اور دباؤ کے اپنے تمام وسائل وذرائع کے ذریعہ آپ ﷺ کی دفا ع کے لئے کمربستہ ہوجائیں تاکہ اعداء اسلام آپ ﷺ کے بارے میں اپنی افتراپردازیوں,بہتان تراشیوں اورجھوٹی باتوں سے باز آسکیں.

دوسری مجلس

مصطفی ﷺ کے حقوق - ۲

پانچواں حق: آپ ﷺ کی دعوت کو عام کرنا

بے شک یہ رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری میں سے ہے کہ ہم پورے عالم میں اسلام کی نشرو اشاعت اور آپ کی دعوت کی تبلیغ کریں, جیساکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے :"میری طرف سے پہنچاؤ (تبلیغ کرو) گرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو" [بخاري]

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے: " **اللہ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت کی توفیق دیدے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہترہے.**"[متفق عليه]

نیز آپ ﷺ نے یہ خبردی ہے کہ آپ: "روز قیامت تمہاری کثرت تعداد کے سبب دیگر انبیاء پر فخرکریں گے" [احمد اوراصحاب سنن نے روایت کیا ہے]

اورامت کی کثرت کے اسباب میں سے ان کا دعوت الی اللہ کے فریضہ کوبجالانا اورلوگوں کا اسلام میں داخل ہونا ہے, اوراللہ رب العزت نے یہ بیان فرمایا

ہے کہ دعوت الی اللہ , انبیاء ورسل اوران کے پیروکاروں کا وظیفہ ہے فرمان باری تعالی' ہے :

﴿ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَاْ وَمَنِ اتَّبَعَنِي ﴾(سورة يوسف:۱۰۸)

''آپ کہدیجئے کہ یہی (دین اسلام)میری راہ ہے,میں اورمیرے ماننے والے,لوگوں کو اللہ کی طرف دلیل وبرہان کی روشنی میں بلاتے ہیں"

اس لئے امت پرواجب وضروری ہے کہ اپنےاس وظیفہ کو لازم پکڑے رہے جس کے لئے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے اوروہ دعوت وتبلیغ اورنیکی کا حکم اوربرائی سے روکنے کا فریضہ ہے.جیساکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ ﴾ (سورة آل عمران:۱۱۰)

''(اے مسلمانو!)تم بہترین لوگ ہو,جوانسانوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو,بھلائی کا حکم دیتے ہو,برائی سے روکتے ہو,اوراللہ پرایمان رکھتے ہو"

چھٹا حق: آپ ﷺ کی (زندگی میں اور موت کے بعد) توقیر وتعظیم کرنا

یہ بھی نبی کریم ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق ہے جس کے اندر بہت سے لوگ کوتاہی کے شکار ہیں, الله کا فرمان ہے :

﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴾ (سورة الفتح:٨-٩)

''اے میرے نبی! ہم نے بے شک آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اورڈرانے والابنا کربھیجا ہے , مومنو!تاکہ تم الله اوراس کے رسول پر ایمان لے آؤ, اورالله کے دین کوقوت پہنچاؤ,اوراسکی تعظیم کرو, اورصبح وشام اسکی پاکی بیان کرو"

علامہ ابن سعدی رحمہ الله اس آیت کی تفسیرمیں فرماتے ہیں:

"یعنی رسول ﷺ کی توقیروتعظیم کرو اورانکے حقوق کو بجالاؤ جس طرح کہ تمہاری گردنوں پر **رسول** ﷺ کابہت بڑا احسان ہے." ا.ھ

اورصحابہ کرام آپ ﷺ کی بہت زیادہ تعظیم وتوقیراورعزت واحترام کرتے تھے,جب آپ گویا ہوتے تو ان میں سے ہرایک اپنے کان کو آپ کی طرف متوجہ کرلیتا گویاکہ ان کے سروں پرپرندہ بیٹھا ہوا ہو.اورجب اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (سورة الحجرات:٢)

''اے ایمان والو!نبی کی آوازسے اپنی آوازاونچی نہ کرو ,اوران کے سامنے بلند آوازسے اسطرح بات نہ کروجس طرح تم میں سے بعض بعض کے سامنے اپنی آوازبلند کرتا ہے ,ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہوجائیں گے, اورتم اس کا احساس بھی نہ کرسکوگے"

توابوبکررضی اللہ عنہ نے کہا:"اللہ کی قسم ! اس کے بعد اب میں آپ سے سرگوشی کرنے والے کی طرح ہی بات کروں گا."

رہی بات آپ ﷺ کی وفات کے بعد توقیرواحترام کی تو یہ آپ ﷺ کی سنتوں کی پیروی , آپ ﷺ کے فرامین کی تعظیم ,آپ ﷺ کے حکموں (فیصلوں) کو قبول کرکے , آپ ﷺ کی باتوں کے ساتھ ادب واحترام

کارویہ اختیارکرکے ,اورآپﷺ کی حدیث کی کسی کی رائے اورمذہب کی بنیاد پرمخالفت نہ کرکے ہوگی.

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کا اس بات پراجماع ہے کہ جس کے سامنے رسول ﷺ کی سنت واضح ہوگئی تواس کے لیے کسی کے قول کی بنیاد پراس سنت کو چھوڑدینا جائزوحلا ل نہیں."

ساتواں حق: جب بھی آپ ﷺ کا ذکر آئے درودوسلام پڑھنا

اللہ تعالی' نے مومنوں کو آپ ﷺ پردرود وسلام پڑھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورةالأحزاب:٥٦)

"بے شک اللہ اوراس کے فرشتے نبی پردرود بھیجتے ہیں. اے ایمان والو!تم بھی ان پردرود سلام بھیجو"

اورآپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اس شخص کي ناك خاك آلود هو جس کے پاس میرا ذکرہواوروہ مجه پردرود نہ بھیجے."[مسلم]

اورآپ ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا:

" قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب مجھ پرسب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا" [ترمذی نے روایت کیا ہے اورالبانی نے اسکو حسن کہاہے]

اورآپ ﷺ کا فرمان ہے :

" (سب سے بڑا) بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکرہو اوروہ مجھ پردرود (وسلام) نہ بھیجے" [احمد اورترمذی نے روایت کی ہے اورالبانی نے صحیح قراردیا ہے]

بڑی ہی جفا (اورگستاخی) کی بات ہے کہ مسلمان کے کان سے آپ ﷺ کا اسم گرامی ٹکرائے اورآپ ﷺ پردرود وسلام نہ بھیجے.

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "جلاء الإفهام في الصلاة والسلام على خيرالأنام " کے اندرآپ ﷺ پردرودسلام پڑھنے کے بہت سے فائدے ذکرکیے ہیں, اسلئے اسکی طرف رجوع کیا جائے.

آٹھواں حق: آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرنا

جیساکہ اللہ تعالی' نے فرمایا ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءهُمْ أَوْ أَبْنَاءهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ﴾(سورة المجادلة:٢٢)

”جولوگ اللہ اوریوم آخرت پرایمان رکھتے ہیں ,انہیں آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گےجو اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں, چاہے وہ ان کے باپ ہوں,یا ان کے بھائی ہوں , یا ان کے خاندان والے ہوں ,انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو راسخ کردیا ہے,اوران کی تائید اپنی روح(نصرت خاص) سے کی ہے"

آپ ﷺ کے ساتھ دوستی میں سے : آپ ﷺ کے صحابہ سے دوستی ومحبت رکھنا ,ان کے ساتھ بھلائی ونیکی کرنا, ان کے حق کو پہچاننا, ان کی مدح وسرائی کرنا, ان کی اقتدا کرنا, ان کے لئے مغفرت طلب کرنا,اوران کے درمیان جوکچھ اجتہادی طورپراختلاف رونما ہوا اس کے بارے میں کلام کرنے سے اپنی زبان بندکرلینا,اورجوان سے دشمنی کرے, یاانہیں سب وشتم کرے, یاان میں سے کسی کوطعن وتشنیع کا نشانہ بنائے تواس سے دشمنی رکھنا. اسی طرح آپ ﷺ کے آل بیت سے محبت

ودوستی رکھنا اوران کا دفاع کرنا اوران کے بارےمیں غلوسے بازرہنا.

اوراسی موالات میں سے علماء أھل سنت سے محبت ودوستی رکھنا,ان کے نقائص تلاش کرنے(عیب جوئی کرنے) اوران کی عزت وآبروپرحملہ کرنے سے بازرہنا بھی ہے.

اورنبی ﷺ کے ساتھ دوستی ہی میں سے آپ ﷺ کےکافرومنافق دشمن اورصاحب بدعت وضلالت وغیرہ سے دشمنی رکھنا بھی ہے

اہل اہواء میں سے کسی شخص نے ابوایوب سختیانی رحمہ اللہ سے کہا :"

میں آپ سے صرف ایک کلمہ پوچھنا چاہتا ہوں ؟ توابوایوب سختیانی نے اس سے منہ پھیرلیا اوراپنے انگلی سے اشارہ فرمارہے تھےکہ :"آدھا کلمہ بھی نہیں؛ یہ نبی ﷺ کی سنت کی تعظیم اورآپ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کے خاطرانہوں نے کیا ."

تیسری مجلس

رمضان میں نبی ﷺ کا طریقہ - ۱

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رمضان میں نبی کریم ﷺ کا طریقہ سب سے اکمل طریقہ تھا, اور مقصود کے حصول کے اعتبارسے سب سے عظیم تھا, اورنفوس پربہت ہی آسان تھا.

رمضان کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی تھی ,اورنبی ﷺ نے نوبرس رمضان کاروزہ رکھ کروفات پائی.

شروع میں رمضان کے روزے رکھنے یااسکے بدلے روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا اختیاردیا گیا تھا, پھربعد میں روزہ رکھنے کو فرض قراردے دیا گیا, اور بوڑھےشخص اورعورت کے لئے ان کے روزہ پرعدم قدرت کی وجہ سے کھانا کھلانے کو مقررکردیا گیا, وہ یوں کہ دونوں روزہ نہ رکھ کرہردن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گے.

مسافراورمریض کے لئے رخصت دی گئی ہےکہ وہ روزہ توڑدیں اوربعد میں قضا کریں.اسی طرح حاملہ اوردودھ پلانے والی عورت جب اپنے نفس پرخوف وخطرہ محسوس کرے تو انہیں بھی یہی رخصت

حاصل ہے(کہ افطارکریں اوربعد میں قضا کریں) لیکن اگرانھیں اپنے بچہ پرخوف کا اندیشہ ہو تو وہ قضا کے ساتھ ہردن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائیں گی اسلئے کہ انکا افطارکرنا مرض کیوجہ سے نہیں ہے, بلکہ صحت کی حالت میں ہے تواس کمی کو مسکین کو کھانا کھلانے کے ذریعہ پورا کردیا گیا, جیسے کہ شروع اسلام میں تندرست آدمی کے لئے ہردن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلاکرافطارکرنا جائز تھا.

کثرت سے عبادت کرنا:

رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ کثرت سے عبادت کرتے تھے اورجبریل علیہ السلام رمضان میں آپ ﷺ پرقرآن کا مدارست کرتے تھے اور جب آپ ﷺ جبریل سے ملاقات کرتے تو تیزہوا سے بھی زیادہ بھلائی کے کاموں میں سخاوت کرتے تھے,آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے , اوررمضان میں سب سے زیادہ سخاوت کرتے تھے,کثرت سے صدقہ واحسان, تلاوت قرآن, نماز, ذکراوراعتکاف کرتے تھے.

آپ ﷺ رمضان میں جتنا عبادت کرتے تھے اتنا کسی اورمہینے میں نہ کرتے تھے یہاں تک کہ بسا اوقات آپ رمضا ن میں مسلسل (رات ودن) روزے سے رہتے تھے تاکہ اس کے دن ورات کے کچھ گھنٹے عبادت کے لیے بچت کرسکیں.

اورآپ ﷺ صحابہ کرام کو مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے ,توصحابہ کرام کہتے کہ :"آپ تو مسلسل روزہ رکھتے ہیں ,توآپ ﷺ فرماتےکہ:" میں تمہارے جیسے نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں " اورایک دوسری روایت میں ہے:"میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اورپلاتا ہے."[متفق علیہ]

آپ ﷺ نے امتیوں پررحم کھاکرصوم وصال سے منع فرمایا ہے اورسحرکے وقت تک وصال کو جائز قراردیا ہے.

صحیح بخاری میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ:"تم صوم وصال نہ رکھو, تم میں سے جوشخص وصال کرنا چاہے تو سحرکے وقت تک کرسکتا ہے"

تویہ سب سے منصفانہ وصال ہے اورروزہ رکھنے والے کےلئے سب سے سہل اورآسان ہے,اوریہ درحقیقت شام کا کھانا کھانے کی طرح ہے مگرکچھ تاخیرسے. اس لئے کہ روزہ دارکے لئے دن ورات میں ایک بارکھانا کھانا ہے تواگراس نے سحرکے وقت کھایا تو گویا اسے اول شب سے آخری شب میں منتقل کردیا.

رمضان کے مہینے کے ثبوت میں آپ ﷺ کا طریقہ:

آپ ﷺ بغیرپختہ رویت ہلال یا کسی معتبرشاہد کے ثبوت کے بغیرروزہ نہیں رکھتے تھے, جیساکہ ابن عمررضی اللہ عنہ کی شہادت سے روزہ رکھا, اورایک مرتبہ ایک دیہاتی کی گواہی کی بنیاد پرروزہ رکھا, اوران دونوں کی خبرپراعتماد کیا, اور انہیں لفظ شہادت (کی ادائیگی) کا مکلف نہیں بنایا.

پس اگروہ خبرہوتی تو آپ ﷺ رمضان میں خبرواحد پراکتفا کرتے ,اوراگرگواہی ہوتی تو گواہی دینے والے کو لفظ شہادت کا مکلف نہ بناتے,اوراگردونوں یعنی رویت وشہادت نہ ہوتی توشعبا ن کے تیس دن کوپورا کرتے .

اوراگرتیس کی رات کو- چاند دیکھنے میں- بادل حائل ہوجاتا تو شعبان کے تیس دن مکمل کرتے, پھر روزہ رکھتے.

آپ ﷺ بدلی کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے, نہ ہی آپ ﷺ نے اس کا حکم دیاہے,بلکہ آپ ﷺ نے بدلی کیوجہ سے شعبان کے تیس دن مکمل کرنے کا حکم دیاہے , اور آپ ﷺ خود بھی ایسا کرتے تھے, اس لئے یہ آپ ﷺ کا فعل بھی ہے, اوریہ آپ ﷺ کا حکم بھی, اور یہ آپ ﷺ کے قول : "اگربدلی ہوجائے تو اس کا اندازہ کرو" کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اندازہ وہ ایک متعین حساب ہے اور اس سے مراد: بدلی کی صورت میں مہینے کو پورا کرنا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں آپ ﷺ سے منقول ہے: " شعبان کی مدت کو پورا کرو."

رمضان کے مہینے کے خاتمے کے سلسلے میں آپ ﷺ کا طریقہ :

آپ ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ رمضان کے روزے کی شروعات کے لئے ایک آدمی کی گواہی کا حکم دیتے اوراس سے فراغت پردوآدمیوں کی شہادت کوطلب کرتے تھے .

اور آپ ﷺ کے طریقہ میں سے تھا کہ جب عید کے وقت کے نکلنے کے بعد دو آدمی رویت ہلال شوال کی گواہی دیتے تو آپ انھیں روزہ توڑدینےکا حکم دیتے اور اگلے دن اس کے وقت میں عید کی نماز اداکرتے.

چوتھی مجلس

رمضان میں نبی ﷺ کا طریقہ -۲

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

آپ ﷺ افطار میں جلدی کرتے اورلوگوں کو بھی اس پرابھارتے تھے,اورسحری کھاتے اورسحری کھانے پرابھارتےتھے ,سحری میں تاخیرکرتےاورلوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتےتھے.

آپ ﷺ کجھورسے افطارکرنے پرابھارتے ,اگرکجھورنہ ہوتا تو پانی سے , یہ آپ ﷺ کا اپنی امت کے ساتھ کمال مہربانی اوران کی خیرخواہی تھی, اس لئے کہ طبیعت خالی معدہ کی صورت میں میٹھی چیز کو زیادہ قبول کرتی ہے اوراس سے تقویت حاصل کرتی ہے, خاص کرکے قوت باصرہ کیونکہ اس سے روشنی میں بڑھوتری حاصل ہوتی ہے .

اورمدینہ منورہ کا حلوہ کجھورہی تھا, اوریہی ان کا مربّہ تھا, اورکھجورہی ان کا کھانا وسالن تھا اوراس کا رطب (ترکھجور) میوہ تھا.

اوررہی بات پانی کی: تو روزہ کي وجہ سے کلیجہ میں ایک طرح کی خشکی آجاتی ہے تو جب پانی سے ترکردیا جاتا ہے تو اس کے بعد وہ غذ ا سے مکمل طورپرفائدہ حاصل کرتا ہے, اس لئے بھوکے وپیاسے شخص کے لئے مناسب ہے کہ وہ کھانے سے پہلے تھوڑا سا پانی استعما ل کرلے پھراس کے بعد کھانا تناول فرمائے.

مزید براں کھجوراورپانی میں ایسی خاصیت پائی جاتی ہے جودل کی اصلاح میں خاص تاثیررکھتی ہے جس کو دلوں کے ڈاکٹرہی جان سکتے ہیں.

افطارمیں آپ ﷺ کا طریقه

-آپ ﷺ نماز سے پہلے افطارکرتے تھے .

-آپ ﷺ ترکجھوروں سے افطارکرتے تھے اگررطب نہیں پاتے تو سوکھی کھجوروں سے افطارکرتے, اگریہ بھی نہیں پاتے تو پانی کے چند گھونٹ پر اکتفاکرتےتھے.

-آپ ﷺ افطارکے وقت یہ دعا پڑھتے:(ذَهَبَ الظَّمأ وابتلّتِ العُروقُ وثبتَ الأجرُإن شاءَ اللهُ تَعالی)

"پیاس بجه گئی, رگیں ترہوگئیں, اوراگراللہ نے چاہا تو ثواب ثابت ہوگیا." [ابوداود]

اسی طرح آپﷺ سے مروی ہے کہ :" افطارکے وقت روزہ دارکی دعا لوٹائی نہیں جاتی " [اسےابن ماجه نے روایت کیا]

اورآپ ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جب رات یہاں(پورب) سے آجائے اوردن یہاں(مغرب) سے چلا جائے تو روزہ دارنے افطارکرلی" [بخاري ومسلم]

اوراس کي یہ تفسیرکی گئی کہ اس نے حکماً افطار کرلیا, گرچہ اس نے نیت نہ کی ہو, اورایک تفسیر یہ بھی کہ اس کے افطارکا وقت داخل ہوگیا جیسے کہ "أصبح" اور "أمسى" کے معنی ہوتے ہیں: صبح کا وقت داخل ہوگیا اورشام کا وقت داخل ہوگیا.

روزہ دارکے آداب

نبی ﷺ نے روزہ دار کوجماع , شوروغل, سب وشتم اورگالی گلوج کے جواب دینے سے منع فرمایا ہے ,آپ نے اِسے حکم دیاہے کہ گالی دینے والے شخص سے کہے کہ: "بے شک میں روزہ سے ہوں. " (متفق علیہ)

اس کی وضاحت کرتے ہوئےکہا گیاہے کہ:وہ اپنی زبان سے کہے گا, اوریہی زیادہ ظاہرہے.

اوردوسرااقول یہ ہے کہ :"وہ اپنے دل سے کہے, نفس کو صوم کے بارے میں یاددہانی کرتے ہوئے."

اورکہا گیاہے کہ ": وہ فرض روزہ میں زبان سے کہے گا اورنفلی روزہ میں اپنے دل میں کہے گا کیونکہ اس میں ریاکاری سے زیادہ دوررہےگا.

نبی ﷺ کا رمضان میں سفرکرنے کا طریقہ

رسول ﷺ نے رمضان میں سفرکیاہے, آپ ﷺ نے روزہ بھی رکھا اورافطاربھی کیا اورصحابہ کرام کو دونوں میں سے کسی بھی ایک کے کرنے کا اختیار بھی دیا .

جب صحابہ کرام دشمنوں سے قریب ہوجاتے تو آپ ﷺ انہیں افطارکا حکم دیتے تاکہ لڑائی میں قوت کا مظاہرہ کریں.

اورجب آپ ﷺ کا سفرجہاد وغیرہ کے لئے نہیں ہوتا تو افطارکے بارے میں فرماتے: " یہ رخصت ہے جس نے اس کو اختیارکیا اچھا کیا اورجو روزہ رکھنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں".

آپ ﷺ نے سب سے اہم اور عظیم ترین غزوات : غزوہ بدراورغزوہ فتح مکہ میں (رمضان کے مہینے میں)سفرکیا.

نبی ﷺ سے سفرکی مدت کی تعیین نہیں ثابت ہے جس میں مسافرافطارکرے گا اورنہ ہی اس بارے میں کوئی چیزآپ ﷺ سے صحیح واردہے.

صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جب سفرکا ارادہ کرتے تو بغیرگھروں کے حدود کو تجاوزکئے افطار کرتےتھے, اورکہتے کہ یہی آپ ﷺ کا طریقہ وسنت ہے.جیساکہ عبید بن جبرنے فرمایا :

"میں ابوبصرہ غفاری صاحب رسول کے ساتھ رمضان میں شہرفسطاط سے ایک کشتی میں سوارہوا توابھی مکانا ت کے حدود کو پارنہیں کئے تھےکہ کھانے کے دسترخوان کو لگانے کے لئے حکم دیا

اورکہا کہ قریب ہوجاؤ,میں نے کہا کہ کیا تمہیں گھر نظرنہیں آرہے ہیں؟ توابوبصرہ بولے:"کیا تو رسول ﷺکی سنت سے پھرجانے والا ہے؟" (رواہ احمد)

اورمحمد بن کعب فرماتے ہیں:"میں رمضان شریف میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا, وہ سفرکا ارادہ کئے ہوئے تھے ,اورسواری کو ان کے خاطرتیارکردیا گیا تھا,اورسفرکے پوشاک کو پہن چکے تھے, تو آپ نے کھانا منگوایا اورتناول فرمایا تومیں نے کہا : کیا یہ سنت ہے ؟ توانہوں نے کہا:ھاں پھرآپ سوارہوگئے. (امام ترمذی نے اس کو حسن قراردیاہے)

یہ آثاراس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں دن کے بیچ سفرشروع کرے اس کے لئے اس میں افطارکرنا جائزہے.

پانچویں مجلس

رمضان میں نبی ﷺ کا طریقہ – ۳

آپ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب آپ اپنی بیویوں سے ہم بستری کرتے اورجنبی ہوتے اورفجرکا وقت ہوجاتا تو فجرکے بعد یعنی اذان کے بعد غسل کرتے اورروزہ رکھتےتھے .

آپ ﷺ بعض بیویوں کا رمضان میں روزے کی حالت میں بوسہ لیتے اورروزے دارکے بوسہ کو پانی سے کلی کرنے کے مشابہ قراردیا.[1]

نبی ﷺ کا بھول کرکھانے اورپینے کے بارے میں سنت

نبی ﷺ کی سنت تھی کہ جوشخص بھول کرکھا پی لے تو اس سے قضا کو معاف کردیتے اورفرماتے کہ اس کو اللہ نے کھلایا اورپلایا ہے, لہذااس کھانے اور پینے کی نسبت اس کی طرف منسوب نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اس کا روزہ ٹوٹ جائے, کیونکہ روزہ

[1] (یعنی جس طرح روزہ کی حالت میں اگرآدمی کو خوف ہوکہ بوسہ لینے کی صورت میں نفس پرکنٹرول نہیں کرسکتا اسی طرح کلی میں مبالغہ کرنے سے روزہ کے ٹوٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے اسلئے دونوں صورتیں دونوں حالتوں میں ممنوع ہیں)

اس چیز سے ٹوٹتاہے جسے اس نے کیاہو,اوریہ کھانا اورپینا نیند میں کھانے اورپینے کے مشابہ ہے کیونکہ بھولا اورسویا ہوا شخص تکلیف شرع کے دائرہ سے خارج ہے.

روزہ کو توڑنے والی چیزیں

صحیح سند سے ثابت ہے کہ روزہ جان بوجھ کر کھانے پینے[1], پچھنا لگوانے اورقے (اُلٹی) کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے.

اورقرآن سے پتہ چلتا ہے کہ جماع (عورت سے ہمبستری) کھانےاورپینے ہی کی طرح مفطر(روزہ توڑنے والا) ہے جسمیں کسی کا کوئی اختلاف نہیں. اورسرمہ کے استعمال کے سلسلے میں آپ ﷺ سے کوئی چیزثابت نہیں, اورآپ ﷺ سے روزہ کی حالت میں مسواک کرنا بھی ثابت ہے.

❖ امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں اپنے سر پر پانی ڈالتے تھے
.

[1] اسی میں کھانے اور پینے کے ہم معنی چیز بھی داخل ہے جیسے طاقتورانجکشن لگوانا. (مؤلف)

❖ اورآپ ﷺ روزہ کی حالت میں کلی کرتے اورناک میں پانی ڈالتے تھے, لیکن روزہ دارکو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا ہے .

❖ آپ ﷺ کا روزہ کی حالت میں پچھنا لگوانا صحیح سند سے ثابت نہیں. ا.ھ

ا ورنہ ہی آپ ﷺ سے اول نہاریا آخرنہارمیں مسواک سے منع کرنے کے بارے میں کوئی صحیح بات ثابت ہے.

اعتکاف میں نبی ﷺ کا طریقہ

نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ آپ وفات پاگئے, اور ایک مرتبہ آپ نے اس کوچھوڑدیا تو اسے شوال میں قضا فرمایا.

اورایک مرتبہ عشرہ اول میں اعتکاف کیا, پھر دوسرے عشرہ میں پھرتیسرے عشرہ میں. آپ ﷺ اسمیں‌قدرکی رات کوتلاش کرتے. پھرواضح ہواکہ یہ آخری عشرہ میں ہے, توآپ ﷺ نے اس کے بعد آخری عشرہ ہی میں اعتکاف کی مداومت کی یہاں تک کہ وفات پاگئے.

❖ آپ ﷺ مسجد میں خیمہ لگانے کا حکم دیتے پھر اسمیں اپنے رب کی تنہائی میں عبادت کرتے.

❖ جب آپﷺ اعتکا ف کا ارادہ کرتے توفجرکی نمازپڑھ کر خیمہ میں داخل ہوتے.

❖ آپ ﷺ ہرسال رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے,لیکن جس سال وفا ت پائی بیس دن کا اعتکاف کیا .

❖ آپ ﷺ جبیریل علیہ السلام پر ہرسال ایک بارقرآن پیش کرتے لیکن جس سال آپ نے وفات پائی دوبارپیش کیا.

❖ اسی طرح ہرسال جبریل علیہ السلام قرآن کا ایک بار دورکراتے تھے مگرجس سال آپ نے وفات پائی دوبارکرایا .

❖ آپ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو اپنے خیمہ میں اکیلے داخل ہوتے.

❖ آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بغیرکسی انسانی حاجت کے گھرمیں نہیں جاتے .

❖ آپﷺ مسجد سے اپنے سرکو عاشہ رضی اللہ عنہا کے گھرکی طرف کرتے تو وہ حیض سے ہونے

کے باوجودبھی آپﷺ کے بالوں میں کنگھی کرتیں اوراسے دھوتی تھیں.

❖ اعتکاف کی حالت میں بعض بیویاں آپ ﷺ کی زیارت کرتیں توجب جانے لگتیں تو آپ ان کو رخصت کرنے کے لیے ان کے ساتھ کھڑے ہوتے اوریہ سب رات کے وقت ہوتا.

❖ آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں کسی بیوی سے مباشرت نہیں کرتے, نہ بوسہ لیتے نہ اس کے علاوہ کوئی اورفعل کرتے.

❖ جب آپ ﷺاعتکاف کرتے تو آپ کے لئے بچھونا لگا دیا جاتا اورآپ کی چارپائی آپ کے اعتکاف گاہ میں رکھ دی جاتی.

❖ جب آپﷺ کسی ضرورت کے لئے نکلتےاورراستے میں کسی مریض کے پاس سے آپ کا گزرہوتا توآپ اس کے پاس نہ رکتے اورنہ ہی اس سے کوئی سوال کرتے.

❖ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ترکی کے قبہ (خیمہ) میں اعتکاف کیا اوراس کے دروازے پرچٹائی ڈال دی تاکہ یکسوہوکراعتکاف کا مقصود اوراس کی روحانیت حاصل ہوسکے. نہ کہ جیسا کہ آج کل جاہل لوگ اعتکاف کی جگہوں کوعیش وآرام کی

جگہ اورزائرین کا جمگھٹ بناتے ہیں اورآپس میں گپ شپ کرتے ہیں,تویہ ان کےاعتکاف کی صورت ہے اور نبی ﷺ کے اعتکاف کی صورت کچھ اور ہی تھی, اوراللہ ہی توفیق کا مالک ہے.

چھٹی مجلس

نبی ﷺ کے نام ونسب کا تذکرہ

آپ ﷺ کا نسب: آپ کی کنیت ابوالقاسم اورنام محمدہے آپکا نسب نامہ اس طرح ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہربن مالک بن النضربن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن إلیاس بن مضربن نزار بن معد بن عدنان ہے.

اس نسب پرسب کا اتفاق ہے.

اوراسی طرح اس پربھی اتفاق ہے کہ عدنان, اسماعیل علیہ السلام کے اولاد میں سے تھے.

آپ ﷺ کا نام:

جبیربن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"بے شک میرے کچھ نام ہیں :"میں محمد اوراحمد ہوں, اورمیں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ کفرکومٹا تا ہے ,اورمیں حاشرہوں میرے قدم پرلوگ جمع واکٹھا ہوں گے. اورمیں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی آنے والا نہیں" (متفق علیہ)

اورابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول ﷺ خو د اپنے ناموں کے بارے میں بتاتے تھے,آپ ﷺ نے فرمایاکہ :" میں محمد, احمد اورمقفی (جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں) ہوں اورحاشراورنبی توبہ اورنبی رحمت ہوں." (مسلم)

آپ ﷺ کے خاندان کی پاکی کے بیان میں:

یہ کسی دلیل کی محتا ج نہیں کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ نے بنی ہاشم کے خاندان سے اورقریش کی نسل سے چنا ہے جوعرب میں سب سے زیادہ شرف والا نسب سمجھا جاتا ہے اورآپ ﷺ مکہ ٍسے ہیں جواللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شہرہے. اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ اللہ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ﴾ (سورة الأنعام:١٢٤)

’’اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں ودیعت کرے"

اورابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بھی- اسلام لانے سے پہلے- آپ ﷺ کی نسب کی شرافت وبلندی کا اعتراف کیا تھا جس وقت بادشاہ روم ہرقل نےان سے آپ ﷺ کے حسب ونسب کے باریے میں پوچھا تھا توانھوں

نے کہا تھاکہ:"وہ ہم میں اعلی' وشریف نسب والا ہے, تو ہرقل نے کہا: "اسی طرح انبیاء اپنی اپنی قوم کے نسب میں بھیجے جاتے ہیں." (متفق علیہ)

اورآپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہم السلام کی اولاد میں سےاسماعیل کو چنا , اوراسماعیل میں سے بنوکنانہ کو, اوربنوکنانہ میں سے قریش کو , اورقریش میں سے بنوہاشم کو, اورمجھے بنوہاشم سے منتخب فرمایا " (رواہ مسلم)

آپ ﷺ کے نسب کی پاکی ہی میں سے ہے کہ اللہ تعالی' نے آ پﷺ کے والدین کو زنا جیسی گندگی سے محفوظ رکھا,آپ ﷺ صحیح نکاح سے پیداہوئے نہ کہ کسی زانیہ کے شکم سے.

جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشادہے:"میں نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا سے , آدم علیہ السلام سے لے کر میرے باپ وماں کے مجھے جننے تک مجھے جاہلیت کی زنا سے کچھ بھی نہیں پہنچا." (طبرانی نے معجم الأوسط میں روایت کیا اورعلامہ البانی نے اسے حسن قراردیا ہے)

اورآپ ﷺ نے فرمایاکہ :" میں آدم علیہ السلام سے ہی بغیرزنا کے نکاح سے پیدا ہوا ہوں ." (ابن سعد نے روایت کیا اورالبانی نے اسے حسن قراردیا)

اور ابن سعد اور ابن عساکر نے کلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:"میں نے نبی ﷺ کے پانچ سوماؤوں کا شمارکیا ہے, ان میں سے کسی کے اندر زنا,اورجاہلیت کی کوئی چیزنہیں پائی."

کلبی رحمہ اللہ کا قول "پانچ سو مائیں سے" باپ و ماں کی جہت سے دادی وپردادی وغیرہ مراد ہیں.

ساتویں مجلس

آپ ﷺ کی صداقت وامانت

بعثت سے پہلے آپ ﷺ اپنی قوم میں سچائی وامانت داری سے مشہورتھے, اورآپ ان کے درمیان امین کے لقب سےجانے تھے, اوراس لقب سے وہی شخص متصف ہوتا ہے جوسچائی وامانت داری اور ان کے علاوہ دیگر خصال خیر میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو.

اورآپ ﷺ کی سچائی وامانت داری کي شہادت آپ کےدشمنوں نے بھی دی ھے, جیساکہ ابوجہل آپ سے بغض وعداوت رکھنے اورآپ کی تکذیب کرنے کے باوجود آپ کوصادق وسچا جانتا تھا, اسی لئے جب ایک آدمی نے اس سے پوچھا کہ کیا محمد سچے ہیں یا جھوٹے؟ تو اس نے کہا : "تمہاری تباہی وہلاکت ہو اللہ کی قسم! یقیناً محمد سچے ہیں , محمد نے توکبھی جھوٹ بولا ہی نہیں, لیکن جب بنو قصیّ ہی نبوت ونگہبانی (کعبہ کی پاسبانی) , سقایہ اور علمبرداری لے لیں گے تو بقیہ قریش کیا کریں گے؟

اوریہی ابوسفیان - جو اسلام سے پہلے نبی ﷺ کا شدید ترین دشمن تھا- جب ہرقل نے اس سے پوچھا کہ کیا

تم محمد ﷺ کو دعوت نبوت سے قبل جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟

تو ابوسفیا ن نے کہا: نہیں

توہرقل نے کہا: اورمیں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم اسے دعوی نبوت سے پہلے جھوٹا گمان کرتے تھے؟ تو تم نے کہا نہیں تو میں نے جان لیا کہ وہ لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا تو اللہ پرکیسے جھوٹ بولے گا.,,

اوریہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جب غارحرا میں وحی کے نازل ہونے کے بعد رسول ﷺ ان کے پاس کانپتے ہوئے آئے اورکہنے لگے:"مجھے چادراڑھاؤ, مجھے چادراڑھاؤ" تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:"خوش ہوجائیے اللہ کی قسم!اللہ آپ کو ہرگزرسوا نہیں کرے گا, بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں, اورسچی باتیں کہتے ہیں..) (متفق علیہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہےکہ جب اللہ کا قول:﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾(سورة الشعراء: ٢١٤)

’’آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کوڈرادیجیے"

نازل ہوا تورسول ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑی پرچڑھےاور پکارا:"ہائے صبح کی بربادی!"

تولوگوں نے کہا : یہ کون ہے؟ اورلوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے,توآپ نے کہا:**"تمہارا کیا خیال ہے اگرمیں یہ کہوں کہ وادی کے پیچھے سے ایک گھوڑسوارتم پرحملہ کرنے والاہے توکیا تم میری تصدیق کروگے؟"** توانہوں نے کہا: ہاں, ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا, آپ ﷺ نے فرمایا:**"میں تم لوگوں کو ایک دردناک عذاب کی آمد سے ڈراتا ہوں"** (متفق علیہ)

بے شک نبی ﷺ کی امانت وصداقت نے مشرکین کو آپ کے بارے میں حکم لگانے کے سلسلے میں خبط الھواس کردیا تھا, کبھی جادوگروجھوٹا کہتے ,تو کبھی شاعرسے موسوم کرتے,کبھی کاہن کہتے تو کبھی پاگل ودیوانہ ,اوراس پرآپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرتے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ آپ ﷺ کی ذات ان برے القاب واوصاف سے مبرا تھی.

نضربن حارث جونبی ﷺ کو کافی تکلیف پہنچاتا تھا قریش سے کہاکہ:"اے قریش کے لوگو!تم ایک ایسےمعاملہ سے دوچارہوگئے ہو جس سے تم اس سے پہلے کبھی نہیں دوچارہوئے تھے, بے شک محمد تمہارے درمیان ایک نوجوان بچہ تھا, تم میں سب سے زیادہ عقلمند, سب سےزیادہ سچا اور سب سے زیادہ امین تھا, یہاں تک کہ تم نے اس کے

دونوں کنپٹیوں پے بڑھا پا دیکھ لیا اورتمہارے پاس وہ چیز لایا جس کو اپنے ساتھ لایا تو تم نے اسے جادوگرکہا, اللہ کی قسم!وہ جادوگرنہیں ہے, اورتم نے اسے کاھن کہا اللہ کی قسم!وہ کاہن بھی نہیں,اورتم نے اسے شاعرکہا, اورتم نے اسے پاگل ودیوانہ کہا, پھرنضرنے کہا:اے قریش کی جماعت! تم اپنے بارے میں غوروفکرکرلو بے شک -اللہ کی قسم - تمہارے ساتھ ایک عظیم معاملہ پیش آیا ہے.

اورامانت ہی براہ راست اس بات کا سبب بنا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے شادی کی رغبت کا اظہارکردیا کیونکہ آپ ﷺ ملک شام میں ان کی تجارت کے نگراں تھے اور انہیں اپنےغلام میسرہ کے ذریعہ آپ کی امانت اوربلند اخلاق کے بارے میں ایسی باتیں معلوم ہوئیں کہ وہ دنگ رہ رگئیں.

اوریہ آپ ﷺ کی امانت کا ہی مظہر ہے کہ مشرکین قریش - آپ کی تکذیب وانکارکے باوجود- اپنے مالوں کوآپ کے پاس ہی رکھتے اوراس پرآپ کو امین سمجھتے تھے. جب اللہ نے آپ ﷺکو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا تو آپ نے ان امانتوں کو ان کے مالکان کے حوالے کرنے کے لیے علی رضی اللہ عنہ کومکه میں ہی چھوڑدیا.

سب سے عظیم وکامل ترین امانت جس کو آپ ﷺ نے اپنے دوشہ ناتوا ں پراٹھارکھی تھی اوراسے لوگوں تک کامل اور بہتر طریقے سے پہنچایا بھی وہ وحی ورسالت کی امانت تھی جسے لوگوں تک پہنچانے کا اللہ نے آپ کومکلف بنایا تھا. چنانچہ آپ ﷺ نے رسالت کو اچھے طورپرپہنچایا اورامانت کو بہترطورسے ادا کیا, اوراللہ کے دشمنوں سے دلیل وبرہان اورسیف وسنان کے ذریعہ جہاد کیا, بالآخراللہ نے آپ ﷺ کو فتوحات سے نوازا اورآپ ﷺ کی دعوت کے لیے مومنوں کے دل کھول دئے. چنانچہ وہ آپ ﷺ پرایمان لائے, آپ ﷺ کی تصدیق کی اورآپ ﷺ کی مدد ونصرت فرمائی یہاں تک کہ توحید کا کلمہ بلند ہوگیا اورمشرق ومغرب میں اسلام پھیل گیا, اورکوئی مٹی یا اون کا گھر(کوئی دیہات اورشہر) باقی نہ رہا جہاں اللہ تعالی' نے اسلام کو داخل نہ کردیا ہو. پس اللہ کا درودوسلام ہواس کے صادق امین بندے پرجس نے اللہ کی راہ میں بھر پورجہادکیا یہاں تک کہ وفا ت پاگئے.

آٹھویں مجلس

عہد و پیمان اورسابقہ انبیاء کا محمد ﷺ کی بشارت دینے کے بیان میں

اللہ تعالی' کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُواْ أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُواْ وَأَنَاْ مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (سورہ آل عمران: ۸۱-۸۲)

"اورجب اللہ نے نبیوں سے میثاق لیا کہ میں تمہیں جوکچھ کتاب وحکمت دوں, پھرتمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری چیزوں کی تصدیق کرے, تو اس پرضرور ایمان لے آؤگے,اوراس کی ضرور مدد کروگے, اللہ نے کہا کہ کیا تم لوگوں نے اقرارکرلیا اوراس پرمیرا عہد قبول کرلیا ,انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرارکرلیا, اللہ نے کہا,پس تم لوگ گواہ رہو, اورمیں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں, پس جس نے اسکے بعد اعراض کیا وہی لوگ فاسق ہیں"

علی بن ابی طالب اورآپ ﷺ کے چچا کے لڑکے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:" اللہ

نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے تمام سے یہ عہد لیا کہ اگرمحمد ﷺ کو اللہ نے مبعوث کیا اوروہ زندہ ہیں توتما م لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے. اوریہی عہد ان کی امتوں سے بھی لینے کا حکم دیا کہ جب وہ محمد کو بھیجے گا اوروہ اس وقت زندہ ہوں گے تو اس پرضروروایمان لائیں گےاوراس کی مدد کریں گے.[1]

اوراللہ تعالی' ابراھیم علیہ السلام کی حکایت بیا ن کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ﴾ (سورۃ البقرۃ:١٢٩)

" اوراے ہمارے رب ,انہی میں‌سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرما ,جوتیری آیتیں انہیں پڑھ کرسنائے, اورانہیں قرآن وسنت کی تعلیم دے,اورانہیں پاک کرے, بے شک تو بڑازبردست اورحکمت والا ہے"

ابن کثیررحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"اللہ تعالی' ابراہیم علیہ السلام کا اہل مکہ کیلئے دعا کی تکمیل کے بارے میں خبردے رہا ہے :"کہ اے اللہ! ان کے

[1] تفسیرابن کثیر(٤٩٣/١)

اندر انہی میں سے (یعنی ابراھیم علیہ السلام کی اولاد میں سے) ایک رسول مبعوث فرما, اوریہ دعوت مستجاب نبی ﷺ کے عرب ان پڑھوں اورتمام عجم انس وجن کے لئے رسول ہونے میں اللہ کے سابق تقدیرکے موافق ٹھری, جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:"بے شک میں اللہ کے نزدیک اسی وقت خاتم النبیین تھا جب آدم علیہ السلام مٹی ہی میں تھے اورمیں اسکی تمہیں تفسیربیان کررہا ہوں :" کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا , عیسی' علیہ السلام کی بشارت ,اوراپنی ما ں کے خواب کا نتیجہ ہوں, اوراسی طرح نبیوں کی مائیں خواب دیکھتی ہیں"

اوربرابرلوگوں میں آپکا ذکرباقی ومشہوررہا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے نسب کے اعتبارسے آخری نبی عیسی علیہ السلام نے آپ ﷺ کے نام کو بنی اسرائیل کے لوگوں کے سامنے ایک خطبہ کے دوران ظاہرکرتے ہوئے فرمایا:" میں تمہارے لئے اللہ کا رسول بناکربھیجا گیا ہوں , مجھ سے پہلے جوتورات آچکی ہے, اسکی تصدیق کرتا ہوں, اورایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جومیرے بعد آئےگا, اسکا نام احمد ہوگا.." (الصف:٦) اسی لئے اس حدیث میں

کہاکہ:**"میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اورعیسی' علیہ السلام کی بشارت وخوشخبری کا نتیجہ ہوں"**[1]

جہاں تک آپ ﷺ کےگزشتہ کتابوں میں فضائل ومناقب کے ذکرکا تعلق ہے تو اس پر اللہ کا یہ قول دلالت کناں ہے, اللہ کا فرمان ہے:

﴿ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِيَ أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (سورة الأعراف:١٥٧)

''ان کے لئے جوہمارے رسول نبی امّی کا اتباع کرتے ہیں جن کا ذکروہ اپنے تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ,جولوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اوربرائی سے روکتے ہیں اوران کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اورخبیث اورگندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں,اوران بارہائے گراں اوربندشوں کو ان سے ہٹاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے جکڑے ہوئے تھے...الخ,,

[1] تفسیر ابن کثیر(٢٤٣/١)

اور عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ سے ملا اوران سے تورات میں نبی ﷺ کے اوصاف کے سلسلے میں پوچھا.

توانہوں نے کہا :ہاں اللہ کی قسم! بے شک وہ تورات میں انہی صفتوں سے متصف ہیں جن سے قرآن میں متصف ہیں:''اے نبی !ہم نے آپ کوگواہ بنا کراورجنت کی خوشخبری دینے والا اورجہنم سے ڈرانے والا بناکربھیجا ہے,,[الأحزاب: ٤٥] اوران پڑھوں کے پناھگاہ ہیں ,آپ میرے بندے اوررسول ہیں, میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے.آپ نہ توسخت رواورنہ ہی ترش رو ہیں,نہ ہی بازاروں میں شورشرابہ کرنے والے ہیں, اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ عفوو مغفرت سے دینے والے ہیں, اوراللہ تعالی آپ کو اس وقت تک موت نہیں دیگا جب تک آپ کے ذریعہ ٹیڑھی ملت کو سید ھا نہ کردیگا یہاں تک کہ لوگ لاالہ الا اللہ(نہیں ہے کوئی معبود برحق مگراللہ) کہنے لگ جائیں ,اوراس کے ذریعہ اندھی آنکھوں, بہرے کانوں ,اورپردہ پڑے ہوئے دل کوکھول دیگا." (بخاری نے روایت کیا)

اورامام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ :

جارود بن عبد اللہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اورکہا :"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتہ مبعوث کیا میں نے آپ کے اوصاف کو انجیل میں پایا, اورآپ کی خوشخبری کنواری کے بیٹے یعنی عیسی' علیہ السلا م نےدی ہے.

اورابوموسی' اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے کہا :" میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور عیسی علیہ السلام نے انہیں کی بشارت دی ہے,اوراگرمجھے بادشاہت کے امور درپیش نہ ہوتے اورلوگوں کی ذمہ داری میرے سرپرنہ ہوتی تو میں آپ کے پاس آکرآپ کی جوتیوں کو اٹھاتا.
(ابوداؤد)

نویں مجلس

نبی رحمت ﷺ-۱

دشمنوں کے ساتھ آپ ﷺ کی رحمت ومہربانی:

یقیناً آپ ﷺ ساری بشریت کے لئے رحمت بناکربھیجے گئے تھے, جیساکہ خود اللہ رب العالمین نے صفت رحمت سے آپ کو موسوم کیا ہے: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴾ (سورة الأنبياء:١٠٧)

''اے نبی پاک آپ کو ہم نے سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بناکربھیجا ہے"

اورآپ ﷺ کا ارشاد ہے :"بے شک میں رحمت بنا کربھیجا گیا ہوں" (رواہ مسلم)

آپ ﷺ کی رحمت عام تھی جومسلمان وکافرسب کوشامل تھی.

چنانچہ یہ طفیل بن عمرودوسی رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے قبیلے دوس کے لوگوں کی ہدایت سے مایوس ہوکرآپ ﷺ کے پاس آکرکہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول!"بے شک دوس نے انکار ونافرمانی کی ہے, توآپ ان پربددعا کردیجئیے.

اس پر آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھادیا, لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اب دوس کی ہلاکت یقینی ہے لیکن قربان جائیے نبی رحمت ﷺ پر,آپ ﷺ نے فرمایا:"

اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اورانہیں (میرے پاس) لے آ." (متفق علیہ)

آپ ﷺ نے ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے دعا کی, نہ کہ عذاب وہلاکت کی. کیونکہ آپ ﷺ لوگوں کے لئے صرف بھلائی ہی کے خواہاں, اوران کی نجا ت وکامیابی ہی کے خواہش مند تھے.

آپ ﷺ اہل طائف کواسلام کی دعوت دینے کے لیے وہاں تشریف لے جاتے ہیں تووہاں کے لوگ آپ کا نہایت ہی تمسخراوراستہزاء وانکارسے استقبال کرتے ہیں ,اورآپ کے پیچھے وہاں کے اوباشوں وبیوقوفوں کولگادیتے ہیں جوسنگباری کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ کی ایڑیوں سے خون جاری ہوجاتا ہے.

آپ ﷺ کے اس حادثہ کو مائی عائشہ رضی اللہ عنہا بیا ن کرتی ہیں کہ: میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ پر(غزوہ) احد کے دن سے بھی زیادہ سنگین کوئی دن آیاہے؟ توآپ ﷺ نے فرمایا:"یقیناً تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامناہوا ان میں سب سے سنگین مصیبت وہ تھی جس سے میں

گھاٹی کے دن دوچارہوا, جب میں نے اپنے آپ کو عبد یَالَیْل بن عبد کُلاَل کے بیٹے پرپیش کیا, مگر اس نے میری دعوت کو ٹھکرادیا , تومیں غمزدہ ہوکرواپس لوٹنے لگا, اورمجھے قرن ثعالب کے پاس ہوش آیا , وہاں میں نے اپنا سر اٹھایا تودیکھتا ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پرسایہ فگن ھے, میں نے غورسے دیکھا تواس میں جبریل علیہ السلام تھے. انہوں نے مجھے پکارکر کہا: آپ کی قوم نے آپ سے جو بات کہی ہے اللہ نے اسے سن لیا ہے اورآپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کوبھیجا ہے تاکہ آپ اسے جوچاہیں اپنی قوم کے بارے میں حکم دیں, پھرآپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پہاڑکے فرشتہ نے پکارا اورکہا اے محمد! بے شک اللہ نے آپ کی قوم کی باتوں اوران کے ردعمل کوسن لیا ہے, اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں ,مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم صادرفرمائیں؟اگرآپ چاہیں تو ان دونوں پہاڑیوں کے بیچ ان کو پیس کررکھ دوں؟ توآپ صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا:"(نہیں) بلکہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو نکالے گا جوصرف اللہ واحد کی پوجا کریں گے اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں گے."(متفق علیہ)

یہ نبوی رحمت وشفقت تھی جس نے آپ کو اپنے بہتے زخم ,شکستہ وغمزدہ دل کو بھلادیا,اور آپ کو صرف اپنی قوم کوبھلائی پہنچانا اوران کو کفرکی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کی روشنی اورصراط مستقیم پرلا کرگامزن کرنا ہی یاد رہا.

ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ میں دس ہزارجنگجؤوں کے ساتھ ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں ,اوراللہ تعالی آپ کو ان سبھی کے گردنوں کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیاروقوت دیتا ہے جنہوں نے آپ کو ستایا اور دھتکارا تھا, آپ کے قتل کی ناپاک سازش رچی تھی, آپ کو آپ کے شہرسے نکال دیا تھا,آپ کے صحابہ کوقتل کیا تھا اوردین کے اختیارکرنے پرانہیں مختلف فتنوں (آزمائشوں) سے دوچارکیا تھا.

انہیں میں سے ایک صحابی اس فتح عظیم کے حصول کے موقع پرکہتے ہیں کہ :**"آج ماردھاڑ اور خونریزی کا دن ہے"** توپیغمبرﷺ یہ سن کرفرماتے ہیں :

"(نہیں) بلکہ آج رحمت ومہربانی کا دن ہے."

پھرآپ ﷺ ان شکستہ خوردوں کے بیچ آتے ہیں اس حال میں کہ وہ ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے,ان کے دل

خوفزدہ تھے اوران کے گلے سوکھے ہوئے تھے,وہ اس بات کے منتظرتھے کہ ان کےساتہ یہ فاتح وغالب قائد کیا کرنے والا ہے, جب کہ واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ غداری وخیانت کے خوگر اور بدلے کے عادی تھےاورمسلمان مقتولین کے ساتہ احد وغیرہ کے معرکوں میں مثلہ گری کا شرمناک عمل انجام دے چکے تھے.

آپ ﷺ ان سے فرماتے ہیں :" قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساته کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: "خیر(بھلائي) کا ! آپ نیک(کرم فرما) بھائی ہیں اورنیک ومہربان (کرم نواز) بھائی کے لڑکے ہیں.

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا :"جاؤ تم سب آزادہو" اس پروہ وہاں سے چل پڑے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ قبرسے نکل کھڑے ہوں.

تویہ عفوعام اس رحمت ہی کا نتیجہ تھی جو آپﷺ کے نہاں خانہ دل میں راسخ تھی, جواتنی عظیم تھی کہ آپﷺ کواورآپﷺ کے ساتھیوں کوسب سے زیادہ ایذا پہنچانےوالے دشمنوں کو بھی شامل ہوگئی. اگریہ رحمت نہ ہوتی تواس عفوکا ظہورنہ ہوتا, اورسچ کہا ہے آپ ﷺ نے جس وقت فرمایاکہ: "بے شک میں

سراپا رحمت ہوں جو اللہ کی طرف سے لوگوں کے لیے ہدیہ ہے." (رواہ الحاکم)

دسویں مجلس

نبی رحمت ﷺ-۲

جانوروں اورجمادات کے ساتھ آپ ﷺ کی رحمت:

جیسا کہ ہم نے اس سےپہلے ذکرکیا ہے کہ رحمت نبوی ﷺاتنی وسیع تھی کہ کافروں کو بھی شامل تھی چہ جائیکہ موحد مسلمان کو. اوریہاں ہم اس بات کا اضافہ کررہے ہیں کہ آپ ﷺ کی رحمت وشفقت جنس بشری سے تجاوز کرکے جمادات وجانوروں تک پہنچی ہوئی تھی, جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہےکہ:"ایک آدمی کسی راستے سے گزررہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگ گئی, اس نےایک کنواں پایا اس میں داخل ہوا اورسیراب ہوا, پھراس میں سےنکلا ہی تھا کہ ایک کتے کو ہانپتے ہوئے پایا جوشدت پیاس کی وجہ سے مٹی کوچاٹ رہا تھا, توآدمی نے کہا یقیناً اس کوبھی میری ہی طرح پیاس لگی ہوئی ہے, پھروہ کنویں میں داخل ہوا اورموزے کوپانی سے بھرا,اورمنہ سے اسے پکڑ کرچڑھا.اورکتے کوسیراب کیا تواللہ نے اس کا اچھا بدلہ دیا اوراس کو بخش دیا "توصحابہ کرام نے کہا کہ اے اللہ کے

رسول!کیا ہمارے لیےان چوپایوں کے ساتہ ہمدردی میں بھی ثواب ہے؟

توآپ ﷺ نے فرمایا :

"ہرتروتازہ(زندہ) کلیجے والےمیں ثواب ہے." (متفق علیہ)

اس عام قاعدہ "ہرتروتازہ (زندہ) کلیجے والے میں ثواب ہے" کے ذریعہ آپ ﷺان تمام تنظیموں اورجماعتوں پر سبقت رکھتے ہیں جو حقوق حیوان کی دفاع اوران کے ساتہ مہربانی کا اہتمام کرتی ہیں. آپ ﷺ ان پرسینکڑوں سال سبقت رکھتے ہیں جس وقت آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "ایک عورت کو بلی کے سلسلہ میں عذاب دیا گیا, اس نے اس کوقید کردیا یہاں تک کہ اس کی موت ہوگئی, تووہ عورت اس کی وجہ سے جہنم میں ڈال دی گئی, جب اس نے اس کو قید کردیا تو نہ ہی اسے کچہ کھلایا وپلایا, نہ ہی اسے چھوڑی تاکہ زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کھا کرپیٹ بھرسکے." (متفق علیہ)

نبی ﷺ اس سے اپنے صحابہ کرام کو حیوانوں کے ساتہ رفق ومہربانی اوراحسان کی تعلیم دینا چاہتے ہیں اوریہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ایسےجانورکا قتل کرنا یا اس کے قتل کا سبب بننا جس کے قتل کی

شرعاً اجازت نہیں ہے ممکن ہے کہ جہنم میں داخلے کا سبب بن جائے (اللہ کی پناہ!) جبکہ واقعہ یہ ہے کہ خود ساختہ قوانین جن کے ذریعہ موجودہ دورمیں لوگ حکم وفیصلہ کرتے ہیں اس امر سےنابلد ہیں.

نیزنبی ﷺ نے بےمقصد جانوروں کے قتل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے, آپ ﷺ کا فرمان ہے:"جوبھی شخص کسی گوریاّ یا اس سے بڑا پرندہ کوناحق مارتا ہے تو اللہ تعالی' اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کریگا",کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ! اس کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا :" اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کرکے اس کو کھالے ,اس کے سرکو کاٹ کراسے پھینک نہ دے." (نسائی)

آپ ﷺ نے تو جانورکوذبح کرتے وقت بھی احسان وبھلائی کا حکم دیا ہے, آ پ ﷺ کا ارشاد ہے:"بے شک اللہ رب العزت نے ہرچیز کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے, لہذا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو, اورجب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو, اوراپنی چھری کو تیز کرلو تاکہ ذبیحہ کو آرام پہنچا سکو." (رواہ مسلم)

ایک عالم نے ذکرکیا کہ جب بعض اہل مغرب نے ذبح سے متعلق اسلامی آداب کو جانا تو حلقہ بگوشۂ اسلام ہوگئے.

اوریہ چیزدین اسلام کے ہرپہلوسے کامل ہونے پر دلالت کرتی ہے, وللہ الحمد والمنۃ.

آپ ﷺ کایہ بھی فرمان ہے کہ :"کسی جان والی چیز کو نشانہ نہ بناؤ." (متفق علیہ)

یعنی زندہ جانورکواپنی تیروں کا نشانہ نہ بناؤ(اس کوہدف بناکرتیراندازی کی مشق نہ کرو), اس لیے کہ یہ اس رحمت کے منافی ہے جس سے مومن کو متصف ہونا چاہیے.

یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ جانوروں سے بھی ظلم وقہرکو مٹاتےاورختم کرتے تھے, اوراس کا خاص اہتمام کرتے تھے. چنانچہ آپ ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوتے ہیں تووہاں ایک اونٹ کوپاتےہیں, جونبی ﷺ کو دیکھ کر آوازنکا لنے(بلبلانے) لگتا ہے اوراس کے دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں, آپ ﷺ اس کے پاس آکراس کے سرپرہاتھ پھیرتے ہیں, تووہ خاموش ہوجاتا ہے , پھرآپ ﷺ فرماتے ہیں:"اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ توانصارمیں سے ایک نوجوان آیا اوراس نے کہاکہ : اے اللہ کے

رسول! اس کا مالک میں ہوں, تو آپ ﷺ نے فرمایا :"کیا تم ان چوپایوں کے بارے میں جس کو اللہ نے تمہاری ملکیت میں دے رکھا ہے اللہ سے نہیں ڈرتے ؟ کیونکہ اس نے مجھ سے یہ شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اوربرابرکام کرواکے اسے تھکاتے ہو" (ابوداود نے روایت کیا اورعلامہ البانی نے اسے صحیح قراردیا ہے)

حتیٰ کہ جمادات کوبھی رحمت محمدی ﷺ حاصل تھی .امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ جب نبی ﷺ کے لئے منبربنایا گیا تواس کجھورکے تنے نے, جس پرآپ ﷺ ٹیگ لگاکرخطبہ دیا کرتے تھے, بچے کی طرح رونے لگا, توآپ ﷺ منبرسے اترے اوراس کو اپنے سےچمٹا لیا,تووہ اس بچے کی طرح کراہنے (سسکنے) لگا جس کو خاموش کیا جائے , پھرآپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جوکچھ ذکر(پند ونصیحت) سناکرتا تھا اس (کے فقدان) پر رونے لگا."

حسن رضی اللہ عنہ جواس حدیث کے راوی ہیں جب اس حدیث کوبیان کرتے رونے لگتے.اورکہتے:"اے مسلمانوں کی جماعت! جب لکڑی آپ ﷺ سے ملاقات کا مشتاق ہے تو تم سب سے زیادہ اس بات کے مستحق ہوکہ تمہارے اندر آپ ﷺ کا اشتیاق پیدا ہو." (فتح الباری ٦٠٢/٦)

گیارہویں مجلس

نبی ﷺ کے فضائل

معلوم ہونا چاہئےکہ آپ ﷺ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں اورانہی میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

١۔ اللہ رب العالمین نے آپ کی مکارم اخلاق اوربہترین صفات کے ساتھ تعریف کی ہے, جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:﴿

وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (سورة القلم:٤)

''بے شک آپ بلند اخلاق کے مالک ہیں"

اورآپ ﷺ کا ارشاد ہے: "میری بعثت تواچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوئی ہے." (رواہ الطبرانی)

٢۔ اللہ رب العالمین نے آپﷺ کی اپنی امت اورتمام لوگوں کے ساتھ رحمت ومہربانی کرنے کی تعریف فرمائی ہے جیساکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴾ (سورة الأنبياء:١٠٧)

''اے محمد ہم نے آپ کوسارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کربھیجا ہے"

اوراللہ کا قول :﴿ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴾ (سورة الأحزاب:٤٣)

''اوروہ مومنوں پربڑا مہربان ہے"

اوراللہ کا قول :﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لاَنفَضُّواْ مِنْ حَوْلِكَ ﴾(سورةآل عمران:١٥٩)

''آپ محض اللہ کی رحمت سے ان لوگوں کے لئے نرم ہوئے ہیں ,اوراگرآپ بدمزاج اورسخت دل ہوتے تووہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے (نہ پھٹکتے) "

اورآپ ﷺ کا فرمان ہے: "میں سراپا رحمت ہوں جو اللہ کی طرف سے دنیا والوں کے لیے ہدیہ ہے" (حاکم نے روایت کی ہے اورالبانی نے اسکی تصحیح فرمائی ہے)

٣- ولادت سے ہی رب کریم کی جانب سے آپ ﷺ کی رعایت ونگرانی کی گئی ہے:

جیساکہ اللہ کے اس قول میں ہے : ﴿ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى﴾ (سورة الضحى:٨)

''کیا اس نے آپ کویتیم نہیں پایا تو آپ کو پنا ہ دی ,اوراس نے آپ کو (رشد وہدایت سے) غافل پایا توآپ

کی رہنمائی کی , اوراس نے آپ کو فقیرومحتاج پایا توآپ کومالداربنادیا."

٤- آپ ﷺ کے سینہ کو کھول دینا اورآپ ﷺ کے ذکرکوبلند کردینا جیسا کہ اللہ کے اس قول میں ہے :
﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (سورة الشرح:١ -٤)

''کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا ہے اورہم نےآپ کے دل سے آپکا بوجھ اتاردیا ہے جوآپ کی پیٹھ کو توڑرہا تھا اورہم نے آپ کی خاطرآپکا نام اونچا کردیا ہے"

٥-آپ ﷺ کا خاتم الأنبیاء ہونا جیسا کہ اللہ کے اس قول میں مذکورہے:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ (سورة الأحزاب :٤٠)

''محمد تم لوگوں میں‌سے کسی کے باپ نہیں ہیں , وہ تو اللہ کے رسول اورانبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں. "

اورآپ ﷺ کا ارشاد ہے:" میری اورسابقہ انبیاء کی مثال اس آدمی کے مانند ہے جس نے ایک گھربنایا تواسے اچھا اورکامل بنایا مگرایک گوشہ میں ایک

اینٹ کی جگہ کو باقی رکھ دیا ,لوگ اس گھر کا چکر لگانے لگے اور اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے اور کہتے کہ:" کاش اس اینٹ کو بھی رکھ دیا جاتا تو عمارت پورے طور سے مکمل ہو جاتی ؟ تو وہ اینٹ میں ہی ہوں. " (متفق علیہ)

٦- دیگر انبیاء پر آپ ﷺ کی فضیلت

جیساکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "مجھے دیگر نبیوں پر چھ چیزوں کے ذریعہ برتری دی گئی ہے :" مجھے جوامع الکلم (کم الفاظ میں بہت زیادہ معنی خیز اور ہمہ گیر بات کہنے کی صلاحیت) دی گئی ہے اور رعب ودبدبہ کے ذریعہ میرے مدد کی گئی ہے, میرے لئے مال غنیمت کو حلال کردیا گیا ہے, اور میرے لئے ساری زمین کو پاک اور سجدۂ گا ہ بنادیا گیا ہے , اور میری بعثت تمام مخلوق کے لئے ہوئی ہے, اور مجھ پر ہی نبوت ورسالت ختم کردی گئی ہے."(رواہ مسلم)

٧-آپ ﷺ کا مخلوق میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور معززترین ہونا: جیساکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:"میں محمدبن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں, بے شک اللہ رب العالمین نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سب سے بہتر بنایا , پھر انہیں دو ٹولیوں میں کردیا ,

اورمجھے ان میں سے بہترین ٹولی میں بنایا, پھران کےقبائل بنائے , تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں پیدا کیا , پھران کےگھرانےبنائے تومجھے ان میں سے سب سے بہترگھرانےمیں پیدا کیا ,تومیں گھرانےکے اعتبارسے سب سے بہترہوں اورنفس کے اعتبارسے بھی سب سے بہترہوں." (احمد اورابوداود نےروایت کی ہے اورالبانی نے اسکی تصحیح فرمائی ہے)

۸-آپ ﷺ کا روزقیامت حوض کا مالک ہونا اورشفاعت کرنا:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے :"میں سب سے پہلے حوض پرپہنچ کرتم لوگوں کا منتظرہوں گا تاکہ تم میں سے کچھ آدمیوں کو پیش کیا جائے یہاں تک کہ میں انہیں پہچان لونگا تو انہیں مجھ سے روک دیا جائیگا میں کہوں گا اے میرے رب!یہ میرے ساتھی ہیں, توکہا جائیگاکہ :" آپ کونہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کےبعد دین میں کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں." (رواہ البخاری)

نیزآپ ﷺ کا ارشادہے:" بے شک ہرنبی کی کوئی نہ کوئی دعا ہے جس کے ذریعہ انہوں نے دعا کی اوران کی دعاقبول کی گئی, لیکن میں نے اپنی دعا کو روزقیامت امتیوں کی شفاعت کے لئے بچا کررکھی ہے." (متفق علیہ)

۹-روز قیامت آپ ﷺ کا لوگوں کا سردار ہونا:

جیساکہ آپ ﷺکا ارشاد ہے:"میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اور اسمیں کوئی فخر نہیں,اور میرے ہاتھ میں حمد وتعریف کا جھنڈاہوگا اور اسمیں کوئی فخرنہیں, اورآدم اوران کے علاوہ جتنے بھی انبیاء ہیں سب کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے , اورمیں سب سے پہلا سفارشی ہوں گا اورسب سے پہلے میری ہی سفارش قبول کی جائیگی اوراس میں کوئی فخرنہیں." (رواہ مسلم)

۱۰- آپ ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے: جیسا کہ آپﷺ کا فرمان ہے:"سب سے پہلے میں جنت کے دروازہ کوکھٹکھٹاؤں گا,توخازن(داروغہ) کہے گا:"تم کون ہو؟ تومیں کہوں گا:"میں محمد ہوں"تووہ کہے گا:"میں اٹھ کرتمہارے لئے(دروازہ) کھولتا ہوں ,آپ سے پہلے میں کسی کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں ,اورنہ ہی آپ کے بعد کسی کے لئے کھڑا ہونگا"(رواہ مسلم)

۱۱- آپ ﷺ ہراس انسان کے لئے قدوہ ونمونہ ہیں جواللہ اورجنت کی کامیابی اور جہنم سے نجات کا متمنی ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے : ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (سورة الأحزاب: ٢١)

’’ في الحقیقت تم مسلمانوں کے لئے رسول الله کا قول وعمل ایک بہترین نمونہ ہے ,ان کے لئے جو الله اوریوم آخرت کا یقین رکھتے ہیں ,اور الله کوبہت یا دکرتے ہیں."

١٢-آپ ﷺ خواہش نفس سے کوئی بات کہنے سے منزہ ومبراہیں بلکہ آپ کی دین وشریعت سے متعلق گفتگو وحی ہوا کرتی ہے جس میں باطل کا گذر نہیں ہوسکتا جیسا کہ الله نے ارشاد فرمایا : ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ (سورة النجم: ٣-٤)

’’وہ توخواهش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں وہ تو وحی ہوتی ہے جوان پراتاری جاتی ہے."

بارہویں مجلس

آپ ﷺ کی ولادت ورضاعت اورمن جانب اللہ آپ ﷺ کا تحفظ

آپ ﷺ پیرکے دن ماہ ربیع الاول کی دوتاریخ یا آٹھ یا دس یا بارہ تاریخ کو پیداہوئے, امام ابن کثیررحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحیح بات یہ ہےکہ آپ عام الفیل کو پیداہوئے جیساکہ امام بخاری کے استاد ابراہیم بن منذر اور خلیفہ بن خیاط وغیرہ نے اس پر اجماع بیان کیا ہے.

سیرت نگار علماء کا کہنا ہےکہ :"جب آمنہ حمل سے ہوئیں تو کہا مجھے کوئی بوجھ نہیں محسوس ہوئی, اورجب آپ ﷺ پیداہوئے توآپ کے ساتھ ایک ایسی روشنی نکلی جس نے مشرق ومغرب کو روشن کردیا.

اورابن عساکراورابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایاکہ: "جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے آپ کی جانب سے ایک مینڈھا کا عقیقہ کیا, اورآپ کا نام محمد رکھا, توان سے کہا گیا کہ اے ابوالحارث! کس چیزکی وجہ سے آپ نےان کا نام محمد رکھا ہے,

اورباپ دادا کے نام پرنہیں رکھا؟ توانہوں نے فرمایا :"میں نے چاہاکہ آسمان میں رب کی طرف سے اس کی تعریف ہو اوردنیا میں لوگوں کی طرف سے بھی اس کی مدح وسرائی بیان کی جائے."

آپ ﷺ کے والد کی وفات:

جب آپ ﷺ ماں کے پیٹ ہی میں تھے آپ ﷺ کے والد کا انتقال ہوگیا, اورکہا گیا ہے کہ : آپ ﷺ کی ولادت کے ایک ماہ کے بعد. لیکن مشہورپہلا ہی قول ہے.

آپ ﷺ کی رضاعت:

سب سے پہلے آ پ کوابولہب کی لونڈی ثویبہ نے کچھ دن دودھ پلایا , توابولہب نے اس بچہ سے خوش ہوکراسے آزاد کردیا, پھربنوسعد میں آپ ﷺ کی رضاعت ہوئی,اور حلیمہ سعدیہ نے آپ کودودھ پلایا , اورانہیں کے پاس بنوسعد میں تقریبا پانچ سال تک پرورش پاتے رہے, پھروہیں پرواقعہ شق صدرپیش آیا, وہ اسطرح کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کے دل کو نکالا اوراسے دھویا ,اوراس میں سے شیطانی حصہ کو نکال پھینکا, پھر اللہ نے اس میں نوروحکمت ,اوررحمت وشفقت بھردی, پھردوبارہ اسے اس کی جگہ لوٹادیا گیا.

حلیمہ سعدیہ نے اس عظیم حادثہ کے بعد آپ ﷺ کے بارے میں اندیشہ محسوس کیا اورآپ ﷺ کو آپ کی ماں کے پاس لوٹا دیا اورپورا قصہ سنایا لیکن آمنہ کو اس سے کوئی خوف نہیں ہوا.

سہیلی فرماتے ہیں کہ: یہ تطہیر وتقدیس دومرتبہ پیش آیا .

پہلی بار : بچپن میں تاکہ آپ ﷺ کا دل شیطانی وساوس وکچوکے سے پاک ہوجائے.

دوسری بار: جب اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے مقدس حضور(دربار) میں پیش کرنے کا ارادہ کیا تاکہ آپ ﷺ آسمانی فرشتوں کی امامت کرائیں, اس وقت آپ ﷺ کے ظاہروباطن کی تقدیس وتطہیرکی گئی , اورآپ ﷺ کے دل میں ایمان وحکمت بھر دی گئی.

آپ ﷺ کی والدہ کی وفات:

جب رسول ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لیکرمدینہ میں آپ کےدادا کے ننہال عدی بن النجارکے ہاں تشریف لے گئیں, ان کے ہمراہ ام ایمن بھی تھیں. وہاں پرکچھ دن قیام کیا پھر مکہ واپس ہوتے ہوئِے راستے میں مقام ابواء کے پاس والدہ کا انتقال ہوگیا.

فتح مکہ کے سال مکہ جاتے ہوئےجب آپ ﷺ کا گزر مقام ابواء سے ہوا توآپ ﷺ نے اپنے رب سے ماں کی قبرکی زیارت کے بارے میں اجازت طلب کی توآپ کو اللہ نے اجازت دیدی , آپ ﷺ روپڑے اوراپنے ساتھ صحابہ کرام کو بھی رلادیا , پھرآپ ﷺ نے فرمایا :" قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے" (رواہ مسلم)

جب آپ ﷺ کی والدہ وفات پاگئیں توام ایمن جوآپ ﷺ کی لونڈی تھیں باپ سے ورثہ میں ملی تھیں آپ کی پرورش کی,اورآپ کے دادا نے آپ کی کفالت کی, جب آپ ﷺ آٹھ سال کے ہوئے تودادا کا انتقال ہوگیا, وہ آپ ﷺ کےچچا ابوطالب کو آپ کی پرورش کے لئے وصیت کرگئے توانہوں نے آپ کی پرورش کی اوراچھی طرح سے نگرانی ودیکھ بھال فرمائی , اور جب اللہ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا توآپ کی ہرطرح سے مکمل مدد ونصرت کی, باوجودیکہ وہ مرتے دم تک اپنے شرک ہی پرباقی رہے تواللہ نے آپ ﷺ کی تائید ونصرت کرنے کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف فرمائی جیساکہ صحیح حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے.

جاہلیت کی گندگیوں سے آپ ﷺ کی حفاظت:

اللہ رب العالمین نے بچپن ہی سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اورجاہلیت کی گندگیوں سے پاک وصاف رکھا, چنانچہ آپ ﷺ کے اندر بتوں سے نفرت پیداکردی, پس کسی بھی بت کی نہ توآپ نے عبادت کی نہ ہی اسکی تعظیم کی, آپ ﷺ نے کبھی شراب نوشی نہ کی, نہ ہی قریشی نوجوانوں کے فسق وفجورمیں شرکت فرمائی, بلکہ آپ ﷺ ہرطرح کی برائیوں سے پاک تھے. اور ہرطرح کی شریفانہ اخلاق ونیک اوصاف کے حامل تھے. یہاں تک کہ اپنی قوم کے مابین امین کے لقب سے معروف ومشہورتھے. کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی پاکیزگی وسچائی کا مشاہدہ کررکھا تھا اورآپ ﷺ کے حکموں سے راضی تھے,اورآپ ﷺ کی رائے کے مطابق عمل کرتے تھے. اوراسکی واضح مثال حجراسود کو اس کے اصلی جگہ پررکھنے کے وقت ظاہرہوئی, جس وقت آپ ﷺ نے انہیں ایک کپڑے کے بیچ میں حجراسود کورکھنے کا حکم دیا اورہرقبیلہ کو اس کے چاروں کونے کو پکڑنے کا حکم دیا پھرآپ ﷺ نے بطورخود اس پتھرکو اٹھا کراس کی جگہ نصب کردیا تو اس سے ان کے نفسوں کو سکون ملا اوراس طرح

سے اس فتنہ کی آگ بجھ گئی جس سے قبائل کے درمیان جنگ چھڑنے کا ڈر تھا.

تیرہویں مجلس

آپ ﷺ کی شادی

آپ ﷺ نے ۲۵ سال کی عمر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی, اور اس وقت خدیجہ چالیس سال کی تھیں,وہ اس طرح کی آپ ﷺ خدیجہ کے مال کی تجارت کرنے کے لئے انکے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تومیسرہ آپ کی صداقت وامانت کودیکھ کرششدروحیران رہ گیا اورآکراپنے آقا خدیجہ سے آپ ﷺ کے بارے میں سب کچھ بتا یا تو خدیجہ نے آپ ﷺ سے شادی کی رغبت کا اظہارکردیا, پس آپ ﷺ نے ان سے شادی کرلی.

خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال پہلے ہی وفات پاگئیں, آپ ﷺ ان کے ساتھ ۲۵ برس تک رہے اورکوئی دوسری شادی نہیں کی یہا ں تک کہ وہ ٦٥برس کی عمرمیں وفات پاگئیں, اور اس وقت آپ تقریبا پچاس برس کے تھے. پھران کے بعد آپ ﷺ نے کئی بیویوں سے چنداہم مقاصد اورحکمت کے تحت شادیاں کیں. اوراس سے اعداء اسلام مستشرقین وغیرہ کے ان باطل شبہات اوراتہام کی تکذیب ہوجاتی ہے جویہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ شہوت پرست تھے عورتوں سے لطف اندوزی کے متلاشی تھے, کیونکہ یہ کیسے

ممکن ہوسکتا ہے جبکہ آپ ﷺ ایک ہی عورت, جوآپ ﷺ سے عمرمیں پندرہ سال بڑی تھیں, ان کے ساتھ زندگی کے پچیس سال بتائےاوران کے علاوہ کوئی دوسری شادی نہ کی یہاں تک کہ وہ وفات پاگئیں اورآپ ﷺ کی جوانی کے ایام ختم ہوگئے اورشہوت کم ہوگئے, توکیا شہوانی قوت اس لمبے عرصے تک بجھی ہوئی تھی پھراچانک آپ ﷺ کے پچاس برس کے ہونے کے بعد دوبارہ ظاہرہوگئی؟ یہ بات تو کوئی عقلمند نہیں کہ سکتا .

اس قول کا خود بہت سارے مغرب کے علماء ومفکرین نےمذاق اڑایا جیساکہ اٹلی کی باحثہ ڈاکٹر "فیشیا فاغلیری" کہتی ہے:"بے شک محمد ﷺ جوانی کے طویل مدت میں جس وقت شہوانی قوت عروج پرہوتی ہے اورباوجودیکہ عرب جیسے معاشرے اورسماج میں زندگی گزارنے کے جہاں شاد ی اسلام سے پہلے ایک اجتماعی تنظیم کے طورپرمفقود تھی یا اسکے قریب تھی اورجہاں پرتعدد زوجات ہی ایک دستورتھا, اورطلاق انتہائی آسان تھا,خدیجہ کے علاوہ جوآپ سے کئی سالوں بڑی تھیں دوسری شادی نہیں کی, اورانہی کے ساتہ پچیس سال تک ایک سچے محب کی طرح زندگی کے ایام بتائے, اورانکے رہتے

کوئی دوسری شادی نہیں کی یہاں تک کہ انکی وفات ہوگئی. اورآپ اسوقت پچاس سال کے ہوگئے.

بے شک آپ ﷺ کے ہربیوی سے شادی کے پیش نظرکوئی نہ کوئی سیاسی یا اجتماعی حکمت تھی. اوروہ یہ کہ آپ ﷺ کئی بیویوں سے شادی کے ذریعہ ان تقوی' پرست بیویوں کی تکریم چاہتے تھے, یا اس کے ذریعہ مختلف قبائل وخاندان کے ساتہ نسبی رشتہ کو استوارکرنا چاہتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ دین اسلام کی نشرواشاعت وتبلیغ کی نئی راہ کھل جائے.

اورسوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے آپ ﷺ نے کسی کنواری ودوشیزہ سے شادی نہیں کی . توکیا یہی شہوانیت تھی؟

آپ ﷺ ایک انسان تھے نہ کہ معبود . اوریہ بھی ہوسکتاہے کہ آپ ﷺ نے اولاد کی رغبت کی خاطرکئی بیویوں‌سے شادی کی ہو, اسلئے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جتنی بھی اولاد پیدا ہوئی تھیں سب کا انتقال ہوگیا تھا.

باوجودیکہ آپ ﷺ کے پاس کوئی خاص ذریعہ آمدنی (مال وثروت) نہیں تھی. پھربھی آپ ﷺ نے اپنے دوشۂ ناتواں پرایک بھاری بھرکم خاندانی بوجھ اٹھارکھی تھی, لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ انکے درمیا ن

مساوات وبرابری کوملحوظ رکھا اورکبھی بھی ان کے حقوق میں تفاوت نہیں پیدا ہونے دیا.

یقیناً آپ ﷺ کا تصرف سابقہ انبیاء موسی' وغیرہ کی اقتدا میں تھا جن کے بارے میں کسی بھی شخص نے ان کی تعدد زوجات کے بارے میں اعتراض نہیں کیا. توکیا اسکا یہی سبب ہےکہ ہم سابقہ انبیاء کی روزمرہ کی زندگی کے تفاصیل کو نہیں جانتے جبکہ محمد ﷺکی عائلی زندگی کے متعلق ہر چیز جانتے ہیں ؟[1]

آپ ﷺ کی بیویاں:

آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سودۃ بنت زمعہ سے شادی کی, پھر عائشہ بنت ابی بکرصدیق رضی اللہ عنہا سے, ان کے علاوہ کسی اورکنواری سے شادی نہیں کیا, پھرحفصہ بنت عمربن خطاب رضی اللہ عنہا سے, پھرزینب بنت خزیمہ بن حارث سے, اورام سلمہ ہندبنت امیہ , زینب بنت جحش جویریہ بنت حارث اورام حبیبہ سے. اورفتح خیبرکے بعد صفیہ بنت حُیّی بنت اخطب سے پھرمیمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے جن سے سب سے آخرمیں شادی کی.

[1] قالواعن الإسلام ـللدكتورعماد الدين خليل ـ(١٢٠،١٢١) نقلا عن كتابها "دفاع عن الإسلام".

چودہویں مجلس

نبی ﷺ اورعورت-۱

اعداء اسلام کی طرف سے برابریہ الزام رہا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ ظلم کیا ہے اورانہیں برابرحقوق نہیں دیا ہے, اوراسے مردوں کی خدمت اورلطف اندوزی کا ساما ن کے طورپرپیش کیا ہے.

لیکن اس باطل کا پردہ آپ ﷺ کی طرف سے منقول باتوں کے ذریعہ فاش و بے نقاب ہوجاتا ہے جیسے عورتوں کی تکریم, ان کی شان کو بلند کرنا, اسی طرح ان سے مشاورت طلبی اوران کے ساتھ رفق ومہربانی اورتمام مواقف میں انصاف کرنا اورانہیں ہرطرح کے حقوق عطا کرنا وغیرہ جس کا ایک عورت اسلام سے قبل تصورتک نہیں کرتی تھی.

اہل عرب طبعی طورپراسلام سے ماقبل لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے,اورانہیں عارکا باعث سمجھتے تھے. حتیٰ کی بعض جاہلی عرب لڑکیوں کے زندہ درگورکرنے میں مشہورتھے,جیساکہ قرآن کریم نے اس کی تصویرکشی کی ہے: ﴿ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ

مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلاَ سَاء مَا يَحْكُمُونَ﴾ (سورة النحل: ٥٨- ٥٩)

''اوران میں سے کسی کو جب لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تواسکا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے, درانحالیکہ وہ غم سے نڈھال ہوتا ہے, جوبری خبراسے دی گئی ہے اسکی وجہ سے لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے(سوچتا ہے) کیا ذلت ورسوائی کے باوجود اسے اپنے پاس رکھے, یا مٹی میں ٹھونس دے, آگاہ رہو کہ انکا فیصلہ بڑا برا ہے"

زمانہ جاہلیت میں جب عورت کا شوہرفوت ہوجاتا تو اس کے لڑکے اوررشتہ داراس کے وارث بن جاتے, پس اگروہ چاہتے تو ان میں سے کسی کے ساتہ اسکی شادی کرادیتے, یا شادی کرنے سے محروم کردیتے یہاں تک کہ اس کی موت ہوجاتی تھی ,اسلام نے آکر ان سارے غلط نظام کو باطل قراردیا اورایک ایسا منصفانہ نظام مقررکیا جس سے عورتوں اورمردوں کوبرابرحقوق مل سکیں .

جیساکہ اللہ کے رسول ﷺ نے انسانیت میں عورتوں کا مردوں کے برابر ہونے کے بارے میں خبردیا ہے,آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **"بے شک عورتیں مردوں کے مثل ہیں"** (اسے احمد ,ابوداوداورترمذی نے روایت کیا ہے)

اسلئے کہ اسلام میں مرد اور عورت کے جنس کے درمیا ن کوئی اختلاف وفرق نہیں ہےجیسا کہ اسلام کے دشمن اسکا تصوّر کرتے ہیں بلکہ دونوں جنسوں کے درمیان بھائی چارگی اورتکامل پائی جاتی ہے.

اورقرآن کریم نے بھی(مردوعورت کے درمیان) ایمان وعمل اورجزاء کے اندر برابری کے مسئلہ کو ثابت کیا ہےجیسا کہ اللہ تعالی' کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (سورة الأحزاب:٣٥)

’’بے شک مسلمان مردوں اورمسلمان عورتوں کے لئے, اورمومن مردوں اورمومن عورتوں کے لئے ,اورفرماں بردارمر دوں اورفرماں بردارعورتوں کے لئے ,اورسچے مردوں اورسچی عورتوں کے لئے ,اورصبرکرنے والے مردوں اورصبرکرنے والی عورتوں کے لئے, اورعاجزی اختیارکرنے والے مردوں اورعاجزی اختیارکرنے والی عورتوں کے لئے, اورصدقہ کرنے والے مردوں اورصدقہ کرنے

والی عورتوں کے لئے,اورروزہ دارمردوں اورروزہ دارعورتوں کے لئے ,اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد وں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتوں کے لئے ,اوراللہ کو خوب یاد کرنے والے مردوں اوراللہ کو خوب یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اوراجرعظیم تیا رکرررکھا ہے"

اوراللہ کا ارشاد ہے : ﴿ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (سورة غافر: ٤٠)

’’جوشخص برا عمل کرے گا ,اسے اسی جیسا بدلہ دیا جائیگا ,اورجواچھا عمل کرےگا ,چاہے وہ مرد ہویا عورت ,اوروہ مومن ہوگا, تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے, جہاں انھیں بے حساب روزی ملتی رہے گی."

اورآپ ﷺ نے اپنے بارے میں عورتوں سے محبت کرنے کی خود خبردی ہے جیساکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:" مجھے تمہاری دنیا سے عورت اورخوشبو کومحبوب کردیا گیا ہے,اورمیری آنکھوں کی ٹھنڈک نمازمیں بنا دی گئی ہے."(رواہ احمد والنسائی وصححہ الألبانی)

اورجس طرح اللہ تعالی نے لڑکیوں کو زندہ درگور کردینے اوردفن کرنے کو حرام قراردیا ہے اسی طرح نبی ﷺ نے بھی اس بری عادت کو باطل قراردیا ہے,اورلڑکیوں کی تربیت دینے اور ان کے ساتھ بھلائی واحسان کرنے کی رغبت دلائی ہے, جیسا کہ آپ ﷺکا فرمان ہے: "جس نے دوبچیو ں کی تربیت کی یہاں تک کہ بالغ ہوگئیں, توروزقیامت,وہ اس حال میں آئے گا کہ میں اوروہ اس طرح ہوں گے -اورآپ نے دونوں انگلیوں کوملایا - "(رواہ مسلم)

اس میں اس کے بلند مرتبہ, اورآپ ﷺ سے قریب ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے. اوریہ مقام ورتبہ صرف اسے بلوغت وتکلیف کے مرحلے تک بیٹیوں کی تربیت ونگہبانی کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے.

اورآپ ﷺ کا فرمان ہے :" جس کے تین بیٹیاں ہوں , یاتین بہنیں ہوں ,یا دوبیٹیا ں یا دوبہنیں ہوں اوران کی اچھی طرح تربیت کی اوران کے بارے میں اللہ سے ڈرا تواس کے لئے جنت ہے" (ترمذی نے روایت کی اورالبانی نے اسکی تصحیح فرمائی ہے)

یقیناً آپ ﷺعورتوں کی تعلیم کے بڑے حریص تھے,آپ نے ان کی تعلیم ووعظ کے لئے ایک دن مقررکررکھا تھا جس میں وہ اکٹھا ہوتی تھیں اورآپ

ﷺان کے پاس آکر اللہ نے آپ کو جو کچھ سکھایا تھا اس کی انہیں تعلیم دیتے تھے."(مسلم)

آپ ﷺ نے عورتوں کوگھروں میں ہی نہیں محبوس کررکھا تھا جیساکہ اعداء اسلام گمان کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ انھیں انکی ضروریات کی تکمیل , رشتے داروں کی زیارت, مریضوں کی تیمارداری , اوربازاروں میں شرعی حجاب کا پابند ہوکرخرید وفروخت کیلئے گھرسے باہرنکلنے کی اجازت دیتے تھے. اسی طرح آپ ﷺ نے انہیں مسجد جانے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی , بلکہ آپ ﷺ نے انہیں مسجد سے روکنے پرمنع بھی کیا, جیساکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے :" اپنی عورتوں کو مسجد وں میں جانے سے مت روکو." (رواہ احمد وابوداود)

اورعورتوں کے سلسلے میں وصیت بھی فرمائی جیساکہ آپ کا ارشادہے:"لوگو!عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی(میری) وصیت قبول کرو" (متفق علیہ)

اوریہ ان کے ساتھ حسن معاشرت, ان کے حقوق کی پاسداری, اوران کے جذبات کی رعایت اورکسی بھی قسم کی انہیں تکلیف نہ پہنچانے کا متقاضی ہے.

پندرہویں مجلس

نبی ﷺ اورعورت(۲)

بے شک نبی ﷺ نے شوہروں کو اپنی بیویوں پرخرچ کرنے کی رغبت دلائی ہے جیساکہ آ پ ﷺ کا ارشاد ہے :" تم اللہ کی رضاکی خاطرجوبھی چیزخرچ کروگے اس پرثواب دیے جاؤگے حتی کہ تمہارا اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ہی ڈالنا کیوں نہ ہو." (متفق علیہ)

بلکہ آپ ﷺ نے خاندان(اہل وعیال) کے نفقہ کو سب سے بہترین نفقہ قراردیا ہے آ پﷺ کا فرمان ہے: "سب سے بہتردیناروہ دینارہے جوآدمی اپنے اہل وعیال پرخرچ کرتا ہے. "(رواہ مسلم)

اورآپ ﷺ نے فرمایا:" آدمی جب اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اس پربھی اسے ثواب دیا جاتا ہے." (احمد نے روایت کیا ہے اورعلامہ البانی نے اسے حسن قراردیا ہے)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ حدیث پہنچی توفوراً پانی کی طرف دوڑے اوراپنی بیوی کو پلایا اوراسے نبی ﷺ کی مذکورہ حدیث بیان فرمائی.

اس طرح آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو عورتوں کے ساتھ بہترین معاشرت ,ان کے ساتھ شفقت ومہربانی , اورہرطرح کی بھلائی کوپہنچانے اوران پرنان ونفقہ کرنےکی تعلیم دی.

اورآپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت آدمی کے شرافت نفس اورنیک طبیعت پر دلالت کرتی ہے. جیساکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:**" تم میں سب سےبہتروہ شخص ہے جواپنی عورتوں کے ساتھ بہترہے."** (احمد وترمذی نے اسے روایت کیا)

اورآپ ﷺ نے آدمی کواپنی بیوی سے نفرت وبغض رکھنے سے منع فرمایا ہے, جیساکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "کوئی مومن کسی مومنہ سے نفرت وبغض نہ کرے, اگراسے اس کی کوئی خصلت ناپسند ہوتواس کی کوئی دوسری خصلت اسے راضی کردیگی."(مسلم)

اسی طرح سے نبی ﷺ مردوں کو عورتوں کے سلسلے میں ایجابیات (مثبت پہلؤوں) اور بہترین عادات واطوار کوتلاش کرنے , سلبیات (منفی پہلؤوں) اورلغزشوں پر پردہ داری کرنےکا حکم دیتے تھے, اس لئے کہ سلبیات ومنفی پہلؤوں کی کھوج اوران

کے پاس دیر تک ٹہرنا زوجین - میاں بیوی- کے درمیان نفرت وجدائی کا سبب بن جاتے ہیں.

اسی طرح آپ ﷺ نے عورتوں کو مارنے سے بھی منع فرمایا ہے جیساکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:" اللہ کی لونڈیوں کونہ مارو" (رواہ ابوداود)

اوران لوگوں کو جوعورتوں کو تکلیف دیتے ہیں دھمکی ووعید سنائی ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "اے اللہ ! میں ان دوکمزورصنفوں یتیم اورعورت کے حق کو قابل حرج اور گناہ کا باعث قراردیتاہو." (رواہ احمد وابن ماجہ)

اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان دوصنفوں پرناحق ظلم وستم کیا یا ستایا تو اللہ تعالی اسے معاف نہیں کرے گا, بلکہ وہ دینا وآخرت میں تنگی وسزا کا مستحق ہوگا.

نیزآپ ﷺ نے مردوں کوبیویوں کے رازافشا کرنے سے منع فرمایا ہے اسی طرح بیویوں کواپنے شوہروں کے رازکو افشا کرنے سے منع فرمایا ہے. جیساکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: " بے شک اللہ کے نزدیک بروزقیامت سب سے برےمقام مرتبہ والا وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے پاس آئے اوراس کی بیوی

اس کے پاس آئے (یعنی ہمبستری کرے) پھروہ اس کے رازکوافشا کردے" (رواہ مسلم)

عورتوں کی تکریم میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے شوہروں کو اپنی بیویوں کے سلسلے میں بدگمانی کرنے اوران کی لغزشیں تلاش کرنے سے روکا ہے , جابررضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: " آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنی بیوی کے پاس رات کوچپکے سے آدھمکے ,تاکہ انکی لغزشوں اورغلطیوں کو تلاش کرسکے. (متفق علیہ)

رھی بات آپ ﷺ کا اپنی بیویوں کے ساتھ برتاؤ تووہ نہایت ہی رقت آمیز اورلطف و مہربانی کا آئینہ دار تھا.

اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ : آپ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے فرمایا: "آپ اپنی بیویوں کے کاموں میں مشغول ہوتے یعنی ان کے کاموں میں مدد وتعاون کرتے - اورجب نمازکا وقت حاضرہوتا تونماز کے لئے نکل جاتے." (رواہ البخاری)

آپ ﷺ اپنی بیویوں کی رضامندی کے خواہاں رہتے, اوران سے میٹھی نرم اورشیریں کلمات کے ذریعہ گفتگو کرتے تھے.

اوراسی قبیل سے آپ ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہنا بھی ہے :"بے شک میں تمہاری ناراضگی اورخوشی کوپہچانتا ہوں " توعائشہ نے کہا:" اے اللہ کے رسول! آپ اسے کیسے جان لیتے ہیں ؟ آپ ﷺ نے کہا :" جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: ہاں اورمحمد کے رب کی قسم , اورجب تم غصہ سے ہوتی ہو تو کہتی ہو :"نہیں اورابراہیم کے رب کی قسم." توعائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہا ں اے اللہ کے رسول! میں صرف آپ کے نام ہی کو چھوڑتی ہوں . (متفق علیہ)

یعنی آپ ﷺ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہے جو بدل نہیں سکتی.

نیزآپ ﷺ اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کوان کی وفات کے بعد بھی نہیں بھولے , جیساکہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کے پاس کوئی تحفہ آتا توآپ ﷺ فرماتے :"اِسے فلا ں عورت کے پاس لے جاؤ, اس لئے کہ وہ خدیجہ کی سہیلی تھی." (رواہ الطبرانی)

تویہ تھا نبی ﷺ کا عورتوں کے تئیں احترام, تو اے آزادی نسواں کے رٹ لگانے والو! تمہاری اس سے کیا نسبت ہے ؟

سولہویں مجلس

نبی ﷺ کی بعثت اور اپنی قوم کودعوت

آپ ﷺ چالیس برس کی عمر میں جوکہ سن کمال ہے, بعثت ونبوت سے سرفراز ہوئے, چنانچہ بروزپیر سترہ رمضان کی رات کوغارحراء میں آپ پرفرشتہ نازل ہوا, اور آپ ﷺ پرجب وحی نازل ہوتی توآپ ﷺ پربہت گراں گزرتا,اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ,اورپیشانی پرپسینہ آجاتا.

جب فرشتہ نازل ہوا تواس نے کہا کہ پڑھ! توآپ ﷺ نے کہا:"میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" توفرشتہ نے آپ ﷺ کودبایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی قوت کو نچوڑدیا,پھراس نے کہا پڑھ! توآپ ﷺ نے فرمایا :"میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" تین مرتبہ اس نے کہا اورتینوں مرتبہ آپ ﷺ نے یہی جواب دیا پھراسنے کہا کہ :"پڑھ اس رب کے نام سےجس نے تم کو پیدا کیا ,اس نےانسان کوبستہ خون سے پیدا کیا, پڑھ اورتیرارب باعزت ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا اورانسا ن کو وہ چیز سکھائی جس کا اسے علم نہیں تھا."

آپ ﷺ اس کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس کانپتے ہوئے لوٹے , اورانہیں سا را ماجراسنایا , توخدیجہ نے آپ ﷺ کو اطمینا ن دلایا , اور کہا: خوش ہوجاؤ, اللہ کی قسم! اللہ آپ کو ہرگزرسوا نہیں کریگا, بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں , سچی گفتگو کرتے ہیں, کمزوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں, محتاجوں کی خبرگیری کرتے ہیں,اورمہمان نواز ہیں اورزمانے کے مصیبت زدہ لوگوں کی اعانت کرتے ہیں.

پھرخدیجہ رضی اللہ تعالی' عنہا آپ ﷺ کو لے کرورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جوخدیجہ کےچچیرے بھائی تھے. انہوں نے دورجاہلیت میں عیسائیت اختیارکرلی تھی, اورعبرانی میں لکھنا جانتے تھے, انہوں نے انجیل سے عربی زبان میں جتنا اللہ نے توفیق دی لکھا, اس وقت وہ بہت بوڑھے اورنابینا ہوچکے تھے. خدیجہ نے کہا بھائی جان! اپنے بھتیجے کی بات سنیں, ورقہ نے کہا : بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ توآپ ﷺ نے سارا واقعہ بیان کیا, ورقہ نے کہا :"یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نےموسی' علیہ السلام پرنازل کیا تھا. اے کاش میں اس وقت جوان ہوتا ,اے کا ش میں اسوقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی, توآپ ﷺ نے فرمایا : "کیا وہ مجھے

نکال دیں گے؟" ورقہ نے کہا ہاں, جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لے کر آیا جس طرح تم لے کر آئے ہو اس سے ضرور دشمنی کی گئی.اگرمیں نےتمہارا زمانہ پالیا توتمہاری زبردست مدد کروں گا, اس کے بعد ورقہ کا جلد ہی انتقال ہوگیا.

پھرکچھ وقفہ کے لئے وحی کا سلسلہ رک گیا. اورآپ ﷺکچھ دنوں تک یوں ھی ٹھہرے رہے آپ ﷺ کچھ بھی نہیں دیکھتے. آپ ﷺ اس سے غمزدہ ہوگئے, اوروحی کے نزول کے مشتاق ہوئے.

پھرفرشتہ آسمان وزمین کے بیچ کرسی پرنمودارہوا اورآپ ﷺ کو تسکین دلائی اوریہ بشارت دی کہ آپ واقعی الله کے پیغمبرہیں, جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا توآپ اس سے خوف زدہ ہوگئے, اور خدیجہ رضی الله عنہا کے پاس گئے, اورکہنے لگے: "مجھے کمبل اڑھادو مجھے کمبل اڑھادو" توالله نے اس پریہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾(سورة المدثر: ١-٥)

''اے چادراوڑھنے والے اٹھئے اورلوگوں کو (ان کےرب سے) ڈرائیےاوراپنے رب کی بڑائی بیان

کیجئے, اور اپنے کپڑے پاک رکھئے, اور بتوں سے کنارہ کش ہوجائیے,,

اللہ رب العالمین نے ان آیات میں آپ ﷺ کو اپنی قوم کوڈرانے اورانکو اللہ کی طرف بلانے ,اور اللہ کی تعظیم وتکبیر بیان کرنے اوراپنےنفس کو گناہ ومعاصی سے پاک کرنے کا حکم دیا ہے.

آپ ﷺ اس ذمہ د اری کی ادائیگی کے لیے کمربستہ ہوگئے اوریقین کرلیا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ,اوراللہ کی اطاعت میں پورے طورسے لگ گئے,اللہ کی طرف کالے گورے,چھوٹے بڑے,مرد عورت ,آزاد غلام سب کو بلانے لگے. ہرقبیلہ کے کچھ لوگوں نے آپ کی دعوت پرلبیک کہا جن کواللہ نے دنیا وآخرت میں نجات دینا چاہا, اوراسلام میں پوری روشنی وبصیرت کے ساتھ داخل ہوگئے. تومکہ کے بیوقوفوں نے ان کوسزا وتکلیف دینا شروع کردیا, اوراللہ نے آپ ﷺ کو آپ کے چچا کے ذریعہ محفوظ رکھا, کیونکہ ابوطالب انکے نزدیک بہت ہی شریف اورقابل اطاعت تھے, انکی وجہ سے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے کسی معاملہ میں دخل اندازی کی جرأت نہیں کرتے تھے. اسلئے کہ وہ ابوطالب کی رسول ﷺ سے محبت کے بارے میں جانتے تھے,نیز ابوطالب انکے دین(کفر) پرہی تھے, اوراس چیزنے کفارمکہ

کو آپ ﷺ کے ساتھ کھلم کھلا عداوت ودشمنی کرنے سے مانع رکھا اورانہوں نے آپ پر صبرسے کام لیا.

ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"آپ ﷺ تین سال تک سری دعوت دیتے رہے,پھراللہ کا مندرجہ ذیل فرمان نازل ہوا:﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورة الحجر:٩٤)

''پس آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے اسے کھول کربیان کردیجئےاورمشرکین کی پرواہ نہ کیجئے."

توآپ ﷺ نے کھلم کھلا یعنی جہری دعوت دینی شروع کردی.

اورجب اللہ کامندرجہ ذیل فرمان نازل ہوا:﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (سورة الشعراء: ٢١٤)

''اورآپ اپنے قریبی رشتہ داروں کوڈرادیجئے."

توآپ ﷺ نکلے اورصفا پہاڑی پر چڑھ کریہ آوازلگائی:"ہائے صبح کی بربادی!تولوگوں نے کہا کہ یہ کون چیخ لگارہا ہے؟ توانہوں نے کہا کہ محمد ! توسب لوگ آپ کے پاس اکٹھا ہوگئے توآپ ﷺ نے کہا کہ: **"اے بنی فلاں !اے بنی فلاں! اے بنوعبدمناف !اے بنو عبد المطلب!"** توسب لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے, پھرآپ نے فرمایا: " تم لوگوں کا کیا خیال

ہے اگرمیں تمہیں اس بات کی خبردوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے وادی سے ایک لشکرتم پرحملہ کرنے والا ہے توکیا تم میری تصدیق کروگے؟ تو سب نے یہی جواب دیا کہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا, آپ ﷺ نے فرمایا :" تومیں تمہیں ایک سخت عذاب کی آمد سے ڈرارھا ہوں" ,تواس پرآپ کا سگا چچا ابولہب بولا: تمہاری ہلاکت ہو,تونے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا, پھراٹہ کرچلاگیا, تواس پراللہ کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ سورة المسد: ۱)

" ابولہب کےدونوں ہاتہ غارت ہوں اور وہ خود غارت ہو." ...آخری سورت تک (متفق علیہ)

سترہویں مجلس

تکلیفوں پر آپ ﷺ کا صبر

آپ ﷺ نے میدان دعوت میں قدم رکھا اورنصیحت وموعظت کے راستے کواپنایا, اورارشاد ورہنمائی کے میدانوں میں گھسے , اورلوگوں کواللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف بلا یا, اور کفر وشرک , بتوں کی پوجا اورباپ داداؤں کی ڈگرسے دوررہے,اورلوگوں کو برائیوں کوچھوڑنے اورحرام کردہ چیزوں سے دوررہنے کی دعوت کا حکم دیا , تو اس پرکچھ لوگ ایمان لائے اوراکثرنے آپ کی تکذیب کی.

باوجودیکہ آپکے چچا ابوطالب کے ذریعہ اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی پھربھی آپکو بہت تکلیف پہنچائی گئی, آپ ﷺ کا محاصرہ کیاگیا اورآپ ﷺ کےعرصۂ حیات کوتنگ کردیا گیا, چنانچہ نبوت کے ساتویں برس آپ ﷺ اپنے چچا ابوطالب,اور بنی ہاشم وبنی مطلب کے کافرومسلمان تمام افراد کے ساتھ,۔ماسوا ابولہب کے۔ , گھاٹی میں داخل ہوئے, جب گھاٹی میں داخل ہوگئے توقریش نے محاصرہ بندی پراتفاق کرلیا, اورصلح کی پیش کش قبول کرنا نامنظورکردیا,, اوربازاروں کے راستے ان پربند کردئے,اورکھانے

پینے کے سامان کوروک دیا , یہاں تک کہ وہ رسول ﷺکوقتل کرنے کے لیے انکے حوالے کردیں. اوراس ظالمانہ وقاہرانہ برتاؤ کوایک دستاویزمیں لکھ کرخانہ کعبہ کے اندر لٹکادیا. گھاٹی میں داخل ہوجانے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرجانے کا حکم دیدیا,کیونکہ انہیں مشق ستم بنایا جارہا تھا جسکی انکے اندربرداشت کی طاقت نہیں تھی,اوریہ حبشہ کی طرف دوسری ہجرت تھی, توتقریبا تراسی مرد , اوراٹھارہ عورتوں نے ہجرت کیں,اورانکے پاس یمن کے مسلمان بھی چلے گئے.

آپ ﷺ گھاٹی میں تقریبا تین سال تک سخت بھوک وپیاس اورمشقت میں بند رہے,بہت ہی چپکے سے ان تک کوئی چیزپہنچ پاتی تھی یہاں تک کہ انہیں درخت کے پتے کھانے پڑے, اوراسی طرح یہ کیفیت دسویں سال تک مستمررہی یہاں تک کہ قریش کے چند لوگوں نے اس ظالمانہ دستاویزکوچاک کردیا ,توآپ ﷺاورانکے ساتھی گھاٹی سے باہرنکلے.

اوراسی سال خدیجہ رضی اللہ عنہا انتقال کرگئیں, اورانکی وفات کے تقریباً دوہی مہینے بعد آپ کے چچا ابوطالب بھی وفات پاگئے. جب ابوطالب کا انتقال ہوگیا توقریش نے آپ ﷺ کوستانا شروع کیا جس کی

وہ ابوطالب کی زندگی میں طاقت نہیں رکھتے تھے,اورآپ ﷺ پر تعصب اورظلم وستم کوسخت کردیا. ﷺ

صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اورآپکے اردگرد ابوجہل اوراس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے, ابھی کل ہی کہیں پر اونٹ نحر کیا گیا تھا ,اتنے میں ابوجہل کہتا ہے کہ: " تم میں سے کون ہے جوبنی فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لے کر آئے اور جب محمد سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پرڈالڈے؟

توقوم کا سب سے بدترین شخص اٹھ کھڑا ہوااور اسے لے آیا اورجب نبی ﷺ سجدہ میں گئے توآپ کے دونوں کندھوں کے پیچ ڈالدیا. پھرسب ہنسنے لگے اورایک دوسرے پر گرنے لگے.توفاطمہ رضی اللہ عنہا دوڑی ہوئی آئیں اوراس کواٹھاکرپھیکا, پھران کو سب وشتم کرنے لگیں, جب آپ ﷺ نمازپوری کرلئے تواپنی آوازکو بلند کیا پھرآپ نے ان پربددعا کی, اورفرمایا:"اے اللہ! تو قریش کوپکڑلے", تین باریہی دھرایا, جب انہوں نے آپ ﷺ کی بددعاکوسنی توان کی ہنسی جاتی رہی, اورآپ کی بددعا سے ڈرے, پھرآپ ﷺ نے فرمایا :" اے اللہ! توابوجہل بن ہشام ,عتبہ بن ربیعہ , شیبہ بن ربیعہ ,ولید بن عتبہ, امیہ بن

خلف, اورعقبہ بن ابی معیط کو پکڑلے." ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے بدرکے دن ان تمام لوگوں کو جن کا آپ ﷺ نے نام لے کربددعا کی تھی مقتول پایا ,پھرانہیں بدرکے کنویں میں ڈھکیل دیا گیا.

اورامام بخاری نے روایت کیا ہے کہ :"عقبہ بن ابی معیط نے ایک دن آپ ﷺ کے کندھے کوپکڑا اورآپکے کپڑے کوگردن میں لپیٹ کرسختی سے آپ کا گلا گھونٹا, اتنے میں ابوبکررضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آئے اوراس کو آپ سے دورکیا اور فرمایا : "کیا تم ایک آدمی کواس لیےقتل کرنا چاہتے ہوکہ وہ کہتا ہے میرارب اللہ ہے؟!"

جب آپ ﷺ کے ساتھ اذیت بڑہ گئی تو طائف کی طرف نکل گئے اوروہاں قبیلہ ثقیف کے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی , توان کی طرف سے آپ کواستہزاء ودشمنی اورتکلیف کے سواکچہ نہ حاصل ہوا. اورانہوں نےآپ پرسنگباری کی یہاں تک کہ آپ کی دونوں ایڑیا ں خون آلود ہوگئیں, توآپ ﷺ نے مکہ کی طرف واپسی کا فیصلہ کرلیا, اورراستے میں قرن ثعالب کے پاس پہنچےتواپنے سرکواٹھایا توکیا دیکھتے ہیں کہ بادل کا ایک ٹکڑا آپ پرسایہ کئے

ہوئے ہے.تو آپ نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے, جبرائیل نے آپ ﷺ کو پکارا اورکہا کہ اےمحمد! بے شک آپ کے رب نے آپ کی قوم کی باتوں اوران کے ردعمل کو سن لیا ہے اوراس نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کوبھیجا ہے تاکہ آپ انکے بارے میں جو چاہیں حکم صادرکریں . پھرپہاڑکے فرشتہ نے آپکو پکارکرسلام کیا, پھرکہا کہ اے محمد! بے شک آپ کے رب نے آپ کی قوم کی باتوں اورانکے ردعمل کو سن لیا ہے اورمیں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھےآپ کے رب نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے بارے میں جوچاہیں حکم صادرکریں میں اس کے لئے تیارہوں ,اگرآپ چاہیں تومکہ کی دونوں پہاڑیوں کے بیچ ان کوپیس کررکھ دوں, (لیکن قربان جائیے رحمت عالم ﷺ پر) آپ ﷺ نے فرمایا :"(نہیں) بلکہ مجھے اپنے رب سے یہ امید (قوی) ہے کہ ان کی پشت(یا نسل) سے ایسے لوگوں کونکالے(یاپیدا فرمائے) گا جوایک اللہ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے."(متفق علیہ)

اٹھارہویں مجلس

اللہ تعالی' کی اپنے پیغمبر ﷺ کی حفاظت

اللہ تعالی' کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (سورة المائدة:٦٧)

''اے رسول!آپ پرآپ کے رب کی جانب سے جو نازل کیا گیا ہے اسے پہنچادیجئے,اوراگرآپ نے ایسا نہیں کیا توگویا آپ نے اسکا پیغام نہیں پہنچایا,اوراللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا"

امام ابن کثیررحمہ اللہ فرماتے ہیں:"یعنی میرے پیغام کوپہنچائیے اورمیں آپ کی حفاظت اوردشمنوں پرآپ کی مدد ونصرت کروں گا ,اوران پرفتح نصیب کروں گا, اس لئے آپ خوف نہ کھائیں اورغمگین نہ ہوں, ان میں سے کوئی بھی آپ کو برائی نہیں پہچاسکتا, اس آیت کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کی پہرہ داری کی جاتی تھی.

آپ کی حفاظت کی مثالوں میں سے وہ واقعہ بھی ہے جسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :"ابوجہل نے ایک مرتبہ کہا کہ کیا محمد تم لوگوں

کے بیچ اپنے چہرہ کوخاک آلود کرتاہے؟ توکہا گیا : ہاں, تواس نے کہا:قسم ہے لات وعزی'کی!اگرمیں اسے ایساکرتے دیکھ لیا تو اسکی گردن روند دوں گا , اوراس کے چہرہ کوخاک آلود کردوں گا, تووہ رسول ﷺ کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ نمازپڑھ رہے تھے اوروہ اس گمان میں تھا کہ آپ ﷺ کی گردن روند دیگا, راوی کہتے ہیں کہ: وہ آپ سے قریب ہی ہواتھاکہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹتے اوراپنے ہاتھوں سے بچاؤ کرتے بھاگا, تولوگوں نے کہا :تمہیں کیا ہوگیا؟ تواس نے کہا کہ میرے اوراس کے درمیان آگ کا ایک خندق ہے, ہولناکیاں ہیں اور پر ہیں پھرآپ ﷺنے فرمایا :"اگروہ میرے قریب آتا توفرشتے اس کا ایک ایک حصہ اچک لیتے" (رواہ مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا :"اگرمیں محمد کوکعبہ کے پاس نمازپڑھتے پایا تواس کی گردن روند دوں گا ,تویہ بات آپ ﷺ کوجب پہنچی توآپ نے فرمایا :"اگراس نے ایساکیا توفرشتے اس کو آدبوچیں گے"(رواہ البخاری)

جابربن عبد اللہ کہتے ہیں کہ :"اللہ کے رسول ﷺ نے محارب خصفہ سے جنگ کی, توانہوں نے مسلمانوں کو غفلت میں دیکھا,توان میں سے غورث بن حارث نام کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آکرکھڑا ہوگیا اورکہا

کہ اے محمد! بتاؤ تمہیں مجھ سے اب کون بچا سکتا ہے؟ توآپ ﷺ نے فرمایا :"اللہ" اتنا سننا تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کرگرگئی,اورآپ ﷺ نے اسے لے کرفرمایا کہ :" بتا اب تجھےمجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ "تواس نے کہا :"آپ اچھے پکڑنے والے ہوئیے(یعنی احسان کیجیے), توآپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو اس نے کہا کہ نہیں, البتہ میں یہ عہد کرتا ہوں کہ آپ سےلڑائی نہیں کروں گا, اورنہ آپ کے خلاف لڑائی میں کسی قوم کا ساتھ دوں گا, آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا, اوروہ واپس چلا گیا اور(اپنی قوم میں جاکر) کہاکہ: میں تمہارے یہاں سب سے بہترانسان کے پاس سے آرہا ہوں." (رواہ الحاکم وصححہ)

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ :"ایک نصرانی آدمی تھا جواسلام لے آیا ,اوروہ بقرہ وآل عمران پڑھتا تھا, اورنبی ﷺ کا کاتب بھی تھا, پھروہ نصرانی ہوگیا, اوروہ کہتا پھرتا تھا کہ: "محمد کو اتنا ہی معلوم ہے جتنا میں نے ان کے لئے لکھا تھا" چنانچہ اللہ نے اسے ہلاک کردیا,اور لوگوں نے اسے دفن کردیا, جب صبح ہوئی توزمین نے اسکی لاش کو باہرپھینک دیاتھا. اس پرانہوں نے کہا: یہ محمد اوران

کے ساتھیوں کا کام ہے. جب وہ ان کے پاس سے بھاگ آیا توانہوں نے ہمارے آدمی کی قبرکواکھاڑکراسےباہرپھینک دیا, پھرانہوں نے اس کے لئے قبرکھودی اوراسے خوب گہری کردیا (اوراسکو اسمیں دفن کردیا) لیکن صبح ہوتے ہی زمین نے اسکی لاش کو باہرپھینک دیا, وہ کہنے لگے: یہ محمد اوران کے ساتھیوں کا ہی کام ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبرکواکھاڑدیا, چنانچہ انہوں نے پھراسکے لئے استطاعت بھرگہراگڑھا کھودا (اوراسمیں دفن کردیا),لیکن صبح ہوتے ہی زمین نے اسے باہرپھینک دیا. اب انہیں یقین ہوگیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے ,چنانچہ انہوں نے اسے ایسے ہی چھوڑدیا. (رواہ البخاری)

اورحفاظت الہی ہی کی مثالوں میں سے آپ ﷺ کو قریش کے خفیہ طورپررات کی تاریکی میں قتل کرنے کی سازش سے محفوظ رکھناہے, جس وقت ان لوگوں نےیہ اتفاق کیا کہ ہرقبیلہ سے ایک نوجوان بہادرشخص کو لیا جائے, پھران میں سے ہرایک کو ایک تیزتلوارسونپ دی جائے جس سے سبھی لوگ آپ ﷺ پریک بارگی حملہ کریں اور ان کو قتل کردیں, اس طرح آپ کا خون قریش کے تمام قبائل کے درمیا

ن متفرق ہوجائے گا اوربنوعبد مناف تما م عرب سے لڑائی نہیں کرسکیں گے. تو اللہ رب العالمین نے

جبرئیل علیہ السلام کونازل کرکے آپ ﷺ کومشرکین کی سازشوں سے باخبرکردیا اور یہ حکم دیا کہ اس رات آپ اپنے بسترپرنہیں لیٹیں گے. اوریہ خبردی کہ اللہ نے آپ کو ہجرت کرنے کی اجازت دیدی ہے.

اورحفاظت الہی میں سے ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو سراقہ بن مالک بن جعشم کی چال سے, جوہجرت کے وقت راستے میں آپ کا تعاقب کررہا تھا, محفوظ کردیا.

اوراسی حفاظت الہی میں سے آپ ﷺ کی غارثورمیں حفاظت کرنا بھی ہے.جب صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ! اگران میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے. توآپ ﷺ نے فرمایا :" **اے ابوبکر! تمہاراان دونوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرااللہ ہے".**

اما م ابن کثیررحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حفاظت الہی ہی میں سے اہل مکہ کے سرداروں ,حاسدوں ,کینہ پروروں ,سرکشوں سے آپ کومحفوظ رکھنا ہے جنہوں نے رات ودن آپ ﷺ کی عداوت ودشمنی میں

ایک کررکھا تھا . اللہ رب العزت نے اپنی غالب قدرت اورعظیم حکمت سے ایسے اسبا ب پیدا کردیے کہ ابتدائے رسالت میں توآپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے ذریعہ آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی کیونکہ وہ قریش میں قابل اطاعت سردار سمجھے جاتے تھے اوراللہ نے ان کے دل میں آپ ﷺ کے لیےفطری محبت ڈالدی تھی, اگروہ اسلا م لے آتے تو قوم کےکافراورسرغنہ لوگ آپ پرجرأت کرتے , لیکن چوں کہ ابوطالب اورانکی قوم کے درمیان کفرقدرمشترک تھی اس لئے وہ ان سے خوف کھاتے تھے اوران کا احترام کرتے تھے.

اسی لئے جب آپ ﷺ کے چچا کا انتقال ہوگیا توآپ ﷺ کو مشرکوں نے چند دنوں تک کافی تکلیف پہنچائی, پھراللہ نے آپ کے لئے انصارکو مہیا کردیا جنہوں نے آپ ﷺ سےاسلام پربیعت کی اوراس بات پرکہ آپ ﷺان کے گھرمدینہ کی طرف کوچ کرجائیں, پھرجب آپ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی ہرکالے گورے سے حفاظت فرمائی, اورجب بھی مشرکین یا اہل کتاب میں سےکسی نے آپ کے ساتھ کوئی برائی کا ارادہ کیا تواللہ نے ان کے مکر وفریب کوباطل کرکے اسے انہیں پر لوٹادیا. (تفسیرابن کثیر ۲/۱۰۸-۱۱۰) باختصار

انیسویں مجلس

محبت رسول ﷺ

ایمان کے لازمی تقاضہ میں سے آپ ﷺ سے محبت کرنا بھی ہے,اور مسلمان شخص اپنے نبی سے کیسے محبت نہیں کریگا جبکہ آپ ہی نور کے راستے اور ایمان کی طرف اس کی رہنمائی, اور آگ اور کفر سے اس کی نجات کے سبب ہیں.

آپ ﷺ کا فرمان ہے: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد,اس کے والدین اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہوجاؤں." (متفق علیہ)

بلکہ محبت نبی ﷺ انسان کے اپنے نفس سے محبت رکھنے سے بڑھ کرہونی چاہیے , جیساکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ :" اے اللہ کے رسول ! آپ میرے نزدیک میرے نفس کے سوا تمام چیزو ں سے زیادہ محبوب ہیں,تو آپ ﷺ نے فرمایا :"نہیں ,اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک کہ میں تمہارے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں." تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اب آپ مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب

ہیں, تو آپ ﷺ نے فرمایا :" اب اے عمر" (بخاری نے روایت کیا ہے) .

بے شک نبی ﷺ سے محبت کا دعوی' تو ہرکوئی کرتا ہے یہاں تک کہ خواہش پرست اوربدعتی بھی, قبرپرست ,جادوگراورشعبدہ بازبھی, بلکہ بہت سے فسق وفجوروالے بھی دعوی' کرتے ہیں ,لیکن معاملہ صرف محبت کا دعوی' کرنے کا نہیں بلکہ حقیقت محبت کا ہے, اسلئے کہ محبت نبی ﷺ کا لازمی تقاضہ ہے کہ آپ ﷺ کے اوامرکی بجاآوری کی جائے ,اورنواہی سے اجتناب کیا جائے, اورآپ کی شریعت کے مطابق ہی اللہ کی عبادت کی جائے نہ کہ بدعات اور خواہشات نفس سے. اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ :**"میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگروہ جس نے انکار کیا "** توصحابہ نے کہا کہ کون ایسا شخص ہے جو اے اللہ کے رسول! جنت میں جانے سے انکار کرے گا؟ توآپ ﷺنے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا , اورجس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکارکیا." (متفق علیہ)

بے شک محبت نبی ﷺ جشن میلاد نبوی منانے ,ماتم وسوگ منانے ,غلوآمیزمدحیہ اشعار وقصیدےگنگنانے سے نہیں حاصل ہوتی ہے, بلکہ آپ کی سنتوں کی اتبا

ع وپیروی کرنے ,اورآپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی تعظیم کرنے ,اورآپ ﷺ کی سنتوں کا احیاء کرنے,اورآپ ﷺ کی ذات اورسنت کا دفاع کرنے ,اورآپ ﷺ کی لائی ہوئی خبروں کی تصدیق کرنے ,آپ ﷺ کے بارے میں گفتگوکرتے وقت ہیبت ورعب کوسامنےرکھ کر, اورآپ ﷺ کے ذکر کےوقت آپﷺ پردروسلام پیش کرکے حاصل ہوگی. اور آپ ﷺ کی شریعت میں بدعت سے بچنے ,اورآپ ﷺ کے جاں نثارصحابہ سے محبت اورانکا دفاع کرنے ,ان کے فضائل ومنقبت کی معرفت حاصل کرنے,اورآپ ﷺ کی سنت سے دشمنی رکھنے والوں سے نفرت رکھنے , یا آپ ﷺ کی شریعت کی مخالفت کرنے والوں , یا رواۃ وحاملین اورحدیث کی قدروں کو کم کرنے والوں سے نفرت وعداوت رکھنے سے ہوگی, پس جوبھی شخص ان مذکورہ چیزوں میں آپ ﷺ کی مخالفت کریگا تو وہ آپ ﷺ کی محبت سے اپنی مخالفت کے بقدردورہوگا.

مثال کے طور پر آپ ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے ہمارے اس امریعنی دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جواس میں سے نہیں ہے تووہ مردود وناقابل قبول ہے."(متفق علیہ)

اورآپ ﷺ نے فرمایا:"لوگو!دین میں نئی ایجادات سے بچو, اس لئے کہ(دین میں) ہرنوایجادکردہ چیز بدعت ہے." (رواہ اہل السنن)

اس تحذیرودھمکی کے باوجود کچھ لوگ ایسے آتے ہیں جودین میں ایسی چیزیں ایجاد کرتے ہیں جواس میں سے نہیں ہیں. اوران بدعات کو اچھا سمجھتے ہیں, بلکہ اسے نبی ﷺ سے محبت کی دلیل سمجھتے ہیں, اوراس سلسلہ میں جھوٹ بھی بولتے ہیں بلکہ جھوٹی اورمن گھڑت روایات آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اورکہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے لیے جھوٹ بولاہے نہ کہ آپ پر, اوریہ سب سے بڑابہتان اوربدترین گمراہی میں سے ہے, اسلئے کہ شریعت الہی مکمل ہے ان لوگوں کے جھوٹ اوربطلان کی محتاج نہیں.

اوراسی قبیل سے آپ ﷺ کا صحابہ کوگالی دینے سے منع فرمانا بھی ہے جیساکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:"میرے صحابہ کو گالی نہ دو,اس لئے کہ اگرتم میں سے کوئی احد پہاڑکے برابربھی سوناصدقہ کرے توصحابہ کے ایک مد بلکہ اسکے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا."(متفق علیہ)

اس فرمان کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو صحابہ کرام کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں اور خاص کر شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر لعن و طعن کرتے ہیں, اور پاک دامن عائشہ رضی اللہ عنہا جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں پاک قرار دیا ہے ان پر اتہام لگا تے ہیں, اور اس کو نبی ﷺ سے محبت اور اہل بیت کی جانب سے دفاع گمان کرتے ہیں .

اور اسی ہی قبیل سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے غلو اور اپنی بے جا مدح سرائی سے منع فرمایا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "میری اس طرح سے بڑھ چڑھ کر تعریف نہ کرنا جس طرح نصاری' نے مریم کے بیٹے عیسی' علیہ السلام کی تعریف میں حد سے تجاوز کی, بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں, لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو." (رواہ البخاری)

اس ممانعت کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اہل کتاب کی پیروی اور انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ ﷺ کو ایسے صفات سے متصف کرتے ہیں جو صرف خالق سبحانہ وتعالی' ہی کے شایا ن شان ہیں,اور آپ ﷺ سے رزق کا سوال, بیماروں کی شفایابی , اور ہلاکت سے نجات وغیرہ طلب کرتے ہیں جسے صرف اللہ کی ذات سے ہی طلب کیا جاسکتا

ہے,پھر اسے نبی ﷺ سے محبت کی نشانی گمان کرتےہیں , لیکن صحیح و درست بات یہ ہے کہ یہ سب اللہ و رسول کے حکم کی مخالفت اورشرک وجہالت کی علامت وپہچان میں سے ہے.

بیسویں مجلس

نبوت کی عظیم ترین نشانی

بے شک آپ ﷺ کی نبوت کی عظیم ترین علامت قرآن عظیم ہے, وہ ایسی کتاب ہے جس کے ذریعہ اللہ رب العالمین نے عرب وعجم کو قیامت تک اس کے مثل پیش کرنے کا چیلنج کیا جیساکہ اللہ تعالی' کا ارشاد ہے :

﴿ وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُواْ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُواْ شُهَدَاءكُم مِّن دُونِ اللّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (سورة البقرة:٢٣)

”اوراگرتم شک میں ہو اس (کلام) کی طرف سے جو ہم نے اپنے بندے پراتاراہے, تواس جیسی ایک سورت لے کرآؤ اوراللہ کے علاوہ اپنے مددگاروں کوبلالو, اگرتم سچے ہو"

اوراللہ نے فرمایا :﴿ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُواْ بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُواْ مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ (سورة يونس:٣٨)

”کیا یہ مشرکین کہتے ہیں کہ محمد نے اسے اپنی طرف سے گھڑلیا ہے, آپ کہیے کہ پھرتم لوگ اس

جیسی ایک سورت لے آؤ اوراللہ کے سوا جسے اپنی مدد کے لئے بلاسکتے ہوبلا لو, اگرتم سچے ہو."

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ قرآن کئی اعتبار سے معجزہ ہے:

اوّل : اختصارو طول کے اندرفصاحت وبلاغت پر مشتمل ہے, کبھی تولمبے واقعات بیا ن کئے جاتے ہیں پھراسی قصہ کواختصارکے ساتھ بغیرمعنی میں کمی کے دھرایا جاتا ہے.

دوم: اسلوب کلام اور اوزان شعرسے کافی جدا ہے اور انہی دونوں معانی کے اعتبارسے اہل عرب کو چیلنج کیا گیا, تو وہ عاجز رہ گئے اورحیرت وتعجب میں پڑکراس کے فضل و اعجازکواعتراف کرنے پرمجبورہوگئے, یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ نے کہا:

"اللہ کی قسم یہ انتہائی میٹھا ہے, اورنہایت ہی بارونق وخوشنما کلام ہے"

سوم:سابقہ امتوں کے واقعا ت اوران انبیاء کی سیرتوں پر مشتمل ہے جن کو اہل کتاب جانتے تھے, باوجودیکہ اس

کو لانے والا ایک امی اورانپڑھ شخص تھا جس کو پڑھائی لکھائی کا کچھ بھی علم نہیں تھا, نہ ہی احبار اورکہان کی مجلسوں میں بیٹھتا تھا.

اوراہل عرب میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتا تھا اور اخباری علما اورکاہنوں کی مجالست اختیارکرتا تھا وہ بھی قرآ ن کے بتائے ہوئے خبروں کونہیں جانتا ہے.

چہارم: مستقبل میں پیش آنے والے غیبی امورکے بارے میں خبردینا جوقطعی طورپراس کی صداقت کا پتہ دیتے ہیں کیونکہ وہ بعینہ اسی طرح واقع ہوئے ہیں جس طرح قرآن نے خبردیا تھا.

جیسے قرآ ن کا یہود کے بارے میں فرمانا :"توتم موت کی تمنا کرو اگرتم سچے ہو" (البقرۃ:٩٤) پھرفرمایا : " اوروہ ہرگزموت کی تمنا نہیں کریں گے" (البقرۃ:٩٥)

اسی طرح قرآن کا یہ ارشاد:" توتم قرآن کے مثل ایک سورت ہی لے کرآؤ"

پھرفرمایا :"اورتم ایسا ہرگزنہیں کرسکتے " (البقرۃ ٢٣-٢٤)

تووہ لوگ ایسا نہیں کرپائے.

اسی طرح قرآن کا یہ ارشاد:"آپ کافروں سے کہ دیجئے کہ تم مغلوب کیے جاؤگے" (آل عمران:۱۲) اوروہ حقیقت میں مغلوب ہوئے.

اوراس کا یہ فرمان :"ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساته مسجد حرام میں داخل ہوگے" (الفتح:۲۷) اوروہ داخل هوئے.

اسی طرح ابولہب کے بارے میں خبردینا کہ:" وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کیا جائیگا, اور اس کی بیوی بھی جولکڑیا ں ڈھونے والی تھی, اس کی گردن میں پوست کھجور(یامونج) کی بٹی ہوئی رسی ڈالی جائے گی" (المسد: ۳-۵)

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دونوں کفرکی حالت میں موت پائیں گے. اوراسی طرح ہوا.

پنجم: قرآن اختلاف وتناقض سے پاک ہے, جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے :"اگریہ غیراللہ کی طرف سے ہوتا تووہ اس میں بہت ہی اختلاف پاتے " (النساء:۸۲)

اوراللہ کا ارشاد ہے :"بے شک قرآ ن کو ہم نے ہی نازل فرمایا ہے اورہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں" (الحجر:۹)

ابو ھریرہ رضي اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا :" جتنے بھی انبیاء گزرے سب کو کوئی نہ کوئی نشانی دی گئی جن پران کی قوم کے لوگ ایمان لائے,البتہ مجھے وحی دی گئی ہے جس کی اللہ نے مجھے وحی کی ہے, تومجھے اللہ سے امید ہے کہ قیامت کے دن میں ان میں سب سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا.(متفق علیہ)

ابن عقیل فرماتے ہیں :" قرآ ن کے اعجاز میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کیلئے ممکن نہیں کہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نکال دےجسکا معنی سابقہ کلام سے ماخوذ ہو, کیونکہ برابرلوگ ایک دوسرے کے خوشہ چیں رہے ہیں. کہا جاتاہے کہ :متنبی نے اپنے کلام کوبحتری سے لیاہے !

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"میں نے دوعجیب وغریب معنی مستنبط کیا ہے:

اول: یہ کہ انبیاء کے معجزات انکی موت کے ساتھ ختم ہوگئے, چنانچہ اگرکوئی بے دین آج کہے کہ: موسی' اورمحمد صلی اللہ علیہما السلام کے صدق وسچائی پرکون سا معجزہ دلالت کرتا ہے؟

تواس کوبتایاجائے کہ:"محمد ﷺ کے لیےچاند کے دوٹکڑے ہوگئے, اورموسی' علیہ السلام کے لئے سمندرکو پھاڑدیاگیا, تووہ کہےگا کہ یہ محال ہے.

اسی لئے اللہ رب العزت نے اس قرآن کومحمد ﷺ کے لیےابدی معجزہ قراردیا , تاکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل ظاہر ہوسکے. نیزاس کو دیگرانبیاء کی صداقت پربھی دلیل وحجت بنایا کیونکہ قرآن انکی تصدیق کرتاہے اور ان کے احوال کی خبردیتا ہے.

دوم: قرآن نے اہل کتاب کواس بات کی خبردی کہ محمد ﷺ کے اوصاف ان کے تورات اورانجیل میں موجود ہیں, اورحاطب رضی اللہ عنہ کے ایمان ,اورعائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت وپاکدامنی کے بارے میں بھی گواہی دی,اوریہ سب گواہیاں غیبی طورپرتھیں, اگرقرآن اورانجیل میں آپ ﷺ کے اوصاف موجود نہ ہوتے تو وہ آپ ﷺ پرایمان لانے سے نفرت کرتے 'اوراگرحاطب وعائشہ اپنے بارےمیں اس کی شہادت کو خلاف واقعہ جانتےتوایمان سے متنفرہوجاتے "[1]

[1] الوفا ص (۲۷۳-۲٦۷) باختصار.

اکیسویں مجلس

نبی ﷺ کی عبادت

آپ ﷺ بہت زیادہ عبادت ذکرواذکار, نمازروزہ, اوردیگرعبادت کی قسموں کوانجام دینے والےتھے, آپ کی عادت تھی کہ جب کسی عمل کوکرتے تو اس پرثابت رہتے, اوراس پرمداومت وہمیشگی کرتے.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:"جب آپ ﷺ سے رات کی نمازکسی تکلیف یا اورکسی وجہ سے چھوٹ جاتی تو دن میں بارہ رکعت پڑھتے تھے." (مسلم)

آپ ﷺ برابرقیام اللیل کرتے تھے, آپ ﷺ رات میں اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے. جب آپ سے کہا گیا کہ آپ ایساکیوں کرتے ہیں(جبکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں؟) توآپ فرماتے **:کیا میں اللہ کا شکر گزاربندہ نہ بنوں؟"** (متفق علیہ)

اورحذیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات نمازپڑھی, توآپ نے سورہ بقرہ شروع کیا,تومیں نے سمجھا کہ سوآیت پررکوع کریں گے, پھرآپ پڑھتے گئے,تومیں نے سمجھا یہ ایک رکعت میں پوراپڑھیں گے, پھر سورہ نساء

کوشروع کردیا ,اس کومکمل کرنے کے بعد سورہ آل عمران شروع کردیا, اس کوپڑھا اورآپ ٹھہرٹھہرکرپڑھتے تھے, جب بھی کوئی تسبیح والی آیت گزرتی توتسبیح بیان کرتے, اورجب بھی کوئی سوال والی آیت ہوتی توسوال کرتے, اورپناہ چاہنے والی آیت ہوتی تو پناہ طلب کرتے, پھرآپ رکوع میں گئے, اور"سبحان ربی العظیم"(پاک ہے میرا رب جوعظیم ہے کہنے) لگے, توآپ کا رکوع بھی قیام کی طرح لمبا تھا, پھرآپ نے **"سمع الله لمن حمده ,ربنا لک الحمد"** پڑھا, پھرآپ نے لمبا قیام کیا جورکوع کے قیام سے تھوڑاکم تھا. پھرآپ نے سجدہ کیا اوراس میں**"سبحان ربی الأعلى"** پڑھا, توآپ کا سجدہ آپ کے قیام سے کچھ کم تھا."(رواہ مسلم)

آپ ﷺ حضریعنی مقیم ہونے کی حالت میں دس رکعتوں پربرابرپابندی کرتے تھے,دورکعتیں ظہر سے پہلے,اوردورکعتیں اسکے بعد,دورکعتیں مغرب کے بعد ,دورکعتیں عشاء کے بعد گھرمیں, اور دو رکعتیں فجرسے پہلے.

آپ ﷺ تمام نوافل میں فجرکی سنت کا زیادہ اہتمام وپابندی کرتے تھے, آپ ﷺ ان دورکعتوں اوروترکو سفروحضرکبھی نہیں چھوڑتے , اورآپ ﷺ سے کہیں نہیں منقول ہے کہ ان دونوں (یعنی فجرکی سنت

اوروتر) کے علاوہ سفرمیں کسی دوسرے راتب سنت کوپڑھا ہو.

آپ کبھی ظہرسے پہلے چاررکعت سنت پڑھتے تھے, اور ایک مرتبہ پوری رات ایک ہی آیت کوپڑھتے اوردہراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی.

آپ ﷺ پیروجمعرات کے روزے کا اہتمام کرتے تھے. (ترمذی نےروایت کرکے حسن قراردیاہے)

اورآپ ﷺ فرماتے کہ:" **پیر اور جمعرا ت کواللہ کے ہا ں اعمال پیش کئے جاتے ہیں تومیری یہ چاہت ہے کہ میرے اعما ل روزہ کی حالت میں پیش کئے جائیں"** (رواہ الترمذی وحسنہ)

آپ ﷺ ہرمہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے, جیساکہ معاذۃ عدویۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ : کیا رسول ﷺ ہرمہینہ تین دن روزہ رکھتے تھے؟

توانہوں نے کہا : ہاں,توانہوں نے پوچھا کہ مہینہ کے کس حصہ میں روزہ رکھتے تھے؟ توعائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:"آپ ﷺ کو مہینہ کے کسی حصے کی تعیین کی پرواہ نہیں ہوتی تھی. (رواہ مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ :"آپ ﷺ ایام بیض – مہینے کی تیرہویں, چودھویں, پندرہویں

تاریخ- کوسفرہویاحضرافطارنہیں کرتے تھے (یعنی روزہ رکھتے تھے). (نسائی نے روایت کیا ہے اورنووی نے حسن کہا ہے)

آپ ﷺعاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اوراسکاحکم بھی دیتےتھے. (متفق علیہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ شعبان سےزیادہ کسی مہینہ کا روزہ نہیں رکھتے تھے,آپ شعبان کا پورا روزہ رکھتے تھے, اورایک روایت میں ہےکہ: شعبان کے چند دن کو چھوڑکرپورے مہینہ کا روزہ رکھتے. (متفق علیہ)

رہی بات آپ کے ذکرکے ذریعہ عبادت کی توآپ ﷺ کی زبان ہمیشہ اللہ کی ذکرمیں مشغول رھتی تھی ,آپ ﷺ تمام حالات میں اللہ کا ذکرکرتے رہتے, آپ ﷺ جب سلام سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفراللہ کہتے (یعنی اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں) اورکہتے:(اللّهم أنتَ السلام ومنك السلام ,تباركتَ يا ذالجَلال والإكرام) " اے اللہ!توسلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی حاصل ہوتی ہے, اےعظمت وجلال والے تری ذات بڑی بابرکت ہے!"-(رواہ مسلم)

آپ ﷺ جب سلام سے فارغ ہوتے تو کہتے :(لاإله إلا الله وحده لاشريك له,له الملك,وله الحمد,وهو على كل

شـيئٍ قـدير,اللّهـم لامـانع لمـا أعطيـتَ,ولا معطـي لمـا منعتَ,ولا ينفع ذالجدِّ منك الجدُّ)

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں , وہ اکیلا ہے اس کا کوئ شریک نہیں, اسی کی بادشاہت ہے اوراسی کی تعریف,اوروہی ہرچیز پرقدرت رکھنے والا ہے, اے اللہ !توجو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں , اور جو توروک دے اسے کوئی دینے والا نہیں ,اورکسی مالدارکو اس کی مالداری یا اس کا مال تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتا. (متفق علیہ)

آپ ﷺ رکوع وسجود میں کہتے:(سُبُّوح قدوس ,رب الملائكة والروح)

"پاک ہے, فرشتوں اور روح کا رب!" (رواه مسلم)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اکثردعا یہ ہوتی تھی:(اللهم آتنا في الدنيا حسنة,وفي الآخرة حسنة,وقنا عذاب النار)"اے اللہ ! ہمیں دنیا وآخرت کی بھلائی عطا کر,اورجہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ"(متفق علیہ)

آپ ﷺ بکثرت استغفارکرتے تھے.

ابن عمررضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کوایک ہی مجلس میں سوباریہ کہتے ہوئےشمارکرتے

تھے کہ:"اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اورہماری توبہ کو قبول فرما,بے شک توبہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے" (ابوداود اورترمذی نےروایت کیا ہے اورترمذی نے اسے حسن صحیح قراردیا ہے)

آپ ﷺغلواورعبادت میں تشد د کرنے سے منع فرماتے تھے,جیساکہ آپ کا ارشاد ہے:"تم اپنی استطاعت بھر ہی عبادت کرو, اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتاتا حتی کہ تم خود ہی اکتاجاؤ".

آپ ﷺ کے نزدیک سب سے بہترین دینداری (عبادت) وہ تھی جس کو کرنے والا اس پر ہمیشگی برتے." (متفق علیہ)

بائیسویں مجلس

اسلام کے پھیلنے کا آغاز

آپ ﷺ طائف والوں کے استہزا وتمسخرکے بعد مکہ واپس لوٹ آئے اورمطعم بن عدی کی پناہ میں اس کے اندرداخل ہوگئے.

اس تکذیب ومحاصرہ بندی اورظلم واستبداد سے بھرے ماحول میں اللہ نے آپ ﷺ کو اطمینان اورثابت قدمی عطا کرنا چاہا, اس لیےآپ کو اسراء ومعراج سے نوازا اوراپنی بڑی بڑی نشانیوں کو دکھایا, اوراپنی عظمت کے دلائل اورقدرت کی نشانیوں سے آگا ہ کیا , تاکہ یہ چیزیں کفراورکفارکے مقابلہ میں آپ کوقوت وطاقت فراہم کریں.

اسراء: آپ ﷺ کا راتوں رات مکہ میں مسجد حرام سے بیت المقدس میں مسجد اقصی' تک جانا, پھراسی رات مکہ واپس آجانا.

معراج: آپ ﷺ کا عالم بالا تک جانا, اور انبیا ء سے ملاقات کرنا,اورغیبی دنیا کا مشاہدہ کرنا, اوروہیں پرپنجوقتہ نمازیں بھی فرض ہوئیں.

یہ حادثہ مومنوں کے ایمان کی آزمائش کا سبب ثابت ہوا. اس لیے کہ بعض مسلمان اس واقعہ کےبعد مرتد ہوگئے, اوربعض لوگ ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اوران سے کہاکہ:تمہارا ساتھی تویہ گمان کرتا ہے کہ اس نے آج رات بیت المقدس کی سیرکی ہے؟ توصدیق اکبرنے کہا:"کیا انہوں نے ایسا کہا ہے؟ تولوگوں نے کہا : ہاں, توابوبکررضی اللہ عنہ نے کہا:"اگرانہوں نےایسا کہا ہے توسچ کہا ہے, توان لوگوں نے کہا : کیا آپ اس کی تصدیق کرتےہیں کہ وہ رات بھر میں مکہ سے بیت مقدس تک گئے اورصبح ہونے سے پہلے مکہ واپس آگئے؟

توابوبکرصدیق نے کہا :ہاں ,میں تواس سے بھی بڑی بات میں آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں ,میں توان کے صبح وشام آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں. اسی وجہ سے ابوبکررضی اللہ عنہ کا لقب صدیق پڑگیا.

جب قریش نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اورآپ کی دعوت کی ادائیگی میں رخنہ ڈالنے لگے توآپ ﷺعرب کے دیگرقبائل کی طرف متوجہ ہوئے, چنانچہ طائف سے واپسی کے بعد آپ ﷺ نے اپنے آپ کو حج میں آئے ہوئےقبائل پرپیش کرنا شروع کردیا, انہیں اسلام کے

بارےمیں بتاتے ,اورانہیں کے پاس پناہ ونصرت طلب کرتے یہاں تک کہ اللہ کے کلام کوپہنچا سکیں.

توان میں سے کچھ لوگوں نے بہت برا جواب دیا , اوربعض نےاچھا جواب دیا,اوران میں سب سے براجواب دینے والے بنوحنیفہ کے لوگ تھے جو مسیلمہ کذاب کے قبیلے سے تھے.

عرب میں سے جن لوگوں پرآپ ﷺ نے اپنی دعوت پیش کی ان میں یثرب کے قبیلہ اوس کے چند لوگ بھی تھے. جب آپ ﷺ نے ان سے بات کی تووہ آپﷺ کے ان اوصا ف کوپہچان لئے جن سے یہود آپ کو متصف کیا کرتے تھے, تو انہوں نے آپس میں کہا: "اللہ کی قسم !یہ وہی نبی ہیں جن کا یہود ہم سے وعدہ کرتے تھے,تویہود ہم سے سبقت نہ کرنے پائیں",چنانچہ ان میں سے چھ لوگ ایمان لے آئے جومدینہ میں اسلام کے پھیلنے کا سبب بنے,ان چھحضرات کے نام اسطرح سے ہیں:اسعد بن زرارہ, عوف بن حارث, رافع بن مالك, قطبہ بن عامر بن حدیدہ, عقبہ بن عامراورسعد بن ربیع رضی اللہ عنہم اجمعین.

پھروہ لو گ آپ ﷺ سے آئندہ سال ملنے کا وعدہ کرکے واپس چلے گئے.

جب اگلا سال آیا جوکہ بعثت کا بارہواں سال تھا توبیعت عقبہ اولی' پیش آیا, جس میں بارہ آدمیوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی,دس قبیلہ اوس کے اوردوخزرج کے تھے. ان میں سے پانچ پہلے چھ لوگوں میں سے تھے,عقبہ کے پاس وہ لوگ ایمان لائے ,اورآپ پرایمان لانے, آپ کی تصدیق کرنے ,شرک ومعصیت سے بیزاری ,بھلائی کے کام کرنے اورصرف حق بات کہنے پر آپ ﷺ سے بیعت کی. پھروہ مدینہ واپس چلے گئے. پس اللہ نے انکے اندراسلام کو ظاہرکردیا اورمدینہ کے گھر گھر میں آپ ﷺ کا چرچا ہونے لگا.

بیعت عقبہ اولی' کے دوسرے سال یعنی بعثت نبوی کے تیرہویں سال بیعت عقبہ ثانیہ پیش آئی, اس سال آپ ﷺ کے پاس سترمرد اور دو عورتیں تشریف لائیں, سب نے اسلام قبول کیا اور عقبہ کے پاس خوشی وغمی (چستی وسستی) میں آپ کی سمع واطاعت کرنے, تنگی وفراخدلی میں خرچ کرنے, بھلائی کا حکم دینے اوربرائی سے روکنے,اللہ کے خاطرکسی لومت لائم کی پرواہ نہ کرنے اورآپ کی نصرت ومدد کرنے پر آپ ﷺ سے بیعت کیا.

پھرآپ ﷺ نے ان سےبارہ نقیبوں کوچننے کا حکم دیا تاکہ وہ اپنی اپنی قوم کے معاملات کے ذمہ دار ہوں,

توخزرج میں سے نو اور اوس میں سے تین نقیبوں کا انہوں نے انتخاب کیا , پھرآپ ﷺ نے ان نقباء سے فرمایا کہ تم لوگ اپنی اپنی قوم کے اسی طرح نگراں(کفیل) ہو جس طرح حواری عیسی' علیہ السلام کی جانب سے کفیل تھے. اورمیں اپنی قوم یعنی مسلمانوں کا کفیل ہوں. پھروہ لوگ مدینہ واپس ہوگئے, چنانچہ وہاں کے لوگوں میں اسلام پھیل گیا[1].

اوریہ ہجرت نبوی ﷺ کا مقدمہ تھا.

[1] دیکھیے: لباب الخیار فی سیرة المختار ص (٤٢،٤٣).

تیئیسویں مجلس

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

جب آپ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ ایذارسانی بڑھ گئی توآپ نے انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی, اورآپ ﷺ اس بات سے مطمئن تھے کہ مدینہ شریف میں دعوت پھیل چکی ہے, اورمہاجرین کے استقبال کیلئے فضا ہموارہوچکی ہے.

چنانچہ مومنوں نے ہجرت میں جلد ی کی , اوروہ گروہ گروہ کرکے ایک کے پیچھے ایک نکلنے لگے.

نبی ﷺ اورآپ کے ہمراہ ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے, اسی طرح وہ لوگ بھی جن کومشرکین نے زبردستی روک رکھا تھا.

جب قریش کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ کے صحابہ ایک محفوظ سرزمین کی طرف جارہے ہیں تواس دین کے پھیلاؤ سے خوف محسوس کیا اورآپ ﷺ کوقتل کرنےپرسب متفق ہوگئے.

جس رات انہوں نے آپ ﷺ کوچپکے سے قتل کرنے کی ناپاک سازش رچی تھی, اللہ نے اپنے نبی ﷺ

کوانکی سازش سے باخبرکردیا اورآپ کوہجرت کرکے ان مومنوں سے جاملنےکا حکم دیدیا جوہجرت کرگئے تھے. نیز آپ کو اس رات اپنی بستر پرسونے سے منع کردیا.

آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پرلیٹنے اوراپنی چادرسےڈھکنےکے لیے کہا, اوریہ حکم دیا کہ آپ کی طرف سے لوگوں کی امانتوں کو ان کے حوالے کردینا, علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اورآپ کے بستر پر لیٹ گئے درانحالیکہ دروازے کے پیچھے تلواریں سونتی ہوئی تھیں.

آپ ﷺ ان کافروں کے بیچ سے ہوتے ہوئے باہرنکلے جوآپکو قتل کرنا چاہتےتھے,مگراللہ نے انکی آنکھوں پرپردہ ڈالدیا,اورنبی ﷺ نے ان کی ذلت کےطورپرانکے سروں پر مٹی ڈالدی ,پھرآپ ﷺ ابوبکرصدیق کے گھرتشریف لے گئےاوررات ہی میں دونوں جلدی جلدی نکل پڑے.

نبی ﷺ اور ابوبکر روانہ ہوئے یہاں تک کہ غارثورکے پاس پہنچ گئے اورغارمیں ہی ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ کی تلاش وجستجومیں کمی ہوگئ.

جب قریش کواپنی چال کے فاسد اور اپنے منصوبے کےناکام ہوجانے کا علم ہوا توانکاغصہ بھڑک اٹھا, اورانہوں نے ہرچہارجانب آپ کی تلاش کرنے والوں کو بھیجا اورجوشخص آپ کولے کرآئے یا آپکا پتہ بتائے اسکے لئے سواونٹ انعام مقررکردیا.اورآپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے لوگ غارکے دہانے تک پہنچ گئے اور اس کے پاس کھڑے ہوگئے,مگراللہ نے انکو آپ سے پھیردیا, اوراپنے نبی کو انکی چال سے محفوظ رکھا.

اس وقت ابوبکررضی اللہ عنہ نے فرمایا :"اے اللہ کے رسول !اگران میں سے کسی نے اپنے قدموں کی جانب دیکھا تووہ ہمیں دیکھ لیں گے.تورسول ﷺ نے انہیں جواب دیا:"تمہاراان دونوں کے بارے میں کیا گمان ہے جنکا تیسرا اللہ ہے." (رواہ البخاری)

تین دن کے بعد آپ کے پاس دونوں سواریوں کے ساتھ وہ رہبرآیا جس کوآپ نے سابقہ منصوبہ بندی کے تحت کرایہ پہ لے رکھا تھا. پھرانہوں نے مدینہ کا رخ کیا.

راستے میں آپ ﷺ ام معبد خزاعیہ کے خیمہ سے گزرے ,اورآپ ﷺ کی وجہ سے انکو ان کی ایک بکری جس کے تھن میں ایک بوند بھی دودھ نہیں تھا,

برکت پہنچی. آپ ﷺ نے ان سے اسے دوہنے کی اجازت مانگی, تو اسکا تھن دودھ سے بھر گیا, تو آپ نے ان کو پلایا اور اپنے ہمراہ لوگوں کو بھی پلایا, پھر آپ ﷺ نے خود پیا , پھر آپ ﷺ نے دوبارہ برتن میں دودھ دوہ کر بھر دیا اور وہاں سے چل دیے.

سراقہ نے جب سنا کہ آپ ﷺ نے ساحل کا راستہ اختیار کیا ہے, اور وہ قریش کے انعام کی لالچ میں تھا ,توفوراً اس نے اپنا نیزہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر آپ ﷺ کے تلاش میں نکل پڑا, جب وہ آپ ﷺ سے قریب ہوگیا توآپ ﷺ نے اس پر بددعا کردی توگھوڑے کے دونوں ہاتھ زمین میں دھنس گئے. اسے معلوم ہوگیا کہ یہ سب نبی ﷺ کی بددعا کے سبب ہورہا ہے,اور آپ ﷺ محفوظ کردیے گئے ہیں, تواسنے آپ ﷺ سے امان طلب کی اوریہ عہد کیا کہ آپ کوتلاش کرنے والوں کو واپس لوٹادے گا, تورسول ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی توگھوڑے کے دونوں ہاتھ نکل گئے, چنانچہ وہ واپس لوٹ گیا اورجس سمت آپ ﷺ نکلے تھے اس سمت میں تلاش کرنے سے لوگوں کو پھیرنے لگا.

انصار ہرروز مدینہ میں داخل ہونے والے راستہ کی جانب نکلتے اور آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کرتے, پھر جب دھوپ زیادہ ہوتی تو اپنے اپنے گھروں کو

واپس ہوجاتے , جب پیربارہ ربیع الأول نبوت کے تیرہویں سال کی ابتداء تھی کہ کسی پکارنے والے نے آپ ﷺ کی آمد کے بارے میں پکارا تو ہر جگہ چیخ وپکار اورتکبیرسنائی پڑنے لگی. اورسب لوگ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے نکل پڑے.

آپ ﷺ قباء میں اترے, اوروہاں مسجد قباء کی بنیاد رکھی, اوریہ اسلام میں سب سے پہلی مسجد تھی.

چند دن قباء میں گزارکرآپ ﷺ وہاں سے نکلے اورراستے میں جمعہ کاوقت ہوگیا توآپ نے اپنے ہمراہ لوگوں کوجمعہ کی نمازپڑھائی اوریہ آپ ﷺ کا سب سے پہلا جمعہ تھا, نمازکے بعد آپ ﷺ جنوبی طرف سے مدینہ میں داخل ہوئے,اوراسی وقت سے اسکا نا م نبی کاشہر(مدینۃ النبی)ہوگیا. مدینہ کے لوگوں نے آپ ﷺ کی آمد پربہت ہی خوشی ومسرت کا اظہارکیا اوراس طرح سے اسلام کا ایک مضبوط گھرہوگیا جہاں سے اللہ کے پیغام کوساری دنیا میں لوگوں تک پہنچایا جانے لگا.

چوبیسویں مجلس

نبی ﷺ کی طرز زندگی

آپ ﷺ دنیا کی حقیقت اوراس کي سرعت زوال کو جانتے تھے ,اسلئے آپ مسکینوں کی زندگی بسرکرتے نہ کہ مالداراوربے جا اسراف کرنے والوں کی . آپ ﷺ جب بھوکے ہوتے توصبر کرتے,اورجب آسودہ ہوتے توشکرکرتے.

آپ ﷺ نے دنیا کے فتنہ کی خطرناکی اوراس کی لذتوں اورشہوتوں میں ڈوبنے سے اپنی امت کومنع فرمایا ہے,جیساکہ آپکا فرمان ہے:" بے شک دنیا میٹھی اورسرسبز ہے,اوراللہ تم کواس کا جانشین بنانے والا ہے,چنانچہ وہ دیکھے گا کہ تم کون سا عمل کرتے ہو, اسلئے دنیاسے اورعورتوں سے ڈروکیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کے سبب(یابارے میں) تھا"(رواہ مسلم)

آپ ﷺ جانتے تھے کہ دنیا ان لوگوں کا گھرہے جن کا کوئی گھرنہیں اوران لوگوں کی جنت ہے جنکا کوئی حصہ نہیں,اس لئے آپ ﷺ کہا کرتے تھے:"اے اللہ! زندگی تو درحقیقت آخرت کی زندگی ہے. " (متفق علیہ)

اسی لئے آپ ﷺ نے آخرت کو اپنا مقصد بنالیا تھا,اور دنیاوی فکر سے اپنے دل کو فارغ کررکھا تھا, آپ ﷺ کے پاس دنیا دوڑ کر آتی,تو آپ اس سے دور رہتے اور کہتے :"مجھے دنیا سے کیا واسطہ , میں تو دنیا میں اس مسافر کی مانند ہوں جو کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ کر آرام فرمایا پھر وہاں سے اٹھ کر چل دیا." (ترمذی نے روایت کرکے اسے حسن قرار دیا ہے)

عمرو بن حارث جونبی ﷺ کی بیوی جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں فرماتے ہیں کہ :"آپ ﷺ نے اپنی موت کے وقت نہ تو کوئی دینا رو درہم چھوڑا, نہ ہی کوئی غلام اور لونڈی اور نہ کوئی چیز چھوڑی,مگر وہ سفید خچر جس پر آپ ﷺ سوار ہوتے تھے اور اپنا اسلحہ,اور وہ زمین جس کو آپ نے مسافروں کے لیے صدقہ کردیا تھا" (رواہ البخاری)

یہ مخلوق کے سردار-ان پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں- کا ترکہ ومیراث تھی,آپ ﷺ نے بادشاہت کو ٹھکرادی, اور ایک بندہ ورسول بننے کو ترجیح دی, جیساکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : "جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرشتہ اتر رہا ہے,

جبرئیل نے آپ سے کہا :" یہ فرشتہ جب سے پیدا کیا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں نازل ہوا,توجب وہ اترا تواس نے کہا:"اے محمد! مجھے تمہارے رب نے تمہاری طرف کہ کربھیجا ہے کہ کیا میں آپ کوبادشاہ بنادوں ,یا بندہ اوررسول ؟ توجبرئیل علیہ السلا م نے ان سے فرمایا : "اے محمد!اپنے رب کے لئے تواضع ونرمی اختیارکیجئے,توآپ ﷺ نے فرمایا :"نہیں بلکہ میں بندہ اوررسول ہی بننا چاہتا ہوں"(ابن حبان نے روایت کی ہے اورالبانی نے اسے صحیح قراردیا ہے)

اس طرح آپ ﷺ کی طرززندگی تواضع وزہد اورپاکدامنی پرمبنی تھی, جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:" آپ ﷺ کا انتقا ل ہوگیا اورمیرے گھرمیں کھانے کے لئے ایک الماری میں جَوکےسوا کچھ اور نہیں تھا , تومیں نے اس میں سے کچھ کھا یا یہاں تک کہ مدت طویل ہوگیا , تو میں نےاسے ناپ دیا تو وہ(بھی) ختم ہوگیا." (متفق علیہ)

عمربن خطاب رضی اللہ عنہ نےیہ ذکرکرتےہوئے کہ لوگوں نےکس طرح دنیاوی سازوسامان جمع کرلیے ہیں, فرمایا:"میں نے رسول ﷺ کو دیکھاہے کہ آپ ﷺ دن بھر بھوک سے سکڑے ہوئے رہتے تھے, آپ ﷺ

اپنا پیٹ بھرنے کے لیے ردی کھجور تک نہیں پاتے تھے."(مسلم)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"مجھے اللہ کے راستے میں ڈرایا گیا جبکہ کسی کوکوئی ڈرنہیں, اورمجھے اللہ کے راستے میں تکلیف پہنچائی گئی,جبکہ کسی کو اس طرح کی تکلیف نہیں پہنچائی گئی, اورمجھ پرایک مہینہ ایسا بھی گزراہے کہ میرے لئے اوربلال کے لئے کھانے کا کوئی سامان نہ تھا مگراتنا کہ جتنا بلال کے بغل میں چھپا یا جاسکے." (ترمذی نے روایت کیا اوراسے حسن قراردیا ہے)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ :"آپ ﷺ لگاتارراتیں گذارتے تھےاس حال میں کہ آپ کے اہل بھوکے ہوتے شام کا کھانا نہیں پاتے تھےاوراکثروہ جو کی روٹی پراکتفا کرتےتھے" (ترمذی نے روایت کرکےاسے حسن قراردیا ہے)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "آ پ ﷺ دسترخوان پرنہیں کھائے یہاں تک کہ وفات پاگئے,اور نہ ہی نرم وباریک روٹی کھائی یہاں تک کہ وفات ہوگئی" (رواہ البخاری)

آپ ﷺ چٹائی پر بیٹھتے اوراسی پر سوتے تھے,جیساکہ عمربن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس داخل ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ چٹائی پر تھے,عمررضی اللہ عنہ کہتے کہ میں بیٹھ گیا توکیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ پر صرف ازارتھا اسکے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا, اور چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پرپڑے ہوئے تھے, اورجوکا ایک گٹھرجو تقریبا ایک صاع کے برابر تھا اور کمرے کے ایک گوشہ میں قرظ- برگ سلمّ- تھی, اورایک چمڑا لٹکا ہوا دیکھا تومیری آنکھوں سے آنسوجاری ہوگئے, توآپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمر!تمہیں کس چیزنے رلادیا؟ عمرنے کہا: اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ کے پہلومیں اس چٹائی کے نشان پڑ چکے ہیں ,اور آپ کی اس الماری میں جوکچھ ہے اسے میں دیکھ ہی رہا ہوں,جبکہ قیصروکسری' نہروں اورپھلوں میں دادعیش دے رہے ہیں,اورآپ اللہ کے نبی اورچہیتے ہوتے ہوئے بھی آپ کی اسطرح حالت ہے ! توآپ ﷺنے فرمایا :"اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس بات سے نہیں خوش ہوتے کہ ہمارے لئے آخرت ہے اورانکے لئے دنیا ؟" (ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اورمنذری نے اسکی تصحیح فرمائی ہے)

پچیسویں مجلس

سلطنت کی تشکیل کے اصول وضوابط

آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لے گئے تو اہالی مدینہ نے نہایت پرتپاک اندازسے آپ کا استقبال کیا. آپ ﷺ انصارکے جس گھرسے بھی گزرتے تووہ آپ کی اونٹنی کی نکیل کو پکڑ کر اپنے پاس اترنے کو کہتے, آپ ﷺ ان سے معذرت کردیتے اورفرماتے کہ اسے چھوڑدو یہ مامورہے یعنی حکم الہی ہی سے جہاں چاہے گی ٹھہرے گی. تواونٹنی برابرچلتی رہی یہاں تک کہ مسجد کی جگہ پرپہنچ کربیٹھ گئی, پھراٹھ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دیرچلی, پھردوبارہ پہلی جگہ واپس آکربیٹھ گئی, توآپ ﷺ بنونجارمیں اپنے ننہال کے پاس اترے, اورفرمایا :"ہمارے اہل میں کس کا گھرسب سے زیادہ قریب ہے؟" توابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا :"میرا اے اللہ کے رسول ! توآپ ﷺ ابوایوب کے گھرتشریف فرما ہوئے.

مدینہ آنے کے بعد آپ ﷺ نےجوسب سے پہلاقدم اٹھایا وہ مسجدنبوی کی تعمیرتھی, اس کے لیے اسی جگہ کا انتخاب کیا گیا جہاں آپ ﷺ کی اوٹنی بیٹھی تھی, یہ دویتیم بچوں کی زمین تھی جسے آپ ﷺ نے

ان سے خریدلیا, اورآپ ﷺ بہ نفس نفیس مسجد کی تعمیرمیں شریک ہوئے, پھرمسجد کے ہی بغل میں ازواج مطہرات کے کمرے بنائے گئے, جب ازواج مطہرات کے حجرے بن کرتیارہو گئے توآپ ﷺ ابوایوب کے مکان کوچھوڑکران کمروں میں منتقل ہوگئے, پھرآپ ﷺ نےاذان کو مشروع کیا تاکہ لوگ نمازکے وقت اکٹھا ہوسکیں.

پھرآپ ﷺ نے مہاجرین وانصارکے درمیان مواخات (اسلامی بھائی چارہ) کروایا, وہ کل نوے آدمی تھے, نصف مہاجرین اورنصف انصارمیں سے تھے,آپ نے انکے درمیان مواسات وہمدردی پرمواخات کرایا, اوریہ کہ مرنے کے بعد ذوی الارحام کے بجائے وہی آپس میں ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے,توارث کا یہ حکم غزوہ بدر تک باقی رہا,پھرجب اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا:﴿ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ﴾ (سورة الأحزاب:٤)

''اوررشتےدارکتاب اللہ کی روسےبہ نسبت دوسرے مومنوں اورمہاجروں کے آپس میں زیادہ حقدا رہیں"

توا خوت کوبرقرار رکھتے ہوئےوراثت کوقرابت داروں کے ساتھ مختص کردیا گیا.

اور آپ ﷺ نے مدینہ کے جو یہودی تھے ان سے صلح کرلیا اور آپ ﷺ کے اور ان کے مابین عہدنامہ لکھاگیا, انکے عالم عبداللہ بن سلام نے پہل کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا جبکہ انکے عام لوگ کفرپرہی باقی رہے.

آپ ﷺ نے مدینہ کے باشندوں مہاجرین وانصاراوریہودیوں کے درمیان تعلقات کو منظم فرمایا, اوربعض سیرت کی کتابوں نے یہ ذکرکیا ہے کہ انکے مابین ایک وثیقہ (دستاویز)لکھا گیا جسکے منجملہ دفعات مندرجہ ذیل تھے:

*انصار اور مہاجرین لوگوں کے علاوہ ایک امت ہیں.

*مومنین اپنے بیچ کسی بے بس ومجبورشخص کو(دیت یافدیہ) کومعروف طریقے پر دینے سے مانع نہ ہوں گے.

*اگرمومنوں میں سے کسی نے انکے درمیا ن ظلم وزیادتی یا گنا ہ وفساد اورعداوت ودشمنی کیا تو سارے مومن متقی لوگ اسکے خلاف اٹھ کھڑے ہونگے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو.

❖ کوئی مومن کسی مومن کو کسی کافرکیوجہ سے قتل نہیں کریگا, اورمومن کے خلاف کسی کافرکی مدد نہیں کریگا.

❖ اللہ کی پناہ ایک ہے ,ان میں سے ایک ادنی' شخص کی پناہ کا اعتبارکیا جائیگا,اورمومنین دیگر لوگوں کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کے دوست وساتھی ہیں.

❖ اوریہود میں سے جوہمارے تابع ہیں , انکی مدد کی جائیگی اور وہ دیگر مسلمانوں کی طرح ہیں, ان پرکسی قسم کا ظلم نہ کیا جائیگا اورنہ انکے خلاف مددکی جائے گی.

❖ اورتمہارا کتنا بھی کسی مسئلہ میں اختلا ف ہو تو اسے اللہ اور محمد ﷺ ہی کی طرف لوٹایا جائیگا.

❖ اور بنی عوف کے یہود, مومنوں کے ساتہ ایک قوم ہیں, یہودیوں کے لئے انکا دین اورر مسلمانوں کے لئے انکادین ,خودان کا بھی وہی حق ہوگا اوران کے غلاموں اور متعلقین کابھی, مگرجواپنے نفس پرخود ظلم کرے اورگناہ کرے تووہ اپنی ذات اوراہل خانہ کوہی تباہی میں ڈالے گا.

❖ اوریہودیوں کے رازدارخودان کے ہی طرح ہیں, ان میں سے کوئی نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جائیگا.

❖ اورپڑوسی نفس کی ہی طرح ہے, اسے کوئی تکلیف وگناہ نہیں پہنچایا جائیگا.

❖ کس اجنبی کو پناہ نہیں دیا جائیگا مگروہاں کے باشندوں کے حکم سے.

اوران کےعلاوہ اس معاہدہ کے دیگردفعات بھی تھے جس نے مدینہ میں پائے جانے والے گروہوں کے درمیان آپسی رہن سہن کے اصول وضوابط متعین کئے. اورجس نے اسلامی امت کے مفہوم کی تعیین کی جس میں تمام مسلمان شامل ہیں اوراسلامی سلطنت کی تحدید کی جونبیﷺ کا شہرمدینہ ہے, اورسب سے اعلی' اتھارٹی ومرجع اللہ اور اس کےرسول کےلئے قراردیا خاص طورسے اختلاف ونزاع کے وقت میں.

اس دستاویزنے تمام آزادیوں کی حفاظت کی, جیسے عقیدہ وعبادات اور ہرشخص کے لیے امن وامان کے حق کی آزادی وغیرہ.

نیز انسانیت کے مابین عدل وبرابری کوقائم رکھا.

اس دستاویز کے دفعات میں غوروفکرسے کام لینے والا بہت سارے تہذیبی اصول پائے گا جسکاآج انسانی حقوق کا اہتمام کرنے والے مطالبہ کرتے پھرتے ہیں, چنانچہ نبی ﷺ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ان تمام حقوق کے خط وخال متعین کیے اورکتاب وسنت کی روشنی میں ان کے قواعد کی نظم بندی فرمائی, اوریہی (حدفاصل)بنیادی فرق ہے اس منصفانہ حقوق انسانی اوران حقوق کے درمیان جنکی طرف عالمی تنظیمیں بلاتی ہیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ حقوق ہیں جبکہ یہ درحقیقت حق تلفی, ظلم وعدوان , انسانی شرافت کی بے حرمتی وتوہین اوربعض جماعتوں کی حق تلفی کرکے دیگربعض کی جانبداری ہے.

چھبیسویں مجلس

نبی ﷺ کی شجاعت وبہادری

آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادرتھے, اسکی دلیل یہ ہے کہ آ پ ﷺ تن تنہا کفرکے خلاف کھڑے ہوکرتوحید اوراللہ کی خالص عباد ت کرنے کی دعوت دینے لگے, چنانچہ تمام کفارآپ ﷺ کے درپے ہوگئے ,اورایک ہی کمان سے سبھوں نے آپ ﷺ سے جنگ کی,اورسخت تکلیفیں پہنچائیں,اوربارہا آپ کی قتل کی ناپاک سازش بھی رچی, لیکن یہ چیز آپ ﷺ کو خوفزدہ نہ کرسکی, اور ایک پل کے لئے بھی آپ نرم گوشہ نہ اختیارکیے, بلکہ اس سے آپ اپنی دعوت پر اورزیادہ مصر رہے, اوراپنے پاس موجود حق پراور مضبوطی سے قائم ہوگئے, اورنہایت ہی بیزاری اور بلندی کے ساتھ سراٹھاکرزمین کے طاغوتوں کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا:"اللہ کی قسم !اگریہ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھدیں کہ میں اپنے اس کام سے بازآجاؤں توایساکبھی نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اللہ اس امر(دین) کوغالب کردے یا اس کی خاطر میری جان چلی جائے"

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سب سے بہترتھے,اورسب سے سخی تھے, اور سب سے

بہادرتھے, ایک مرتبہ ایساہواکہ اہل مدینہ گھبراگئے اورلوگ آوازکی طرف چل پڑے, تورسول ﷺ کو واپس آتے ہوئے پایا, جوآواز کی طرف پہلے ہی جاچکے تھے,اوروہ ابوطلحہ کے بے زین کسے گھوڑے پرسواراورگردن میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے,اورکہہ رہے تھے:"ڈرونہیں, ڈرو نہیں. "(متفق علیہ)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :"اسمیں بہت سے فوائد ہیں جن میں سے ایک : آپ ﷺ کی شجاعت وبہادری کا بیان ہےوہ اس طرح کہ آپ ﷺ تن تنہا اور لوگوں سے پہلے دشمن کی طرف جلدی سے نکل گئے, اورلوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی صورت حال کا پتہ لگاکرواپس آگئے"ا.ھ.

جابررضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : ھم خندق کے دن گڑھا(خندق) کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان آڑے آگیا, تولوگ آپ ﷺ کولے کرآئے اورکہنے لگے کہ یہ سخت چٹان کھدائی کے دوران آڑے آگیا ہے توآپ ﷺ نے فرمایا کہ : " میں اس میں اترتا ہوں" پھرآپ ﷺ کھڑے ہوئے اورآپ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے,اورہم نےتین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا, آپ ﷺ نے کدال لیا اورچٹان پرمارا, توبھربھرے تودے میں بدل گیا.(رواہ البخاری)

یعنی یہ سخت پتھریا چٹان جسکو صحابہ کرام توڑ نہ سکے ,آپ ﷺ نے اس پر اتنی سخت چوٹ ماری کہ یہ ٹوٹ کربکھرے ہوئے ریت کے ٹیلے کے مانند ہوگیا, یہ آپ ﷺ کی طاقت وقوت کی دلیل ہے.

آپ ﷺ شجاعت وبہادری اورسختیوں کے وقت ثابت قدمی کے ایسے پہاڑتھے جسکا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا , اوراسکی مقدارکی بلندی کووہی ذات جان سکتی ہے جس نے آپ کو عظیم قوت وطاقت بخشی ہے یعنی رب العزت.

اسی لئے آپ ﷺ اپنی پوری جہادی زندگی میں جن لڑائیوں میں شریک رہے ان میں کبھی بھی یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ اپنی جگہ سے ایک قدم یاایک انگشت پیچھے ہٹنے کا دل میں خیال لائے ہوں , یہی وہ چیزہے جس نے صحابہ کرام کے بیچ آپ کومحبوب ,اور قابل اقتدا قائد بنادیا جسکے اشاروں پرہرچھوٹا بڑا دوڑ پڑتا تھا,صرف اس وجہ سےنہیں کہ آپ اللہ کے رسول تھے,بلکہ وہ آپکے اندر ایسی شجاعت وبہادری کا مشاہدہ کرچکے تھے جس کے مقابل میں اپنے آپ کو ہیچ سمجھتے تھے, جبکہ انکے اندربھی

ایسے بہادر موجود تھے جنکی شجاعت وبہادری کی مثال دی جاتی تھی.[1]

اوراسی سلسلہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:" جب لڑائی سرگرم ہوجاتی, اورلوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے لگتے توہم آپ ﷺ کے ذریعہ بچاؤ طلب کرتے تھے. اورہم میں سے اسوقت آپ سے زیادہ دشمن سے کوئی قریب نہ ہوتا"(احمد ونسائی)

اورعلی ہی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے :"ہم نے بدر کے دن دیکھا ہےکہ ہم آپ ﷺ کا آڑ لیتے تھے,اورہمارے بیچ آپ دشمن سے سب سے زیادہ قریب تھے, اس دن آپ سب سے زیادہ طاقتور تھے." (احمد نے روایت کیاہے)

غزوہ احد کے موقع پر ابیّ بن خلف ملعون ومردود اپنے گھوڑے کولیکرآپ ﷺ کوقتل کرنے کے ارادے سے بڑھا,اورکہنے لگا:"کہ اے محمد!یاتوتورہے گا یا میں رہوں گا,تولوگوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول !کیا ہم میں سے کوئی اس پرروار کرے؟ توآپ ﷺ نے کہا : " اسے آنے دو"جب وہ قریب آیا توآپ ﷺ نے حارث بن صمّۃ سے نیزہ لیا , اوراسے جھٹکا دیا,تو

[1] ممحمد ﷺ الإنسان الکامل ص(۱۸۸،۱۸۹)

صحابہ کرام ادھر ادھر اڑگئے ,پھر آپ ﷺ نے اسکو سامنے رکھ کر اسکی گردن میں ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے کئی بار لڑھک لڑھک گیا ,پھروہ قریش کی طرف واپس چلا گیا اورکہنے لگا :"کہ محمد نے مجھے قتل کردیا, تو ان لوگوں نے کہا :تمہیں کوئی خاص چوٹ نہیں لگی ہے, تو اس نے کہا :"اگروہ چوٹ (جو مجھے پہنچی ہے)تمام لوگوں کوپہنچتی تو انہیں قتل کردیتی, کیا اسنے کہا نہیں تھا کہ :"کہ میں تجھے قتل کروں گا" اللہ کی قسم !اگروہ مجھ پر تھوک دیتا, تو بھی میری جان چلی جاتی, چنانچہ وہ مکہ لوٹتے ہوئے راستےمیں ہی مرگیا"[1]

اورغزوہ حنین میں جب ہوازن نے چپکے سے تیر برسانا شروع کردیا تومسلما ن بھاگ نکلے اورنبی ﷺدشمنوں کے بالمقابل ڈٹے رہے , اورآپ کہہ رہے تھے:

میں نبی ہوں جھوٹا نہیں میں عبدالمطلب کابیٹا ہوں[2]

اے اللہ !درودسلام نازل فرما اپنے نبی وحبیب محمد ﷺپر,اورآپکے ساتھ ہمیں اپنے کرامت کے گھرمیں جمع کر,اورآپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے جام

---

1 (السیرۃالنبویہ لابن ہشام(۱۷٤/۳)
2 انظر:أخلاق النبي صلي الله عليه وسلم في القرآن والسنة (۱۳٤/۳)

کوثرکا پینا نصیب فرما ایسا پینا کہ اسکے بعد کبھی پیاس کی حاجت نہ محسوس ہو.آمین.

ستائیسویں مجلس

غزوہ بدرکبری'

رمضان ۲ ھ میں غزوہ بدرکبری' پیش آیا,اسکاسبب یہ تھاکہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ شام سے واپس آرہے قریش کےبڑے تجارتی قافلہ کے تعاقب میں تین سودس آدمیوں کولے کرنکلے, اور ابوسفیان جونہایت ہی ہوشیاروزیرک تھا اس قافلہ کی قیادت کرر ھاتھا.اسےجوبھی ملتا اس سے مسلمانوں کی نقل وحرکت کے سلسلے میں پوچھتا رہتا یہاں تک کہ اسے مسلمانوں کے مدینہ سے نکلنے کا پتہ چل گیا, اوروہ بدرسے قریب ہی تھا,تواسنے قافلہ کے رخ کو مغربی سمت ساحل کی طرف موڑدیا,اوربدرکے پرخطرراہ کوچھوڑدیا, پھراسنے مکہ میں ایک آدمی کویہ خبردینے کے لیے بھیجاکہ انکے اموال خطرے میں ہیں اورمسلمان قافلہ پرحملہ کے لئے تیارہیں.

جب اہل مکہ کویہ خبرپہنچی توابوسفیان کی مدد کیلئے تیارہوگئےاوران کے سرداروں میں سےصرف ابولہب پیچھے رہ گیا, انہوں نےاردگرد کے قبائل کوبھی جمع کرلیا اور قریش میں سے صرف بنوعدی شامل نہ ہوئے.

جب یہ لشکر جحفہ کے مقام پر پہنچا تو انہیں ابوسفیان کے بچ نکلنے کی جانکاری ہوگئی اور یہ کہ وہ ان سے مکہ واپس جانے کا مطالبہ کرتا ہے.

لوگوں نے واپس جانے کاارادہ کرلیا مگر ابوجہل نے انہیں قتال کے لئے سفر کو جاری رکھنے پر برانگیختہ کیا,تو بنو زہرہ جو تین سو کی تعداد میں تھے واپس ہوگئے اور باقی لوگوں نے سفر کو جاری رکھا,اور وہ ایک ہزار تھے یہاں تک کہ انہوں نے بدر سے محیط پہاڑی کے پیچھے ایک وسیع مکان میں پڑاؤ ڈالا.

بہرحال رسول ﷺ نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا , توانکے اندر جنگ کرنے اور اللہ کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے عزم مصمم پایا,اس پر آپ کو بہت خوشی ہوئی,اور آپ ﷺ نے ان سے کہا: "چلو اور خوش ہوجاؤ ,اسلئے کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کے حاصل ہونے کا وعدہ فرمایا ہے,اللہ کی قسم! میں ابھی ہی سے قوم کی ہلاکتوں کو دیکھ رہا ہوں"

آپ ﷺ آگے بڑھے اور بدر کے سب سے قریبی چشمے پر پڑاؤ ڈالا, توحباب بن منذر نے آپ کو مشورہ دیا کہ آگے بڑھیں اور دشمن کے سب سے قریب چشمہ کے پاس ٹھہریں,تاکہ مسلمان ایک حوض میں اپنے لیے

پانی جمع کرلیں گے اوربقیہ چشموں کو پاٹ دیں گے, تواس طرح دشمن کے لیےپانی کا ذریعہ نہیں رہ جائے گا.توآپ ﷺ نے حباب بن منذر کے مشورے کے مطابق ہی کیا.

اورآپ ﷺ نے سترہ رمضان جمعہ کی رات کوکھڑے ہوکرنمازپڑھنے میں گذاری, آپ اللہ سے روروکردشمن پرغلبہ ونصرت کے لئے دعا کرتے رہے.

اورمسند کی ایک روایت میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہم نے دیکھا کہ تمام لوگ سوگئے تھے سوائے رسول ﷺ کے جوایک درخت کے نیچے نمازپڑھتے اوررو تے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی.

اوراسی مسند ہی کی روایت میں ہے کہ :" - بدرکی رات کو- ہم لوگوں پربارش کی پھوارپہنچنی شروع ہوئی, توہم لوگ درخت اورڈھال کے نیچے چلے گئے تاکہ پانی سے بچ سکیں , اوررسول ﷺ نےاپنے رب سے دعا کرتے ہوئے رات گذاری,آپ کہتے تھے:"اگریہ مٹھی بھرجماعت ہلاک ہوگئی توآج کے بعد کبھی تیری عبادت نہ ہوگی" اورجب فجرطلوع ہوگئی , توآپ نے پکارا:"نماز اے اللہ کے بندو!"

تولوگ درخت اورڈھال کے نیچے سے آئے اوررسول ﷺنے ہمیں نمازپڑھائی اورقتال پرابھارا.

اللہ رب العالمین نے اپنے نبی اورمومنین کی اپنی طرف سے اور اپنے لشکر(فرشتوں) کے ذریعہ مدد فرمائی, جیساکہ اللہ کا ارشاد ہے :﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلآئِكَةِ مُرْدِفِينَ وَمَا جَعَلَهُ اللّهُ إِلاَّ بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِندِ اللّهِ إِنَّ اللّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (سورة الأنفال: ۹-۱۰)

’’جب تم لوگ اپنے رب سے فریاد کررہے تھے, تو اس نے تمہاری سن لی, اورکہا کہ میں ایک ہزار فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کروں گا جویکے بعد دیگراترتے رہیں گے,اوراللہ نے ملائکہ کو محض تمہاری خوشی کےلئے بھیجا تھا,اورتاکہ اس سے تمہارے دلوں کو اطمینان ملے,ورنہ فتح ونصرت تو صرف اللہ کی جانب سے ہوتی ہے,بے شک اللہ زبردست ,بڑی حکمتوں والا ہے"

اوراللہ تعالی' نے فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (سورة آل عمران:۱۲۳)

''اور اللہ نے میدان بدر میں تمہاری مدد کی, جبکہ تم نہایت کمزور تھے,پس تم لوگ اللہ سے ڈرو,تاکہ تم (اللہ کی اس نعمت کا) شکر ادا کرو."

اور اللہ نے فرمایا: ﴿ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللّهَ رَمَى ﴾ (سورة الأنفال:١٧)

'' پس تم لوگوں نے انہیں قتل نہیں کیا ,بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا, (اور اے میرے رسول!)آپ نے ان کی طرف مٹی نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی,,

پھر لڑائی مبارزت کے ذریعہ شروع ہوئی,توحمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کوقتل کیا ,اورعلی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کوقتل کیا,اورعتبہ بن ربیعہ مشرکین میں سے زخم خوردہ ہوگیا اورمسلمانوں میں عبیدة بن حارث کوزخم پہنچی.

پھرگمسان کی لڑائی شروع ہوگئی,اورمیدان کارزار گرم ہوگیا, اوراللہ نے مسلمانوں کی فرشتوں کے ذریعہ مدد فرمائی جوکافروں کوقتل کررہے تھے اورمومنوں کے دلوں کوتسلی واطمینان دلارہے تھے, اورابھی گھڑی بھرہی ہواتھا کہ مشرکوں کی شکشت ہوگئی اوروہ راہ فراراختیار کرنے لگے ,مسلمان انکا تعاقب کرکے انکو قتل کرنے لگے اورقیدی بنانا شروع کردیا,اس طرح سے کافروں کے سترلوگ قتل

ہوئے جن میں سے : عتبہ ,شیبہ ,ولید بن عتبہ ,امیہ بن خلف ,اوراسکا بیٹا علی, اورحنظلہ بن ابی سفیان اورابوجہل بن ہشام وغیرہ تھے.

اوراسی طرح ستر لوگ قید کئے گئے.

غزوہ بدرکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے مسلمانوں کی شوکت وقوت بڑھ گئی, اورمدینہ اوراسکے اردگرد میں انکا رعب ودبدبہ چھاگیا, اوران کا اللہ پربھروسہ مضبوط ہوگیا, اورانہیں یقین ہوگیا کہ اللہ اپنے بندوں کی کافروں کے خلاف مدد کرتاہےاگرچہ انکی تعدا د کم ہی کیوں نہ ہو, اورکافروں کی تعدا د ان سے بڑھکرکیوں نہ ہو.

اسی طرح غزوہ بدرسے یہ بھی نتیجہ سامنے آیا کہ مسلمانوں میں جنگی مہارتیں پروان چڑھ گئیں, اور جنگ میں نئے اسالیب وتکنک سے متعارف ہوئے جیسے کرّوفر,دشمن کی محاصرہ بندی ,انہیں اسباب قوت اور برابرمقابلہ کرنےسے محروم کردینا وغیرہ.

اٹھائیسویں مجلس

غزوۂ احد

شوال ۳ھ میں احد کی جنگ پیش آئی,جب اللہ نے اشراف قریش کو غزوہ بدرمیں ہلاک کردیا,اورقریش کوایسی مصیبت لاحق ہوئی جس سے وہ کبھی دوچار نہ ہوئے تھے,توقریش نے انتقام لینا اوراپنی کھوئی ہوئی ہیبت کوبحال کرنا چاہا. چنانچہ ابوسفیان نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ اورمسلمانوں کے خلاف بر انگیختہ کرنا اورلشکر جمع کرنا شروع کردیا, اس نے احابیش وحلفاء اورقریش کے تقریبا تین ہزارلوگوں کوجمع کرلیا, اوراپنے ساتھ عورتوں کوبھی لیکرآیا تاکہ اس طرح سے وہ پلٹ کربھاگ نہ سکیں,بلکہ ان عورتوں کی طرف سے دفاع کریں. پھر ان سب کے ساتھ مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اوراحد پہاڑی کے قریب پڑاؤ ڈالا.

آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا کہ کیا انکے خلاف نکلا جائے یا مدینہ ہی میں باقی رہا جائے؟ آپ ﷺ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ سے نہ نکلا جائے ,اوراسی میں قلعہ بند ہوجائیں, پھراگرکافرمدینہ میں داخل ہوں تو مسلمان مل کران سے جنگ کریں,

لیکن فضلاء صحابہ کی ایک جماعت نے یہ رائے دی کہ مدینہ سے باہرنکلا جائے, توآپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک ہزارصحابہ کے ساتھ باہرنکلے ,راستے میں احد ومدینہ کے بیچ عبد اللہ بن ابیّ منافق تقریبا تہائی لشکرکولے کرواپس ہوگیا, اورکہا کہ :"آپ نےہماری بات نہ مانی اوردوسروں کی مان لی. لیکن رسول ﷺ نے اپنے سفرکوجاری رکھا, یہاں تک کہ احدکی ایک گھاٹی کے پاس پڑاؤ ڈالا, اوراپنی پشت کواحدکی جانب کردیا,اورلوگوں کولڑائی سے روک دیا یہاں تک کہ آپ لڑنے کا حکم صادرکریں,جب سنیچرکی صبح ہوئی توآپ نے قتال کی تیاری کی اورآپ کی تعداد سات سوکی تھی جن میں پچاس گھوڑسوارتھے.

تیزاندازوں پرجنکی تعداد پچاس تھی عبد اللہ بن جبیر کوامیربنایا اورانہیں اورانکے ساتھیوں کوحکم دیا کہ اپنےمرکز کو لازم پکڑے رہیں, اس سے ہرگزنہ ہٹیں, گرچہ پرندے انہیں(بقیہ مسلمانوں کو) اچکنے لگ جائیں. وہ لوگ لشکرکے پیچھے تھے, اورانہیں حکم دیا کہ مشرکوں پرتیراندازی کرتے رہیں, تاکہ وہ مسلمانوں پرپیچھے سے حملہ نہ کرسکیں.

لڑائی شروع ہوئی اورشروع دن میں مسلمانوں کو کافروں‌پرغلبہ حاصل رہا اورمشرکین شکست کھا کر

بھاگنے لگے,یہاں تک کہ اپنی عورتوں سے جاملے , توجب تیراندازوں نے مشرکوں کی شکست کودیکھا تواپنے اس مرکز کوچھوڑدیا جسکا آپ ﷺنے حفاظت کرنے کا حکم فرمایا تھا, اورکہنے لگے: اے قوم کے لوگو! غنیمت". ان کے سردارنے انہیں رسول ﷺ کے فرمان کویاددلایا لیکن انہوں نے اسکی طرف دھیان نہیں دیا, اور یہ گمان کربیٹھے کہ اب مشرکین دوبارہ پلٹ کر نہیں آئیں گے.چنانچہ وہ مورچے کو چھوڑکرمال غیمت سمیٹنے کے لیے چلے گئے. ادھرمشرکین کے گھوڑسوار دوبارہ لوٹے تودیکھا کہ تیراندازوں سے مورچہ خالی ہے تواسکوپارکرکےوھاں قابض ہوگئے یہاں تک کہ ان کے دوسرے لوگ بھی آگئے اورمسلمانوں کوگھیرلیا, اوراللہ نے مسلمانوں میں سے جس کوچاھا شہادت سے سرفراز فرمایا, اور(باقی) صحابہ کرام پیٹھ پھیرکربھاگنا شروع کردیےیہاں تک کہ مشرکین آپ ﷺتک پہنچ گئے, اورآپکے چہرہ مبارک کوزخمی کردیا, اوردائیں رباعی کوبھی توڑ ڈالا, اورآپکے سرپر لگے خود کوچورچورکردیا, اورآپ ﷺ پرپتھرباری کی یہاں تک کہ آپ پہلو کے بل گر پڑے اورایک گڈھے میں جاکرگرگئے جسکوابوعامرفاسق نے مسلمانوں کے لئے تیار کر رکھا تھا, پھرعلی

رضی اللہ عنہ نے آپکے ہاتھ کو پکڑ کر اٹھایا اورطلحہ بن عبید اللہ نے گود میں لے لیا, اورمصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے قتل کردئے گئے, توجھنڈا علی رضی اللہ کودیدیا گیا.

خودکی دوکڑیاں آپ ﷺ کے چہرہ میں گھس گئیں تھیں جن کوابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نکالا, اورمالک بن سنان جوابوسعیدخدری رضی اللہ عنہ کے والد تھے آپکے رخسارپے لگے خون کوچوس لیا , مشرکوں نے آپ ﷺ کوقتل کرنا چاہا مگر اللہ نے مسلمانوں کی جماعت میں سے تقریبا دس لوگوں کوانکے بیچ حائل کردیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کردئے گئے,پھرطلحہ نے تلوارچلانا شروع کیا یہاں تک کہ ان کافروں کوآپ ﷺ سے دورکردیا, اور ابودجانہ آپ ﷺ کے لیےاپنی پیٹھ کوڈھال بناکر کھڑے ہوگئے, آپ پرتیروں کی بوچھارہوتی اورآپ نہ ہلتے , اوراسی دن قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکہ باہر نکل آئی , تووہ رسول ﷺ کے پاس آئے, توآپ ﷺ نے اپنے ہاتہ سے اسےاسکی جگہ لوٹادی, اس کے بعد ان کی دونوں آنکھوں میں یہی آنکہ سب سے سندر لگتی تھی اور اس کی بینائی بھی زیادہ تیز تھی.

اورشیطان نے زورسے چیخ لگائی کہ :"محمد قتل کردیے گئے,تویہ بات بہت سارے مسلمانوں کولگ گئی ,اوراکثرنے راہ فراراختیارکرلی, اوراللہ کاحکم توہوکرہی رہے گا.

پس رسول ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے ,اورسب سے پہلے خود کے نیچے سے آپ ﷺ کو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہچانا, تو انہوں نے زورسے پکارا:"اے مسلمانوں کی جماعت خوش ہوجاؤ, یہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں, توآپ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ خاموش ہوجاؤ, مسلمان ان کے پاس اکٹھا ہوگئے اور انکے ساتھ سب اس گھاٹی کے پاس گئے جہاں پرآپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالاتھا, ان میں ابوبکر,عمر,علی, اورحارث بن صمہ انصاری وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین تھے.

جب وہ پہاڑکے دامن میں پہنچے توآپ ﷺ نے ابی بن خلف کو ایک گھوڑے پرسوارآتے ہوئے پایا جوآپ کے قتل کے لئے آرہا تھا, پس آپ ﷺ نے اس کو ایک نیزہ مارا جو اس کے گلے میں لگ گیا,چنانچہ وہ شکست کھاکراپنی قوم کےپاس لوٹ گیا,پھرمکہ واپس جاتے ہوئے راستے میں مرگیا.

آپ ﷺ نے چہرے سے خون کودھویا, اورزخم کی وجہ سے بیٹھ کرنمازپڑھی. اورحنظلہ رضی اللہ عنہ شہید کردیےگئے,اوروہ اپنی بیوی سے جنابت کی حالت میں تھے, جب انہوں نے جنگ کی منادی سنی توغسل کرنےسے پہلے ہی نکل پڑے, چنانچہ انہیں فرشتوں نے غسل دیا.

اور مسلمانوں نے مشرکوں کے علمبردارکوقتل کردیا. اوراس جنگ میں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ رضی اللہ عنہا نےسخت لڑائی کا مظاہرہ کیا, اورعمروبن قمہ کی تلوارکی مارسے سخت زخمی ہوگئیں.

مسلمانوں میں سے قتل ہونے والوں کی تعداد ستّر سے کچھ زائد تھی, اورمشرکوں میں سے تیئیس لوگ قتل ہوئے, قریش نے مسلمانوں کے شہیدوں کا بری طرح سے مثلہ کیا,اورمسلمانوں میں نبیﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کردئےگئے.[1]

[1] انظر:زادالمعاد(١٩٢/٣) ومابعدہا, ولباب الخیا ر فی سیرة المختار ص(٦٤).

انتیسویں مجلس

غزوہ احد سے مستفاد دروس وحکم

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب زادالمعاد کے اندر غزوہ احد سے حاصل ہونے والے بہت سارے دروس واسباق وحِکَم کوذکر فرمایا ہے اوروہ مندرجہ ذیل ہیں:

اول : مومنوں کو معصیت وپس ہمتی اورآپسی اختلافات کے برے انجام سے آگاہ کیا گیاہے اوریہ کہ جوانہیں ناکامی پہنچی ہے وہ ان کی نافرمانی ومعصیت کی نحوست ہے, جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا : ﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾(سورۃ آل عمران:۱۵۲)

’’ اوراللہ نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کردکھایا, جب تم کافروں کواللہ کے حکم سے کاٹ رہے تھے, یہاں تک کہ جب تم نے کم ہمتی دکھلائی ,اوراپنے معاملہ میں خود آپس میں جھگڑنے لگے,اوراللہ نے جب تمہاری پسندیدہ چیز دکھلادی تواللہ کی نافرمانی

کر بیٹھے,تم میں سے کوئی دنیا چاہتا تھا, اورتم میں سے کوئی آخرت چاہتا تھا, پھراللہ نے تمہیں ان کافروں سے پھیردیا, تاکہ تمہیں آزمائے,اوراللہ نے تمہیں معاف کردیا,,

توجب انہوں نے رسول ﷺ کی معصیت اورپس ہمتی اورآپسی اختلاف کا انجام بد چکھ لیا تو اس کے بعد کافی محتاط اوربیدارہوگئے.

دوم: اللہ کی حکمت وسنت رسولوں اوران کے متبعین کے بارے میں یہی رہی ہے کہ کبھی انہیں کامیابی عطاکرتا ہےتوکبھی انکے دشمنوں کو ,لیکن عاقبت اورانجام اخیرمومنوں ہی کا ہوتا ہے, اسلئے کہ اگرہمیشہ مومن ہی غالب ہوتے توانکی صف میں مومن اورغیرمومن سب داخل ہوجاتے , اورپھران میں سچے اورجھوٹے کی تمییزنہ ہوپاتی.

سوم: سچے مومن کی جھوٹ پرست منافق سے تمییز ہوسکے,کیونکہ جب اللہ نے مسلمانوں کوبدرکی جنگ میں غلبہ عطاکردیا اوران کے فتح کے چرچے ہونے لگے تومسلمانوں کی صف میں ظاہری طور پر ایسے لوگ داخل ہوگئے جودرحقیقت باطن میں ان کے ساتھ نہیں تھے, لہذا اللہ کی حکمت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے بندوں کو آزماکے مومن صادق اورمنافق کے درمیان

تمییز کردے, چنانچہ اس جنگ میں منافقوں نے اپنا سر نکالا اور کھل کر وہ بات کہہ دی جو وہ چھپائے ہوئے تھے, اوراسطرح سے مسلمانوں کوپتہ چل گیاکہ خودان کے اپنے گھروں کےاندربھی ان کےدشمن موجود ہیں ,اسلئے ان کامقابلہ کرنے کے لئے تیاراوران سے محتاط ہوگئے.

چہارم:خوشی وغمی ,کراہت ورضامندی ,فتح وناکامی دونوں حالتوں میں اپنے دوستوں اوراپنے گروہ کی عبودیت کوجانچنا اور پرکھنا. پس اگروہ پسندیدگی اور ناپسندیدگی دونوں حالتوں میں اللہ کی اطاعت وعبودیت پرثابت قدم رہتے ہیں توحقیقت میں وہ اللہ کے بندہ ہیں .

پنجم:اگررب العالمین ہمیشہ انہیں فتح وکامیابی سے نوازتا اورانہیں ہرموڑپران کے دشمنوں پرغلبہ عطاکرتا رہے تو انکے نفوس سرکشی کے شکار ہوجائیں گے اوران کےاندرکبرونخوت اور غرور و گھمنڈ پیدا ہوجائے گا. لہذا اسکے بندے خوشی وغمی, تنگ دستی وفراخی کے ذریعہ ہی صحیح رہ سکتے ہیں.

ششم: جب اللہ نےانہیں مغلوبیت اورشکست وریخت کے ذریعہ آزمایا توانہوں نے خاکساری وانکساری کا

مظاہرہ کیا اوراسکے تابع فرمان ہوگئے, جس کی وجہ سے وہ اس کی طرف سے عزت ونصرت کے مستحق ہوئے .

ہفتم: اللہ رب العالمین نے اپنے مومن بندوں کے لیے کرامت کے گھرجنت میں ایسے منازل (مرتبے ومقامات) تیارکررکھے جہاں تک انکے اعمال کی رسائی نہیں ہے, بلکہ محنت وآزمائش ہی کے ذریعہ ہی وہ وہاں‌تک پہنچ سکتے ہیں,لہذاللہ نے انکے لئے اپنی آزمائش وابتلاء کا ایک ایسا سبب مہیاکردیا جسکے ذریعہ اس مقام ومرتبہ تک پہنچ سکیں.

ہشتم: نفوس دائمی عافیت ,فتح ونصرت اورمالداری سے سرکشی اوردنیا کی طرف میلان میں مبتلا ہوجاتے ہیں اوریہ ایک ایسی بیماری ہے جو اللہ اورآخرت کے گھرکی طرف جانے میں رکاوٹ بن جاتی ہے, اسلئے جب اللہ نے ان نفوس کوداراآخرت کی کرامت سے نوازنا چاہا توان نفوس کے لئے آزمائش وامتحان مہیا کردیا جواس بیماری کا مداوا ثابت ہوسکیں,اوریہ ابتلاء وآزمائش اس ڈاکٹرکے مانند ہیں جوبیمارشخص کوناپسندیدہ دواء پلاتا ہے اور اسکے جسم سے دردوتکلیف پہنچانے والی رگ کو کاٹ دیتا ہے تاکہ اس سے بیماری کا خاتمہ ہوسکے,

اگراس کو اسی طرح چھوڑدیا جائے تواس پرخواہش نفس غالب آجائے گا یہاں تک کہ اسی کے اندر وہ ہلاک ہوجائے گا.

نہم: شہادت اللہ کے نزدیک اسکے مقرب بندوں کے مراتب میں سب سے بالا تردرجہ ہے,اورشہداء اللہ کے چہیتے اورخصوصی بندوں میں سے مانے جاتے ہیں, اورصدیقیت کے بعد شہادت ہی کا درجہ آتا ہے, اورشہادت کوحاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے مگران اسباب کے مقدرکرنے کے ذریعہ جوشہادت تک دشمن کے تسلط کے ذریعہ پہنچاتے ہیں.

دسواں : اللہ تعالی جب اپنے دشمنوں کو ہلاک ونیست ونابود کرنا چاہتا ہے توانکے لئے ایسے اسباب پیدا فرماتا ہے جوانکی ہلاکت کو واجب کردیتی ہیں ,اورکفرکے بعد اس کا سب سےبڑاسبب: انکی ظلم وسرکشی,اللہ کے بندوں کی ایذا رسانی میں حد سے گذرجانا,ان سے جنگ وجدال کرنااوران پرتسلط جمانا ہے. چنانچہ اس کے ذریعہ اللہ رب العالمین کے اولیاء گناہوں اوربرائیوں سے پاک وصاف ہوجاتے ہیں, اور اس کے دشمن اپنی ہلاکت وتباہی کے اسباب میں اور بڑھ جاتے ہیں.[1]

---

[1] زاد المعاد (۲۱۸/۳-۲۲۲) باختصار.

تیسویں مجلس

نبی ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ رفق ونرمی(۱)

آپ ﷺ اپنی امت کے ساتھ بہت نرمی وآسانی کرنے والے تھے,آپ ﷺ کوجب بھی دومعاملوں میں اختیاردیا جاتا تو آپ ﷺ امت پرآسانی کے پیش نظر اوران سے مشقت وتنگی کودورکرنے کی خاطراس میں سے سب سےآسان کوہی اختیارکرتے تھے.اسی لئے آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالی نے مجھے سختی کرنے والا اورمشقت میں ڈالنے والا بناکر نہیں بھیجاہےبلکہ آسانی پیدا کرنے والا معلم بنا کربھیجا ہے.,,, (رواہ مسلم)

اورآپ ﷺ نے فرمایا:" اللہ تعالی رفیق ومہربان ہے اور نرمی کوپسند کرتا ہے, اورنرمی ورفق پرجوعطا کرتا ہے وہ سختی اورتشدد پرنہیں دیتا.,,, (ابوداؤد نے روایت کیا اورالبانی نے صحیح قراردیا)

اورآپ ﷺ کا ہی فرمان ہے:"جس چیزمیں نرمی وآسانی برتی جاتی ہے اس کا معاملہ سنورجاتاہے اورجس چیزسے نرمی وآسانی ختم کردی جاتی ہے وہ عیب دارہوجاتی ہے,,,(رواہ مسلم)

اوراللہ رب العالمین نے خود آپ ﷺ کو رحمت وشفقت سے متصف کیا جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : ﴿ لَقَدْ جَاءكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورۃ التوبۃ:۱۲۸)

’’(مسلمانو!) تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں,جن پرہروہ بات شاق گزرتی ہے,جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے,تمہاری ہدایت کے بہت خواہش مند ہیں ,مومنوں کے لئے نہایت شفیق ومہربان ہیں ,,

آپ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ رفق ومہربانی ہی کا ایک مظہریہ ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس آکرکہا :"اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا"

توآپ ﷺ نے کہا :"کس چیزنے تمہیں ہلاک کردیا؟ تواسنے کہاکہ: میں رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کربیٹھا"

توآپ ﷺ نے فرمایا :"کیا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟"

اسنے کہا: نہیں.

آپ ﷺ نے کہا :"کیا تومسلسل دومہینے کا روزہ رکھ سکتا ہے؟"

اسنے کہا: نہیں.

آپ ﷺ نے کہا :"کیاتو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ "

اسنے کہا : نہیں.

راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ بیٹھ گیا ,اور آپ ﷺ کے پاس کہیں سے کھجور کی ایک ٹوکری آئی,تو آپ ﷺ نے فرمایا :"کہ تم اس کو صدقہ کردو"

تو اس آدمی نے کہا:"کیا اپنے سے بھی زیادہ فقیر پر صدقہ کردوں؟ اللہ کی قسم ! مدینہ کے دونوں لابوں (لال و کالے پتھر) کے بیچ مجھ سے زیادہ کوئی ضرورت مند نہیں.

تو آپ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں کینچلی کے دانت ظاہر ہوگئے, پھر آپ ﷺ نے فرمایا :"اسے لے جاؤ اپنے اہل و عیال کو کھلادو" (متفق علیہ)

تو دیکھا آپ نے اس گناہگار شخص کے ساتھ جس نے نہار رمضان میں بیوی سے جماع کا ارتکاب کیا تھا آپ ﷺ کتنی نرمی و مہربانی سے پیش آئے ,آپ برابر اسکے ساتھ نرمی کرتے رہے, اور سخت سزا سے کم سزا کی طرف آتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کو وہ چیز دیدی جس سے اسکے گناہ کا کفارہ ہوجائے,بلکہ آپ ﷺ نے اسکی حاجت

ومحتاجگی کوسامنے رکھتے ہوئے اسے اس عطیہ کو لیکراپنے اہل خانہ میں اس کوتقسیم کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی,تو یہ رفق نبوی کتنی عظیم تھی, اور یہ محمدی شفقت کتنی عظیم تھی.

اوریہ معاویہ بن حکم سلمی ہیں فرماتے ہیں کہ : "دریں اثناء کہ میں آپ ﷺ کے ساتہ نمازپڑھ رہا تھا کہ قوم میں سے ایک آدمی نے چھینکا,تومیں نے کہا :"یرحمک الله" (الله تم پررحم فرمائے) توقوم کے لوگ مجھےترچھی نظروں سے دیکھنے لگے, تومیں‌نے کہا : ہائےتمہاری مائیں تمہیں گم پائیں! کیا بات ہے کہ تم مجھے گھورکردیکھ رہے ہو؟ تووہ لوگ اپنے ہاتھوں کورانوں پرمارنے لگے, جب میں نے انکو دیکھاکہ وہ مجھے خاموش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تومیں خاموش ہوگیا , جب آپ ﷺ - میرے ماں باپ آپ پرقربان ہوں- نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے بڑھ کرآپ سے قبل اوربعد کوئی معلم نہیں دیکھا, الله کی قسم ! نہ تومجھے ڈانٹا , نہ ہی مارا, نہ ہی گالی دیا, آپ ﷺ نے فرمایا :" بے شک ان نمازوں میں‌لوگوں کی بات چیت میں سےکوئی بھی چیزدرست نہیں بلکہ یہ تسبیح وتکبیراورقرآن کریم کی تلاوت کے لئے بنائی گئی ہیں" (رواہ مسلم)

امام نووی فرماتے ہیں کہ :" اسمیں آپ ﷺ کے عظیم اخلاق کی دلیل ہے جس کی رب العالمین نے شہادت دی ہے,اورجاہلوں کے ساتھ مہربانی اوران کے ساتھ شفقت ونرمی کرنےکی دلیل ہے, اسی طرح اسمیں جاہلوں کے ساتھ نرمی کرنے, اورانہیں بہترین تعلیم دینےاوران کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آنے اوردرست چیزکوانکے ذہن سے قریب کرنے میں آپ ﷺ کی ان تمام عادتوں کواپنانے کی تعلیم دی گئی ہے.

آپ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ نرمی ہی کی مثالوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں فرضیت کے خوف سے برابرروزہ یعنی صوم وصال سے منع فرمایا ہے.

اسی طرح آپ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ شفقت ونرمی کی مثالوں میں سے رمضان میں تین رات یا اس سے زیادہ تروایح کی نماز جماعت سے پڑھا کر رک جانا ہے تاکہ امتیوں پرفرض نہ ہوجائے (اورپھران پرشاق گزرے.)

اسی طرح آپ ﷺ کی امتیوں کے ساتھ نرمی ہی کی مثالوں میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے ہیں, تو دونوں کھمبوں کےبیچ ایک رسی بندھی

ہوئی دیکھ کر فرماتے ہیں:"یہ کیسی رسی ہے؟ تولوگوں نے کہا کہ: یہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے جب عبادت کرتے کرتے انہیں سستی وتھکاوٹ کا احساس ہوتاہے تواسی سے لٹک جاتی ہیں, توآپ ﷺنے فرمایا :"اسے کھولو,تم میں سے ہر آدمی نشاط وچستی کی حالت میں نمازپڑھے اور جب اسے کمزوری وسستی آجائے تواسے بیٹھ جانا چاہیے."
(متفق علیہ)

اکتیسویں مجلس

نبی ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ رفق ونرمی (۲)

ابھی مسلسل گفتگو آپکا امتیوں کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کے بارے میں جاری ہے.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعا بیا ن کرتے ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا,توآپ کے صحابہ کرام نے کہا مَہ مَہ (یعنی ٹہرو,ٹہرو).

توآپ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑدوڈانٹونہیں" تو ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ پیشاب سے فارغ ہوگیا.

پھرآپ ﷺ نے اسے بلایا اوراس سے فرمایا :"بے شک یہ مسجدیں پیشاب وپاخانہ کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو صرف اللہ کے ذکراورتلاوت قرآن کے لئے بنائی گئی ہیں."

راوی کہتے ہیں پھرآپ ﷺ نے قوم کے ایک آدمی کوڈول لانے کوکہا تووہ ڈول بھرکرپانی لائے اوراس پربہا دیے." (متفق علیہ)

اور رفق محمدی ہی کی مثالوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک نوجوان آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت دیدیجئے!!

یہ سن کر قوم کے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوکر ڈانٹنے لگے , اور کہا چھیں چھیں,تو آپ ﷺ نے فرمایا :"اسے میرے قریب لاؤ تو وہ آپکے قریب ہوا.

آپ نے کہا :"کیا تو اپنی ماں کے ساتھ زناکو پسند کریگا؟

تو اسنے کہا: نہیں اللہ کی قسم اللہ مجھے آپ پر قربان کرے, آپ ﷺ نے فرمایا :اورنہ ہی لوگ اپنی ماؤں کے ساتھ زنا کرنے کوپسند کرتے ہیں.

توکیا تو اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کرنے کوپسند کریگا؟

اسنے کہا : نہیں اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول !اللہ مجھے آپ پر قربان کرے.

آپ ﷺ نے کہا : اورلوگ بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ زنا کرنے کوناپسند کرتے ہیں .

توکیا تو اپنی بہن کے ساتھ زنا کرنے کوپسند کریگا؟

اسنے کہا: نہیں اللہ کی قسم !اللہ مجھے آپ پر قربان کرے.

آپ ﷺ نے کہا :اورنہ ہی لوگ اپنی بہنوں کے ساتھ زنا کرنے کوپسند کرتے ہیں.

توکیا تواپنی پھوپھی کے ساتھ زناکو پسند کریگا؟

اسنے کہا :نہیں اللہ کی قسم !اللہ مجھے آپ پرقربان کرے.

آپ ﷺ نے کہا :اورنہ ہی لوگ اپنی پھوپھیوں کے ساتھ زنا کرنے کوپسند کرتے ہیں.

توکیا تواپنی خالہ کے ساتھ زنا کوپسند کریگا؟

اسنے کہا : نہیں اللہ کی قسم !اللہ مجھے آپ پرقربان کرے.

آپ ﷺ نے کہا : اورنہ ہی لوگ اپنی خالاؤں کے ساتھ زنا کوپسند کرتے ہیں "

پھرآپ ﷺ نے اسکے سرپرہاتھ رکھ کریہ دعا فرمائی کہ :"اے اللہ !تو اسکےگناہوں کو بخش دے,اوراسکے دل کوپاک کردے,اوراس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما"

اس دن کے بعد سے اس نوجوان نے کسی(بری) چیز کی طرف مڑکرنہیں دیکھا. (رواہ احمد)

اسی نرم اسلوب کے ذریعہ آپ ﷺ نے اس نوجوان کے دل میں گھس کراسکے زناکے طلب کرنے کواسکی نظروں میں قبیح بنادیا اوریہ نرم رویہ اس نوجوان کی اصلاح واستقامت کا سبب بنی .

آپ ﷺ کے امتیوں کے ساتھ نرمی ہی کی مثال میں سے وہ واقعہ بھی جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ دریں اثناء کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑاہوا نظرآیا توآپ نےاسکےبارے میں پوچھا تولوگوں نے کہا: یہ ابواسرائیل ہیں انہوں نے دھوپ میں کھڑے رہنے کی نذرمان رکھی ہے اوریہ کہ نہ توبیٹھیں گے ,نہ ہی سایہ حاصل کریں گے,اورنہ ہی کسی سے بولے گے,اور روزہ رہیں گے. توآپ ﷺ نے فرمایا :" انہیں حکم دو کہ بات چیت کریں ,اورسایہ بھی حاصل کریں ,اوربیٹھ جائیں اور اپنے روزہ کوپوراکریں" (رواہ البخاری)

اوررفق ونرمی ہی میں سے وہ بھی ہے جسے عبداللہ بن عمروبن عاص رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہےکہتے ہیں کہ :" نبی ﷺ کو خبر ملی کہ میں کہتاہوں: اللہ کی قسم میں جب تک زندہ رہا (یا زندگی بھر) دن میں روزہ رکھوں گا اور رات کوقیام کروں گا. توآپ ﷺ نے کہا:" کیا تم یہ بات کہتےہو؟" تومیں

نے کہا: آپ پرمیرے ماں باپ قربان ہوں اے اللہ کے رسول ! میں نے یہ بات کہی ہے توآ پ ﷺ نے فرمایا :" تم اسکی طاقت نہیں رکھ سکوگے, لھذا تم روزہ بھی رکھواورافطاربھی کرو, رات کوسوؤبھی اورقیام بھی کرو, تم ہرمہینہ تین دن روزہ رکھو,اسلئے کہ ایک نیکی دس گنا بڑھأ دی جاتی ہے,اوریہ صیام دہر(زندگی بھرروزہ رکھنے)کی طرح ہے"

اورایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا :"کیامجھے خبرنہیں ملی ہے کہ تم دن بھرروزہ رکھتے ہو اوررات بھرقیام کرتےہو؟"تومیں نے کہا: کیوں نہیں, اے اللہ کے رسول! توآپ ﷺ نے فرمایا :" تم ایسا نہ کرو, تم روزہ بھی رکھواورافطاربھی کرو, رات کوسوؤبھی اورقیام بھی کرو, اسلئے کہ تمہارے جسم کا تمہارے اوپرحق ہے , تمہاری آنکہ کا تمہارے اوپرحق ہے , تمہاری بیوی کا بھی تمہارے اوپرحق ہے,اور تمہاری زیارت کرنے والے (مہمان)کا تمہارے اوپرحق ہے, اورتمہارے لئے یہی کافی ہے کہ ہرمہینہ تین دن روزہ رکھو, اسلئے کہ ہرنیکی کا بدلہ دس گنا اجرہے,اوریہی صیام دہرہے"

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے نفس پرسختی کی, اسلئے مجہ پرسختی کی گئی, میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اس کی قوت رکھتا ہوں ,

توآپ ﷺ نے فرمایا :" تم اللہ کے نبی داود علیہ السلام کی طرح روزہ رکھو, اوراس پرزیادتی نہ کرنا" تومیں نے کہا :صوم داودی کیا ہے؟ توآپ ﷺ نے فرمایا :" نصف دھر(یعنی ایک دن روزہ رکھنا دوسرے دن افطار کرنا)" عبداللہ بن عمرو جب بوڑھے ہوئے توکہاکرتے :"کاش میں رسول ﷺ کی رخصت کوقبول کرلیا ہوتا"(متفق علیہ)

بتیسویں مجلس

غزوہ أحزاب

صحیح تر قول کے مطابق شوال ۵ھ ہجری میں غزوہ احزاب پیش آیا جو غزوہ خندق کے نام سے مشہور ہے.

غزوہ کا سبب : جب آپ ﷺ نے یہود بنی نضیر کو جنہوں نے آپ ﷺ کے قتل کی ناپاک کوشش کی تھی,مدینہ سے جلاوطن کردیا, تو ان کے سرداروں کا ایک گروہ مکہ پہنچا,اورقریش کورسول ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارتے اور اکساتے ہوئے انہیں اپنی مدد کا یقین دلایا توقریش تیارہوگئے,اورآپ ﷺسے قتال کے لئے ان کے ساتھ متحد ہوگئے, پھریہودی سرداروہاں سےنکل کربنو غطفان اوربنوسلیم کے پاس آئے اور انہیں بھی آمادہ جنگ کیا, چنانچہ وہ بھی تیار ہوگئے , پھروہ بقیہ قبائل عرب میں گھوم گھوم کرآپ ﷺ سے جنگ کرنے کی انہیں ترغیب دی.

قریش ابوسفیان کی قیادت میں چارہزارلشکرکے ساتھ نکلے جن میں تین سوگھوڑسوار,اورپندرہ سواونٹ تھے,جب یہ لشکرمرّالظہران پہنچا توبنوسلیم کےسات سو لوگ اس میں شامل ہوگئے, ان کے ساتھ

بنو اسد بھی روانہ ہوئے, اسی طرح فزارہ کے ایک ہزار اور اشجع کے چارسو اوربنو مرہ کے بھی چارسو آدمی انکے ساتھ روانہ ہوئے, اورتمام لوگوں کی تعداد جوخندق میں ملے دس ہزارتھی اوروہی احزاب ہیں.

جب رسول ﷺ کو مکہ سے انکے پہنچنے کا پتہ چلا تو لوگوں کوبلایا, توسلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مدینہ اوردشمنوں کے بیچ خندق کھودنے کا مشورہ دیا, توآپ نے اسکا حکم دیدیا, اورمسلمانوں نے اس کے کھودنے کی طرف مبادرت کی, اورآپ ﷺ خود بھی اس کی کھدائی میں شریک ہوئے,اورخندق کی کھدائی سلع نامی پہاڑکے سامنے ہوئی, اسطرح سے کہ مسلمانوں نے پہاڑکواپنی پشت کے پیچھے کردیا اورخندق کو اپنے اورکافروں کے بیچ کردیا.

مسلمان خندق کے کھدائی سے چھ (٦) دن میں فارغ ہوئے, توآپ ﷺ اور صحابہ کرام جنکی تعداد تین ہزارتھی پہاڑکےپیچھے اورخندق کوسامنے رکھکر قلعہ بند ہوگئے.

نبی ﷺ نےعورتوں اوربچوں کے بارے میںحکم دیا اور وہ مدینہ کی گڑھیوں میں محفوظ کردیے گئے.

حیّ بن اخطب بنی قریظہ کے پاس گیا, بنوقریظہ اوررسول ﷺ کے مابین عہد وپیمان تھا,تووہ خبیث

برابران کو اکساتا اور بھڑکاتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے رسول ﷺ کے ساتہ جو معاہدہ تھا اسے توڑدیا,اورمشرکین کے ساتہ رسول کے خلاف جنگ کرنے کے لئے شامل ہوگئے. اوراسطرح سے مسلمانوں پرآزمائش بڑھ گئی, اور نفاق نے سرنکالا, بنوحارثہ کے کچہ لوگوں نے آپ ﷺ سے مدینہ واپس جانے کی اجازت مانگی اورکہا:**" ہمارے گھرغیرمحفوظ ہیں ,حالانکہ وہ غیرمحفوظ نہیں تھے,وہ توبس بھاگنا چاہتے تھے "** [الأحزاب:۱۳]

اوربنوسلمہ نے پسپائی کاارادہ کرلیا پھر اللہ رب العالمین نے دونوں جماعتوں کوثابت قدمی عطا کی.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : "جب آپ ﷺ نے ہمیں خندق کے کھودنے کا حکم دیا توخندق کے ایک حصہ میں ایک چٹان آڑے آگیا جس سے کُدال اچٹ جاتی تھی, ہم نے آپ ﷺ سےاسکی شکایت کی ,توآپ ﷺ آئے,جب اسے دیکھا توآپ ﷺ نے اپنا کپڑا نکالا ,کدال لی, اور"بسم اللہ " کہہ کر کے ایک ضرب لگائی تواسکا تہائی حصہ ٹوٹ گیا, اورفرمایا :"اللہ اکبر, مجھے شام کی کنجیا ں دی گئی ہیں, اللہ کی قسم! میں اسوقت اس کے سرخ محلوں کو دیکہ رہا ہوں" پھردوسری مرتبہ مارا, تواس کا دوتہائی ٹوٹ گیا, اورفرمایا :**"اللہ اکبر,مجھے فارس کی**

کنجیاں عطا کی گئی ہیں,اللہ کی قسم !میں اسوقت مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں" پھرآپ نے تیسری بارمارا تو بقیہ پتھرٹوٹ گیا, اورفرمایا **:"اللہ اکبر, مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں, اللہ کی قسم میں اسوقت یہاں سے صنعاء کےپھاٹک دیکھ رہاہوں"**

مشرکوں نے ایک ماہ تک رسول ﷺ کا محاصرہ کررکھا اورانکے مابین خندق کے حائل ہونے کی وجہ سے کوئی جنگ نہ ہوسکی.

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ :"خندق کے دن بہت زیادہ خوف بڑھ گیا تھا, لوگ ہمت ہار بیٹھے, بال بچوں اورمال ودولت پر خطرہ محسوس کیا جانے لگا. قریش کے چند گھوڑسوارخندق کے ایک تنگ حصے کو تلاش کرکے اس میں اپنے گھوڑے کدادیے اور ان کی ایک جماعت نے خندق پار کر لیا, جن میں عمروبن ودّ بھی تھا جوسترسال کا تھا, وہ مسلمانو ں کو مبارزت کے لئے للکارنے لگا, توعلی رضی اللہ عنہ اسکے مقابلے کے لئے نکلے اوراسے جہنم رسید کردیا.

جب صبح ہوئی تو انہوں نے ایک بہت بڑی ٹولی تیار کی جن میں خالد بن ولید بھی تھے, اورمسلمانوں سے

رات تک لڑتے رہے, آپ ﷺ کو اس روزظہراور عصرکی نماز پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا, توآپ ﷺ نے فرمایا :**"انہوں نے ہمیں درمیانی نماز (عصر)سے روک دیا اللہ انکے گھروں اورقبروں کو آگ سے بھردے"** پھراللہ نے اپنی طرف سے ایک ایسی تدبیرفرمائی جس سے دشمن پسپا ئی اورجنگ بند کرنے پرآمادہ ہوگئے, اورانکی جماعتوں میں تفریق ڈالدی, وہ اسطرح کہ نعیم بن مسعود اسلام لے آئے, اورمشرکین اوریہود کواسکا علم نہیں ہوسکا, چنانچہ وہ باری باری- قریش اوربنوقریظہ کے پاس گئے اورانھیں پسپائی اور ترک جنگ پر آمادہ کردیا. پھراللہ کی طرف سے ایک سخت ہوا چلی ,توابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا:"تم اپنے گھروں میں نہیں ہو, گھوڑے اوراونٹ سبھی ہلا ک ہوچکے, اورقریظہ نے اختلاف کرلیا, اورآندھی سے جو ہمارا براحال ہوا ہے وہ تمہارے سامنے ہے ,اسلئے کوچ کرچلو,میں تو واپس لوٹ رہا ہوں. اس دن مشرکوں میں سے تین لوگ قتل کئے گئے,اورمسلمانوں میں سے چھ لوگ شہید ہوئے.[1]

[1] انظر"الوفاءباحوال المصطفى" ص (٧١٣-٧١٤) وزاد المعاد (٢٦٩/٣-٢٧٥).

تینتیسویں مجلس

نبی ﷺ کا انصاف

اسلام مطلق عدل وانصاف لے کر آیا ہے,جیساکہ اللہ کا فرمان ہے:﴿ إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاء ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾ (سورة النحل: ٩٠)

”بے شک اللہ انصاف اوراحسان اوررشتہ داروں کو (مالی) تعاون دینے کا حکم دیتا ہے,اوربے حیائی اور ناپسندیدہ افعال اورسرکشی سے روکتا ہے, وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اسے قبول کرو."

اوراللہ کافرمان :﴿ وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُواْ اعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾(سورة المائدة: ٨)

”اورکسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پرنہ ابھارے کہ تم عدل وانصاف سے کام نہ لو, انصاف کرویہی بات تقوی' کے زیادہ قریب ہے."

آپ ﷺ کے عمومی عدل وانصاف کی مثالوں میں سے یہ ہے کہ ایک مرتبہ بنومخزوم کی ایک شریف عورت نے چوری کا ارتکاب کیا, تو قریش کواس عورت کے معاملہ نے غمگین کردیا, اور انہوں نے آپ ﷺ کے پاس حد کو روکنے کے سلسلہ میں سفارش

کا ارادہ کیا, توانہوں نے کہا:اس کے لئے کون آپ سے بات کرے گا؟" پھر انہوں نے کہا :"اس کی جرأت تواسامہ بن زید جو رسول ﷺ کے چہیتے ہیں وہی کر سکتے ہیں,توان کولے کرآپ ﷺ کے پاس آئے,تواسامہ نے جب اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے بات کی توآپ ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا, اورفرمایا :"کیا تم اللہ کے حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو"؟ تواسامہ نے کہا:"میرے لیے استغفار کردیجئے اے اللہ کے رسول !

جب شام ہوا توآپ ﷺ کھڑے ہوئے اورخطبہ دیا , اللہ کی حمدوثنا بیان کی, پھر فرمایا:"امابعد, بے شک تم سے پہلے لوگ اس بات کیوجہ سے ہلاک کردیے گئے,کہ جب ان میں کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑدیتے, اورجب ضعیف وکمزورآدمی چوری کرتا تواس پرحد نافذ کرتے, اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے, اگرفاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا." (متفق علیہ)

یہ ہے نبوی انصاف جوکسی شریف اورکمترکے بیچ, یا مالداروفقیرکے درمیان, یاحاکم ومحکوم کے درمیان تفریق نہیں کرتی , سب کے سب حق وانصاف کے ترازو میں برابرہیں.

اور عدالت نبوی ہی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :"میرے باپ نے مجھے ایک تحفہ دیا,تو ان کی والدہ عمرہ بنت رواحۃ نے کہا : اللہ کی قسم! میں اسوقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ رسول ﷺ گواہی نہ دیدیں, تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے, اور کہاکہ": میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ سے ہیں, ایک ہدیہ دیا ہوں , تو اس نے مجھے یہ حکم دیا کہ آپ کو اس پر شاہد بناؤں, اے اللہ کے رسول !,تو آپ ﷺ نے فرمایا :"کیا تو نے اپنے باقی بچوں کو بھی اسی طرح دیا ہے؟ " تو انہوں نے کہا نہیں,تو آپ ﷺ نے فرمایا :"اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے بیچ انصاف کرو" پھر بشیر رضی اللہ عنہ لوٹ گئے اور اپنے عطیہ کو واپس لے لیا." (متفق علیہ)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کہا :"کیا تمہارے اس کے علاوہ بھی بیٹے ہیں؟" تو انہوں نے کہا: ہاں, تو آپ ﷺ نے فرمایا:"کیا سب کو اسی جیسا دیا ہے؟" تو انہوں نے کہا : نہیں, تو آپ ﷺ نے فرمایا :"میں ظلم و ناانصافی پر گواہی نہیں دیتا" (متفق علیہ)

اور ذوالخویصرہ تمیمی آپ ﷺ کے پاس آتا ہے اس حال میں کہ آپ ﷺ مال(غنیمت) تقسیم کر رہے ہوتے ہیں ,اور کہتا ہے:اے محمد! انصاف سے کام لیجئے,تو آپ

ﷺ فرماتےہیں: "تیری تباہی ہو! جب میں نہیں انصاف کروں گا تو کون کریگا؟ یقیناً میں بربادی اورخسارہ میں رہوں گا اگرانصاف سے کام نہ لوں گا"(متفق علیہ)

آپ ﷺ ہی ہیں جن کواللہ نے فضیلت سے نوازا اورعادل قراردیا ہے اوراپنے وحی پرامین بنایا ہے توپھرآپ کیسے عدل وانصاف سے کام نہ لیں گے؟ جبکہ آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے:"بے شک انصاف پروراللہ کے پاس نورکے منبروں پرجلوہ گرہوں گے, جواپنے حکم میں ,اہل وعیال اوررعایا (یا ماتحت لوگوں) کے ساتھ انصاف سے کام لیتے ہیں." (رواہ مسلم)

جہاں تک بیویوں کے درمیان آپ ﷺکے عدل وانصاف کرنے کی بات ہے توآپ ﷺ کما حقہ عدل وانصاف سے کام لیتے تھے, اس طورپرکہ آپ جس چیز کی تقسیم پر قادر تھے اسے ان کے درمیان مکمل انصاف کے ساتہ تقسیم کرتے تھے جیسے گھراورنان ونفقہ وغیرہ,چاھے سفرہویا حضر, آپ ہرایک کے پاس ایک رات گزارتے ,اورجوکچہ آپ ﷺ کے پاس ہوتا ہرایک پر برابرخرچ کرتے تھے, اور ہرایک کے لئے ایک کمرہ تیارکروایا تھا, اورجب آپ سفرپرنکلنے کا ارادہ کرتے توان کے مابین قرعہ اندازی کرتے تھے اورجس کے نام کا قرعہ نکلتا تھا

اسی کے ساتھ سفرکرتے. آپ نے اس بارے میں کبھی کسی طرح کی کمی وکوتاہی نہ برتی, یہاں تک کہ مرض موت میں بھی,آپ کو ہربیوی کے پاس اس کی باری میں لے جایا جاتا تھا, اورجب آپ پریہ چیزشاق گزری ,اوران کو پتہ چل گیا کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھرمیں مستقرہونا چاہتے ہیں,توتمام بیویوں نے آپ کو اس بات کی اجازت دیدی کہ عائشہ کے گھر میں بیماری کے ایام گذاریں, چنانچہ آپ ﷺ انہیں کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ اللہ کوپیارے ہوگئے, ان بیویوں کے ساتھ اس قدر عدل و انصاف کے باوجود بھی آپ اللہ سے یہ معذرت کرتے تھے کہ :" اے اللہ !یہ میری تقسیم ہے جس پرمیں قدرت رکھتا ہوں ,تواے میرے پرودگاراس چیز پر میری ملامت نہ کرنا جس پرتوقدرت رکھتا ہے اور میں اس کے برتنے سے عاجزہوں [1]" (رواہ ابوداود والترمذی)

آپ ﷺ نے ایک بیوی کو نظر انداز کرکے دوسری بیوی کی طرف مائل ہونے سے بھی خبردارکیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:"جس شخص کے پاس دوبیویا ں ہوں , اوروہ ان میں سے کسی ایک کی

[1] (١) اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القرآن والسنۃ (١٢٧١/٣).

طرف مائل ہو گیا، تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اسکا پہلو جھکا ہوا ہو گا" (رواہ مسلم)

چونتیسویں مجلس

یہودیوں کی ریشہ دوانیاں اوران کے تئیں آپ ﷺ کا موقف

جیساکہ ہم ذکرکرچکے ہیں کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں موجود یہودیوں سے صلح کیا تھا اور ان کے ساتھ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرنے کا عہدو پیمان کیا تھا. مگرانہوں نے جلد ہی وہ معاہدہ توڑ دیا اور اپنی معروف روش عہد شکنی اور مکروفریب اورسازشوں کے جال بننا شروع کردیے.

چنانچہ یہود بنوقینقاع کے مکروفریب میں سے یہ ہے کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کوغزوہ بدر کے موقعہ پرلوگوں کے ساتھ مشغول پایا تواس کا ناجائزفائدہ اٹھا کر ان میں سے بعض نے ایک مسلم عورت کوہراساں کیا اورکھلے بازارمیں اس کے جسم سے کپڑے کو کھول دیا, تواس عورت نے چیخ لگائی,توایک مسلمان کوغصہ آگیا اوراس یہودی کوقتل کردیا, جواباً یہودی اس پرٹوٹ پڑے اوراسے قتل کردیا, جب آپ ﷺ غزوہ بدرسے واپس ہوئے تویہود کوبلواکراس وقوع پذیر ہونے والے

شروہنگامے کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے انہیں طلب کیا ,توانہوں نے سختی سے بات کی,بلکہ انہوں نے معاہدہ نامہ کوبھجواکرجنگ کے لئے تیارہوگئے,توآپ ﷺ نے انکا محاصرہ کرلیا, لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے پاس مسلمانوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں توانہوں نے آپ سے اس بات پرجان چھڑائی کہ آپ ﷺ انکے مال کولے لیں,اورانکے بال بچوں اورعورتوں کوچھوڑدیں , توآپ ﷺ نے یہ چیز منظور کرلی, اورانہیں مدینہ سے نکالدیا,اس طرح سے مسلمانوں کو انکے قلعوں سے اسلحہ اور بہت سارےسامان (آلات واوزار) حاصل ہوئے.

رہا معاملہ بنونضیرکے یہود کا توانہوں نے بھی عہد شکنی کی,اورآپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی. چنانچہ ہجرت کے چوتھے سال آپ ﷺ بنو نضیرکے یہاں ایک دیت کی ادائیگی کے سلسلہ میں مدد طلب کرنے کے لئے تشریف لے گئے, تووہ دیوارکے پیچھے بیٹھ کرآپ ﷺ کوقتل کرنے کی ناپاک سازش رچنے لگے, وہ اس طرح سے کہ عمروبن جحاش یہودی آپ ﷺ پر(دیوارکے اوپر سے) چکی کواٹھا کرپھینک دے.

لیکن آپ ﷺ کو آسمان سے اس کی خبر دیدی گئی, فورا آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اورمدینہ واپس آگئے.

پھرآپ ﷺ نے ان کویہ سزادی کہ انہیں مدینہ سے خیبرکی طرف جلاوطن کردیا,چنانچہ وہ اپنے سازوسامان کوچھ سو اونٹوں پرلادے ہوئے,اوراپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گھروں کوڈھاتے ہوئے خیبرکی طرف نکل گئے.

رہےبنوقریظہ کے یہود توجیسا کہ گزرچکا ہے کہ انہوں نے عہد شکنی کی تھی اور غزوہ خندق میں آپ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے میں مشرکوں اوراحزاب کے حلیف تھے,لہذا جب اللہ نے احزاب (جتھوں)کوپسپا کردیا اورانکی جمعیت کو منتشر کردیا اور وہ واپس ہوگئے,تونبی ﷺ تین ہزارلشکرکے ساتھ بنوقریظہ کو سزادینے کے لئے نکلے,آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرکے ان پر حصارکوتنگ کردیا, توانہوں نے آپ ﷺ سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترنے کا مطالبہ کیا, چنانچہ سعد نے یہ فیصلہ(حکم) دیا کہ انکےقتال پرقادرمردوں کوقتل کردیا جائے, اوربچوں اورعورتوں کوقیدی بنالیا جائے, اوران کے مالوں کوتقسیم کردیا

جائے,لہذاانکے مردوں کے گردن اڑادئے گئے لیکن چند افراد کواس حکم سے مستثنی' قراردیدیا گیا.
اس فیصلہ کویہود نے خوداختیارکیا تھا کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ انکے بارے میں سعدبن معاذ فیصلہ کریں,اس گمان کی بنیاد پرکہ اوس کےساتہ انکے تعلقات ہونے کیوجہ سے وہ انکے سلسلے میں نرمی وجھکاؤ کا رویہ اپنائیں گے. نیز یہود اپنے قیدیوں کواس سے بھی بڑھ کر سزائیں دیتے تھے, جیساکہ تورات میں کتاب گنتی (۳۱:۹ -۱۸)[1] میں واردہواہے جومندرجہ ذیل ہے:بنواسرائیل نے مدیانی عورتوں اوربچوں کو اسیر بنایا , اورانکے مویشیوں کے تمام ریوڑاور بھیڑ بکریوں کے تمام گلے اور سارا ما ل واسباب لوٹ لیا, اورانکے تمام شہروں کوانکے گھروں اورقلعوں سمیت نذرآتش کردیا. موسی' علیہ السلا م ناراض ہوگئے,اورکہا : "کیا تم نے سب عورتوں کوزندہ باقی رکھا؟ تواب سب لڑکوں کو قتل کرڈالو,اورہراس عورت کو بھی مارڈالوجو کسی آدمی سے ہمبستر ہوچکی ہو,لیکن ہر اس لڑکی کو اپنے لیے بچائے رکھو جوکبھی کسی مرد کے ساتہ سے ہمبستر نہ ہوئی ہو."

[1] اصل کتاب میں حوالہ اور عبارت میں کچہ خامی تھی جس کی بائبل کے اردو نسخے سے تصحیح کردی گئی ہے. (ع. ر)

اللہ کی پناہ! کہ موسی' علیہ السلام اسطرح اجتماعی مردم کشی کا حکم دیں,لیکن اسی طرح انہوں نے تورات کوبد ل ڈالا اوریہی انکا قیدیوں کے بارے میں حکم تھا.[1]

---

[1] (انظر:رحمة للعالمين"ص(١٢٥،١٢٦) ولباب الخيارص(٥٩،٦٧،٧٣).

پینتیسویں مجلس

قتال کی مشروعیت کیوں ہوئی؟

بے شک محمد ﷺ کے پاس کوئی تلوار نہیں تھی جسکے ذریعہ لوگوں کی گردنیں اڑاتے پھرتے رہے ہوں تاکہ لوگوں کوجبراً اسلام قبول کرائیں,قرآن کریم نے اس اصول کی نہایت ہی واضح انداز میں تردید کی ہے,اللہ کا فرمان ہے :﴿ لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ﴾ (سورة البقرة :٢٥٦)

''دین میں کوئی زبردستی نہیں,,

اوراللہ نے فرمایا : ﴿ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤْمِنِينَ﴾ (سورة يونس: ٩٩)

''کیا آپ لوگوں کومجبورکریں گے تاکہ سب کے سب مومن بن جائیں,,

اوراللہ نے فرمایا : ﴿ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾(سورة الكافرون:٤)

''تمہارے لئے تمہارادین ہے اورمیرے لئے میرا دین ہے,,

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلامی سلطنت داخلی وخارجی ظلم وزیادتیوں کے خلاف ہاتھ پہ ہاتھ

دھرے بیٹھی رہے, بلکہ اللہ رب العزت نے مومنوں کواپنا دفاع کرنے کا اور اپنے اوپرہونے والی ظلم وزیادتی کےبقدر(کافروں سے) بغیرکسی زیادتی یا اعتداء کےاپنا حق لینے کی اجازت دی ہے. جیسا کہ اللہ تعالی' کا فرمان ہے :﴿ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ ﴾ (سورة البقرة:١٩٤)

''پس جوتم پرزیادتی کرے ,تم اس پرزیادتی کرو اتنا ہی جتنا تم پرزیادتی کی,,

اوراللہ نے فرمایا : ﴿ وَقَاتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُواْ ﴾ (سورة البقرة:١٩٠)

''اوراللہ کی راہ میں ان لوگوں سے قتال کروجوتم سے قتال کرتے ہیں,اورحدسے تجاوز نہ کرو,,

اوراللہ نے فرمایا : ﴿ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ﴾ (سورة البقرة:١٩١)

''پس اگروہ تم سے قتال کریں توتم انہیں قتل کرو,,

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہےکہ اسلام میں قتال کی اصل مشروعیت دفاع نفس اورامت کوداخلی وخارجی مکروسازش اورظلم وزیادتی سے محفوظ رکھنے کےلئے ہے. جب ہم اسلامی جہاد کی تاریخ پرنظرڈالتے ہیں تویہ حقیقت طشت ازبام ہوجاتی ہے.

کیونکہ "جب اہل مکہ کی سرکشی بڑھ گئی توانہوں نے آپ ﷺ کے قتل کی ناپاک سازش کرکےآپ ﷺ کو اپنے گھرسے نکلنے پرمجبورکردیا,تواسطرح سے مسلمانوں پرظلم واعتداء کی شروعات انہی کے ذریعہ ہوئی اس طور سے کہ انہوں نے مسلمانوں کوناحق انکے شہرسے نکال دیا, چنانچہ ہجرت کے بعد اللہ رب العالمین نے مسلمانوں کومشرکین قریش سے قتال کرنے کی اجازت دے دی, جیساکہ سورہ حج میں اللہ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے: ﴿ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ﴾ (سورة الحج:۳۹)

’’جن مومنوں کے خلاف جنگ کی جارہی ہے,انہیں اب جنگ کی اجازت دی گئی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم ہوتا رہا ہے,اوربے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادرہے جولوگ اپنے گھروں سے ناحق اسلئےنکال دیےگئےکہ انہوں نے کہا ,ہمارارب اللہ ہے,, ...

اس آیت کی بنیاد پرآپ ﷺ بقیہ عرب کو چھوڑ کرصرف قریش ہی سے تعرض کرتے تھے. .

لیکن جب اہل مکہ کے علاوہ دیگرمشرکین عرب بھی مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اورانکے

دشمنوں کے ساتھ مل کران کے خلاف باہم متحد ہوگئے, تو اللہ رب العالمین نے تمام مشرکین سے قتال کا حکم صادر فرمادیا جیساکہ سورہ توبہ میں اللہ کا ارشاد ہے ﴿ : وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾(سورة التوبة:٣٦)

''اورتم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے وہ سب تم سے اکٹھے ہوکرجنگ کرتے ہیں,,

اس طرح سے جہاد ان تمام بت پرستوں کے خلاف عام ہوگیا تھا جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ہے,اوریہ آپ ﷺ کے اس قول کے مصداق ہے جس میں آپ نے فرمایا :"مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لاالہ الا اللہ کا اقرارکرلیں,پس اگرانہوں نے لاالہ الا اللہ کہ لیا, تو انہوں نے مجھ سے اپنی جان ومال کی حفاظت کرلی, مگراسکے حق کے ساتھ اورانکا حساب اللہ پرہوگا"

اورجب یہود نے مسلمانوں کے معاہدہ کی خلاف ورزی اورخیانت کا مظاہرہ کیا بایں طورکہ انہوں نے مشرکوں کی مسلمانوں کے خلاف لڑائیوں میں مدد کی تو اللہ نے ان یہودیوں سے بھی جنگ کرنی کی اجازت دیدی جیسا کہ سورہ انفال میں یہ ارشاد ہے:

﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاء إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ الخَائِنِينَ﴾(سورة الأنفال : ٥٨)

''اوراگرآپ کو کسی قوم کی جانب سے خیانت کا ڈر ہوتوبرابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑدے,اللہ تعالی' خیانت کرنے والوں کوپسند نہیں فرماتا,,

اوریہودیوں سے اس وقت تک جنگ کرنا واجب ہے یہاں تک کہ دین اسلام کوقبول کرلیں یا ذلت ورسوائی کھاکرجزیہ دینے لگ جائیں,تاکہ مسلمان ان کی جانب سے مامون ہوجائیں.[1]

اسی طرح نصاری' سے بھی آپ ﷺ نے خود جنگ کی شروعات نہ کی, جیساکہ شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:" رہی بات نصاری' کی توآپ ﷺ نے ان میں کسی سے جنگ نہیں کی, یہاں تک کہ آپ ﷺنے صلح حدیبیہ کے بعد تمام بادشاہوں کے پاس انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لیےاپنے قاصدوں کو بھیجا, چنانچہ آپ نےقیصروکسری اورمقوقس ونجاشی اورمشرق وشام کے تمام عرب بادشاہوں کے پاس اپنے قاصد کوبھیجا.

چنانچہ نصاری' اوران کےعلاوہ دیگر لوگوں میں سے جوبھی اسلام میں داخل ہونا چاہے ہوگئے, اس

---

[1] (نورالیقین ص(٨٥،٨٤)

پرشام کے نصاری' نے معان میں اپنے اسلام لانے والےبعض بڑے لوگوں کو قتل کردیا.

اس طرح نصاری' نے ہی سب سے پہلےمسلمانوں سے جنگ کی,اوران میں سے جواسلام لائے انہیں ظلم وزیادتي کرتے ہوئے قتل کرڈالا, ورنہ آپ ﷺ نے اپنے قاصدین کو اس لیے بھیجا تھا کہ لوگوں کو برضا ورغبت اسلام کی طرف بلائیں نہ کہ ان پر جبر کریں, چنانچہ کسی کوبھی اسلام قبول کرنے پرمجبورنہیں کیا گیا"[1]

بنابریں رسول ﷺ کا دشنموں سے قتال مندرجہ ذیل اصول پر مبنی تھا:

۱- مشرکین قریش کو محارب سمجھنا کیونکہ انہوں نے ہی سرکشی (اعتدا وزیادتی) شروع کی تھی, اسی وجہ سے مسلمانوں نے ان سے جنگ کی.

۲- جب یہودیوں کی جانب سے خیانت اورمشرکوں کی جانب داری دیکھی گئی توان سے جنگ کیا گیا.

---

[1] (قاعدة مختصرة فی قتال الكفارومهادتنهم ص(١٣٥،١٣٦)

۳- جب کسی عرب قبیلے نے مسلمانوں پر اعتداء کی یا قریش کی مدد کی تو ان سے جنگ کی گئی یہاں تک کہ اسلام کو اپنالیں.

٤- اہل کتاب میں سے جس نے بھی عداوت ودشمنی کا آغاز کیا جیسے نصاری' تو ان سے قتال کیا گیا یہاں تک کہ وہ اسلام کو گلے سے لگالیں یا جزیہ دینے لگیں.

۵- جو بھی حلقہ بگوشہ اسلام ہوگیا اس نے اپنی جان ومال کو محفوظ کرلیا مگر اس کا حق برقرار رہے, اور اسلام سابقہ چیزوں کو مٹا دیتا ہے.[۱]

---

[1] دیکھیے: نور الیقین ص(۸۵)

چھتیسویں مجلس

صلح حدیبیہ

سن ٦ھ میں جب آپ ﷺ نے عمرہ پے نکلنے کے لئے کہا توصحابہ کرام نے جلدی کی، آپ ﷺ چودہ سوصحابہ کرام کے ہمراہ روانہ ہوئے اس حال میں کہ آپ کے ساتھ مسافر کے ہتھیاریعنی نیام بند تلوار کے اور کوئی ہتھیار نہیں تھا، آپ کے اصحاب اپنے ہمراہ (قربانی کے) اونٹ بھی لے گئے، جب قریش کو اس کا علم ہوا توانہوں نے آپ کومسجد حرام سے روکنے کے لیے جتھے جمع کرلیے.

آپ ﷺ نے صلاۃ خوف پڑھی، پھر مکہ سے قریب ہوئے،توآپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی، تومسلمان کہنے لگے:" قصواء اَڑ گئی .

توآپ ﷺ نے فرمایا :"وہ اڑی نہیں ہے بلکہ اسے ہاتھی کوروکنے والے نے روک دیا، اللہ کی قسم!آج کے دن وہ مجھ سے جو بھے معاملہ کریں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم ہوتو میں اسے ضرور تسلیم کرلوں گا"

پھرآپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کوڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی، پھرآپ ﷺ نے واپس آکرحدیبیہ کے ایک کم پانی

والے چشمے کے پاس نزول فرمایا, اور کمان سے ایک تیر نکال کر اس کے اندر گاڑدیا, پھر تو اس کے اندر سے اس قدر پانی ابلنا شروع ہوگیا کہ لوگوں نے اس کنویں سے اپنے ہاتھوں سے پانی بھرا.

بدیل بن ورقاء نے واپس جاکر قریش کو (نبی ﷺ کے آنے کے مقصد کی) خبردی, پھرانہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا, اس سے بھی آپ نے اسی طرح بات کی,اور صحابہ کرام نے اس کو ایسے امور دکھلائے جو صحابہ کرام کے آپ ﷺ سے عظیم محبت اور آپ کے حکم کی بجاآوری پر دلالت کرتے تھے. اس نے واپس جاکر جوکچھ سنا اور دیکھا تھا قریش کو اس سے خبردار کیا. پھرانہوں نے بنوکنانہ کے ایک آدمی حلیس بن علقمہ اور اسکے بعد مکرز بن حفص کو بھیجا. دریں اثنا کہ وہ آپ ﷺ سے محوگفتگو تھا کہ سہیل بن عمرو تشریف لائے,ان کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا :"تمہارا معاملہ آسان ہوگیا"

پھر دونوں فریق کے درمیا ن صلح ہوگئی, حالانکہ اگر مسلمان اسوقت دشمن کا مقابلہ کرتے تو ان پر کامیاب ہو جاتے,لیکن انہوں نے کعبہ کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھا, صلح کے دفعات مندرجہ ذیل تھے:

١- دس سال تك فریقین کے مابین جنگ بند رہے گی.

۲۔اس مدت میں لوگ امن سے رہیں گے, کوئی کسی پرہاتھ نہیں اٹھائے گا.

۳۔ پیغمبر ﷺ اس سال (بغیرمکہ میں داخل ہوئے) لوٹ جائیں گے ,اورآئندہ سال انہیں مکہ میں آنے کا موقع دیا جائے گا.

٤۔ قریش میں سے جوبھی شخص چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوگیا ہو, آپ کے پاس جاتا ہے تو آپ اسےلوٹا دیں گے, لیکن اگر آپ کے پاس سے کو ئی آدمی قریش کے پاس جاتا ہے تو وہ اسے واپس نہیں لوٹائیں گے.

۵۔ قریش کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کا کوئی آدمی اگرمحمد کے عہدوپیمان میں داخل ہونا چاہے توایساکرسکتا ہے,اورجوقریش کے عہدوپیمان میں داخل ہونا چاہے وہ اس کے لیے آزاد ہے.[1]

صلح حدیبیه کے نتائج

بہت سارے صحابہ نے اس صلح کی مخالفت کی, اوراس کے دفعات میں انہیں مسلمانوں کے ساتھ ظلم وناانصافی اور جانبداری نظر آیا, لیکن مرورایا م کے

[1] (انظر:الوفاءص(٧١٦)ولباب الخيارص(٨١-٨٣).

ساتھ انہوں نے اس صلح کے بہترین نتائج اوراچھے انجام کا مشاھدہ کیا جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱۔ قریش نے اسلامی سلطنت کے وجود کا اعتراف کرلیا, اس لئے کہ ہمیشہ معاہدہ دوبرابرکے فریقوں کے مابین ہی ہواکرتا ہے,اس اعتراف کا دیگرقبائل کے دلوں پربہت اثرپڑا.

۲۔ مشرکوں اورمنافقوں کے دلوں میں رعب ودبدبہ پیدا ھوگیا,اوران میں سے بہتوں نے اسلام کے غلبہ کا یقین کرلیا,اوراس کے بعض مظاہرقریش کے بہت سے سرداروں کی جانب سے اسلام کی طرف سبقت کرنے میں نمایاں ہوئے, جیسے: خالد بن ولید اور عمروبن عاص رضی اللہ عنہما.

۳۔ اس صلحہ نے اسلام کی نشرواشاعت کرنےاور لوگوں کو اس سے متعارف کرانے کا موقع فراہم کردیا جس کے نتیجے میں بہت سارے قبیلے اسلام میں داخل ہوگئے.

٤۔ مسلمان قریش کی جانب سے مامون ہوگئے. لہذاانہوں نے اپنا بوجہ (پورا زور)یہود اوران دیگر قبائل پر ڈال دیاجومسلمانوں سے چھیڑچھاڑ کیا کرتے تھے,چنانچہ صلحہ حدیبیہ کے بعد ہی خیبرکی جنگ واقع ہوئی.

۵۔ صلح کی بات چیت سے حلفاء قریش مسلمانوں کے موقف کوسمجھنے اوران کی طرف مائل ہونے لگے. چنانچہ حلیس بن علقمہ نےجب مسلمانوں کو تلبیہ پکارتے ہوئے سنا توقریش کے پاس آکرکہنے لگا: میں نے ہدی کےاونٹ دیکھے ہیں جن کے گلے میں قلادے ہیں اور ان کے کوہان چیرے ہوئے ہیں, لہذا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں بیت اللہ -خانہ کعبہ- سے روکا جائے.

٦۔ صلح حلیبیہ نے آپ ﷺ کو غزوہ موتہ کی تیاری کے قابل بنا دیا, اسطرح سے یہ جزیرہ عرب سے باہراسلامی دعوت کونئےاندازسے منتقل کرنے کےلئے ایک نیا قدم ثابت ہوئی.

۷۔ صلح حدیبیہ سے آپ کو روم وفارس اورقبط (مصر) کے بادشاہوں کی طرف انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لیے خطوط ارسال کرنےمیں بہت مدد ملی.

۸۔ صلح حدیبیہ فتح مکہ کا سبب اور پیش خیمہ ثابت ہوئی.[1]

[1] (السیرة النبویۃ-الصلابی-ص(٦٨٣-٦٨٤)

سینتیسویں مجلس

آپ ﷺ کا ایفاء عہد

اسلام وفاداری ,عہدوپیمان اورمواثیق کے احترام کا مذہب ہے, اللہ کا فرمان ہے :﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ﴾(سورة المائدة: ١)

’’اے ایمان والو! (اللہ سے کئے گئے) اپنے عہدوپیمان کوپورا کرو,,

نیزاللہ نے فرمایا : ﴿ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً ﴾(سورة الإسراء:٣٤)

’’ اورعہدوپیمان کوپوراکرو,بےشک عہدومیثاق کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائیگا,,

اورفرمایا : ﴿ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللّهِ وَلاَ يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴾(سورة الرعد:٢٠)

’’ اورجولوگ اللہ سے کئے گئے وعدے کوپوراکرتے ہیں اورعہدشکنی نہیں کرتےہیں ,,

اورآپ ﷺ نے فرمایا :"جس کا کسی قوم کے ساتھ عہدوپیمان ہوتواس کوہرگزنہ توڑے اورنہ ہی اس کو(مزید) مضبوط کرےیہاں تک کہ اس کی مدت

پوری ہوجائے, یا برابری کے ساتھ ان کے عہد وپیمان کوفسخ کردے." (رواہ ابوداؤد والترمذی)

جب رسول ﷺ کے پاس مسیلمہ کذاب کے دوقاصد آئے اورانہوں نے جوکچھ بات کرنی تھی کیے توآپ نے فرمایا:**"اگریہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں کوقتل نہیں کیا جاتا,تومیں تم دونوں کی گردنیں اڑادیتا."** تبھی سے یہ قاعدہ بن گیا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جائیگا. (رواہ ابوداود)

آپ ﷺ کے کافروں کے ساتھ ایفائے عہد کی مثالوں میں سے وہ واقعہ بھی ہے جوصلح حدیبیہ کے وقت پیش آیا.اسی صلح میں جس کوآپ ﷺ نے قریش کے سفیرونمائندہ سہیل بن عمروکے ساتھ پوراکیا, جس صلح کے دفعات میں سے یہ تھا کہ نبی ﷺ کے پاس قریش میں سے کوئی بھی شخص صلح کی مدت میں آئے گا گرچہ وہ مسلمان ہوگیا ہوتورسول اس کوواپس لوٹادیں گیں,ابھی وہ اس صلح کے بقیہ دفعات کولکھ ہی رہے تھے کہ اسی اثنا میں ابوجندل بن سہیل بن عمرو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے آگئے, جومکہ کے نچلے حصے سے نکل کرآئے تھے اور آکر اپنے آپ کو مسلمانوں کے پا س ڈالدیا. توسہیل نے فرمایا :"اے محمد یہ پہلا آدمی ہے جس کے بارے میں, میں آپ سے تقاضا کرتا ہوں کہ آپ اسے میری طرف واپس

لوٹادیں.توآپ ﷺ نے فرمایا:"ابھی ہم نے صلح کو آخری شکل نہیں دی ہے" توسہیل نے کہا:" تومیں ہرگزکسی چیزپرصلح نہیں کروں گا. تو آپ ﷺ نے فرمایا :"اسے میرے لئے چھوڑدو" تواس نے کہا : میں اسے آپ کے لیے نہیں چھوڑ سکتا, آپ نے فرمایا :" نہیں, اتنا تو کرہی دو" تواس نے کہا کہ میں نہیں کروں گا. توابوجندل تیز آواز سے چیخنے لگے:"اے مسلمانوں کی جماعت!کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کردیاجاؤں تاکہ وہ مجھے دین سے برگشتہ کرنے کے لیے آزمائش میں ڈالیں جبکہ میں مسلمان ہوکرآیا ہوں؟ تورسول ﷺ نے فرمایا **:"اےابوجندل ! صبر واحتساب سے کام لو, بے شک اللہ تمہارے لئے اورتمہارے ساتھ جتنے بھی کمزورمسلمان ہیں انکے لئے آسانی کاراستہ پیداکریگا,ہم نے ان لوگوں کوصلح کا عہد و پیمان دے دیا ہے,اوراس پراللہ کا عہددے رکھا ہے تو ہم اسکی خلاف ورزی نہیں کریں گے."** (رواہ البخاری)

اسی طرح ابوبصیرثقفی جوقریش کے حلیف تھے بھاگ کرآپ ﷺ کے پاس آئے,توقریش نے ان کوواپس طلب کرنے کے لیےدوآدمیوں کوبھیجا توآپ ﷺ نے ان کوصلح حدیبیہ کے اتفاق کے بموجب واپس کردیا. اس میں آپ ﷺ کے کمال وفا, اورعہد و میثاق کی

پاسداری واحترام کی دلیل ہے. باوجودیکہ ظاہری طورپراس عہد میں مسلمانوں کے ساتہ ظلم تھا.

کافروں کے ساتہ آپ ﷺ کے ایفائے عہد ہی کی دلیلوں میں سے وہ بھی ہے جسے براء رضی اللہ عنہ نےروایت کیا ہے کہ:جب آپ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تواہل مکہ کے پاس آدمی بھیج کران سے اجازت طلب کی توانہوں نےیہ شرط رکھی کہ آپ اسمیں‌صرف تین دن ٹہریں گے, اورہتھیاروں کونیام میں رکھکرداخل ہوں گے.اوران میں سے کسی کواسلام کی دعوت نہ دیں گے.

راوی کہتے ہیں کہ :علی بن ابی طالب ان کے درمیان اس شرط کولکھنے لگے توانہوں نے لکھا:"یہ وہ بات ہے جس پرمحمد رسول اللہ نے اتفاق کیا ہے.توانہوں نے کہا:"اگرہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں توہم آپ کوروکتے نہیں,بلکہ ہم آپ کي پیروی کرتے, لیکن اس طرح لکھو: یہ وہ شرط ہے جس پرمحمد بن عبداللہ نے اتفاق کیا ہے. تواللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:**"میں اللہ کی قسم محمدبن عبداللہ ہوں,اورمیں اللہ کی قسم اللہ کا رسول ہوں"** اورآپ نےعلی رضی اللہ عنہ سے کہا :**"رسول اللہ کا لفظ مٹادو"** توعلی نے فرمایا:"اللہ کی قسم میں ہرگز اسے نہ مٹاؤں گا.

تو آپ ﷺ نے کہا: **"مجھے اسے دکھاؤ"**, تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے آپ کو دکھایا, تو آپ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹادیا, جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوگئے اور مدت پوری ہوگئی تو وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے: اپنے ساتھی کو کہو کہ یہاں سے کوچ کریں, تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا :"ہاں"(ٹھیک ہے) پھر آپ ﷺ مکہ سے کوچ کر گئے"(متفق علیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے جو ان سے وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا اور تین دن سے زیادہ مکہ میں نہیں ٹھہرے .

آپ ﷺ نے غدر وخیانت اور وعدہ کی خلاف ورزی سے ڈراتے ہوئے فرمایا: **"جس نے کسی شخص کو اپنی جان پر امان دیا, پھر اسے قتل کر دیا, تو میں قاتل سے بری ہوں اگرچہ مقتول کافر ہی کیوں نہ ہو."** (نسائی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے)

اور آپ ﷺ نے فرمایا :**"جس قوم نے بھی عہد وپیمان کو توڑ ڈالا تو انکے درمیا ن جنگ واقع ہوئی."** (رواہ الحاکم وصححہ علی شرط صحیح مسلم, وصححہ الألبانی)

آپ ﷺ نے خیانت جو وفا کی ضد ہے اس سے پناہ مانگی ہے جیساکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "...اور میں

خیانت سے پناہ چاہتاہوں کیونکہ یہ بہت بری رازدارہے." (رواہ ابوداود والنسائی وحسنہ الألبانی)

آپ ﷺ نے غدروخیانت کوحرام قرار دیا ہے جیسا کہ آپ کا فرمان ہے :**"قیامت کے دن ہرخیانت کرنے والے کے لئے ایک جھنڈانصب کیا جائیگا جسکے ذریعہ وہ پہچانا جائیگا"**(متفق علیہ)

اورآپ ﷺ نے واضح طورپربیان کر دیا ہے کہ آپ عہد شکنی نہیں کرتے,چنانچہ ارشاد فرمایا: **"میں عہد کونہیں توڑتا."** (رواہ احمد وابوداود وصححہ الألبانی)

اڑھتیسویں مجلس

غزوہ فتح مکہ

صلح حدیبیہ کے اتفاق میں یہ بات وارد ہوئی تھی کہ خزاعہ رسول ﷺ کے حلیف ہوگئے اوربکرقریش کے عہد میں داخل ہوگئے . پھرخزاعہ کے ایک آدمی نے جب بکرکے ایک آدمی کوآپ ﷺ کی ہجومیں اشعار پڑھتے سنا تو اسکومارکرزخمی کردیا,تواس طرح سے انکے مابین برائی بڑھ گئی. اوربنوبکربنوخزاعہ سے لڑائی کرنے پرآمادہ ہوگئے,اورقریش سے مدد طلب کی توقریش نے ہتھیاراورجانوروں کے ذریعہ ان کی مدد کی. اور ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت نے بھی چھپ چھپاکر لڑائی کی, جن میں سے صفوان بن امیّہ, عکرمہ بن ابی جہل,اورسہیل بن عمروشامل تھے. توخزاعہ نے حرم میں جاکرپناہ لی,مگربنوبکرنے حرم کی حرمت کا بھی پاس نہیں رکھا اوراس کے اندر خزاعہ سے لڑائی کی,اوران کے بیس سے زائد آدمیوں کوقتل کردیا.

اس طرح قریش نے آپ ﷺ سے کئے گئے صلح کے معاہدہ کوتوڑدیا,کیونکہ انہوں نے بنوبکر کی خزاعہ کے خلاف مدد کی جونبی ﷺ کے حلیف تھے. جب بنوخزاعہ نے اس کی خبرآپ ﷺ کودی توآپ نے

فرمایا : "میں تم لوگوں کوضروراس چیزسے روکوں گا جس سے میں اپنے نفس کوروکتا ہوں".

پھرقریش کواپنے کئے پرندامت ہوئی جسوقت ندامت کا کوئی فائد نہیں, چنانچہ انہوں نے ابوسفیان کوآپ ﷺکے پاس حدیبیہ کے عہد کی تجدید اوراسکی مدت میں اضافہ کےلئے بھیجا. مگر آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور اسے کوئی جواب نہ دیا.

توابوسفیان نے بڑے بڑے صحابہ کو اپنے اوراللہ کے رسول کے مابین سفارشی بنانا چاہا توسبھوں نے انکارکردیا.تواسطرح ابوسفیان بغیرکسی عہدو پیمان میں کامیابی کے مکہ واپس آگیا.

قریش کے مسلمانوں کے ساتھ عہدوپیمان کی شکنی کرنے کیوجہ سے آپ ﷺنے مکہ فتح کرنے اورکفارکوسبق سکھلانے کا عزم مصمم کرلیا.

جب رسول اللہ ﷺ نےفتح مکہ کی تیاری کی تواس معاملہ کو خفیہ رکھا, کیونکہ آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ مشرکوں کے گھروں میں ان کے سر پر یکایک پہنچ جائیں.

آپ ﷺ نے عرب کے ارد گرد قبائل جیسے اسلم ,غفار,مزینہ ,جہینہ,اشجع,اورسُلَیْم وغیرہ کے لوگوں کو بلا بھیجا, یہاں تک کہ مسلمانوں کی تعداد دس

ہزارکوپہنچ گئی.مدینہ میں آپ ﷺ نے ابورھم الغفاری رضی اللہ عنہ کوجانشین بنایا ,اوربدھ کےدن رمضان کے تقریبا دس دن گزرنے کے بعد آپ نکلے اورمقام قدید میں پہنچ کرجھنڈے اور پھریرے باندھے.

قریش کوآپ کی روانگی کا پتہ نہ چلا, توابوسفیان کوخبرکا پتہ لگانے کے لئے بھیجا اوران سے کہدیا کہ اگرمحمد سے تمہاری ملاقات ہوتوہمارے لئے پناہ طلب کرنا.

ابوسفیان ,حکیم بن حزام اوربدیل بن ورقاء نکلے ,تو جب انہوں نے مسلمانوں کی فوج کودیکھا توخوفزدہ ہوگئے,توعباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی آواز سن لی, فرمایا : ابوحنظلہ! توابوسفیان نےکہا: حاضر ہوں, توعباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ دس ہزارکے لشکرکے ساتہ رسول ﷺ ہیں, چنانچہ ابوسفیان اسلام لے آئے, اورعباس رضی اللہ عنہ نے انہیں پناہ دیدی,اوروہ ان کو اورانکے دونوں ساتھیوں کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے,اور وہ دونوں بھی اسلام قبول کرلیے.

آپ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایاکہ ابوسفیان کو اسلامی لشکرکے گزرگاہ میں کھڑا کریں تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اسلام اور مسلمانوں کی قوت وطاقت

کا مشاہدہ کرسکیں,عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کومشورہ دیا کیا کہ ابوسفیان کو کوئی اعزاز عطافرمادیں کیونکہ وہ اعزاز پسند آدمی ہیں. اس پرآپ ﷺ نے فرمایا:"جوابوسفیان کے گھرمیں داخل ہوا وہ مامون رہے گا,اورجومسجد حرام میں داخل ہوگیا وہ بھی مامون رہے گا,اورجس نے اپنے دروازہ کوبند کرلیا وہ بھی مامون ہوگیا"

اورآپ ﷺ نے لوگوں کوقتال کرنے سے روک دیا اوراپنے امراء کویہ وصیت کی کہ صرف اسی شخص سے قتال کیا جائے جوقتال کرے, چنانچہ مسلمانوں کوکسی مقابلے کا سامنا نہیں کرنا پڑا سوائےخالد بن ولید کے, جن کوصفوان بن امیہ, سہیل بن عمرو,اورعکرمہ بن ابی جہل نے خندمہ کے مقام پرقریش کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا,اوران پرہتھیارسونت لیے اورتیراندازی کی, توخالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں میں چیخ لگائی,اوران سے جنگ کی. مشرکین کے تیرہ آدمی قتل ہوئے اورپھرشکست سے دوچارہوئے ,اورمسلمانوں میں سے کرزبن جابر اور حبیش بن خالد بن ربیعہ شہید ہوئے.

آپ ﷺ کے لئے مقام "حجون" کے پاس خیمہ لگایا گیا,اورمکہ میں بغیرلڑائی کے (زبردستی) داخل

ہوئے,تولوگوں نے چاہتے وناچاہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا.آپ ﷺ نے سواری ہی پر کعبہ کا طواف کیا,اورکعبہ کے اردگرد اسوقت تین سوساٹھ بت تھے , جب بھی آپ ﷺ ان میں سے کسی بت کے پاس سے گزرتے تواپنی چھڑی(یاکمان) سے اس کی طرف اشارہ کرکے یہ پڑھتے:﴿ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (سورة الإسراء:٨١) "

حق آگیا ,اورباطل سرنگوں ہوگیا اورباطل توسرنگوں ہی ہونے والا ہے" توبت منہ کے بل گرجاتے,اورسب سے بڑابت "ھبل " تھا جوکعبہ کے بالکل سامنے ہی تھا.

پھرآپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس آئے, اوراسکے پیچھے دورکعت نمازپڑھی.پھرلوگوں کے پاس گئےاورفرمایا :"اےقریش کی جماعت ! تمہاراکیا خیال ہے میں تمہارے ساتہ کیا کرنے والا ہوں؟" تولوگوں نے کہا :بھلائی کا, آپ نیک بھائی ہیں , اور نیک بھائی کے بیٹے ہیں. توآپ ﷺ نے فرمایا :**"جاؤ تم سب آزادہو"**,

توآپ ﷺ نے جبکہ الله نے آپ کوان پرتسلط عطا کیا تھا عفوعام کا اعلان کردیا,اور ظالموں اورمجرموں پر تسلط وقدرت کے بعد عفوودرگزرکرنے میں ایک

بے نظیرمثال ونمونہ قائم کیا پھرآپ ﷺ صفاکے پاس بیٹھے اورلوگوں سے اسلام پرقائم رہنے اورطاقت پھر سمع واطاعت کرنے کی بیعت لی, پھرلوگ پے درپے آنےلگے.

اوریہ فتح جمعہ کے دن رمضان کے دس دن باقی رہنے پرہوئی,اس کے بعد آپ نے پندرہ راتیں مکہ میں گزاریں, پھرآپ ﷺحنین تشریف لے گئے.اورمکہ میں عتاب بن اسید کولوگوں کونمازپڑھانے کے لیے مقرر کرگئے اورمعاذ بن جبل اہل مکہ کو حدیث وفقہ کی تعلیم دیتے تھے.[1]

[1] (انظر:الوفاص٧١٨-٧٢٠)هذاالحبيب يا محب ص(٢٥٤)وصحيح السيرةص(٤٠٧).

انتالیسویں مجلس

نبی ﷺ کا عفودرگزر

اللہ رب العالمین نے آپ ﷺ کو لوگوں سے عفوودرگزرکرنے کا حکم دیا ہے,جیساکہ اللہ کا فرمان ہے:﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لاَنفَضُّواْ مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۵۹)

’’آپ محض اللہ کی رحمت سے ان لوگوں کے لئے نرم ہوئے ہیں,اوراگرآپ بدمزاج اورسخت دل ہوتے تووہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے ,پس آپ انہیں معاف کردیجئے,اورانکے لئے مغفرت طلب کیجئے, اورمعاملات میں ان سے مشورہ لیجئے,,

اوراللہ نے ارشاد فرمایا : ﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورۃ المائدۃ:۱۳)

’’پس آپ انہیں معاف کردیجئے,اوردرگزر کردیجئے, بے شک اللہ احسان اوربھلائی کرنے والوں کومحبوب رکھتا ہے,,

اس لئے آپ ﷺ عفو ودرگذر کو پسند کرتے اور درگزر کی طرف مائل ہوتے اور سزا کی طرف انتہائی ناگزیر صورت میں ہی متوجہ ہوتے تھے.

سیرت نبوی میں آپ ﷺ کے عفودرگزر کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں.اسی میں سے کچھ پہلے فتح مکہ کے بعد اہل مکہ والوں کی معافی ودرگزر کی مثال گزرچکی ہے.

اوراسی میں سے ایک مثال یہ ہے جس کوابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ :" آپ ﷺ نے نجد کی طرف کچھ گھوڑسوار بھیجے, تووہ بنوحنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لائے, جن کا نام ثمامہ بن اثال تھاجویمامہ کے سردارتھے. تو انہیں مسجد نبوی کے کھمبوں میں سے ایک کھمبے میں باندھ دیا گیا,آپ ﷺ انکے پاس آئے اورفرمایا کہ :"ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے؟ "تو انہوں نے کہا:" میرے پاس اے محمد بھلائی ہی ہے. اگرآپ مجھے قتل کرتے ہیں توایک خون والے کوقتل کریں گے, اور اگرمجھ پر احسان کرتے ہیں توایک شکرگذارپراحسان کریں گے, اگرآپ مال چاہتے ہیں توآپ جتنامانگیں دیا جایا گیا,توآپ ﷺ نے انہیں چھوڑدیا ,جب دوسرادن ہوا توآپ ﷺ نے فرمایا :"تمہارے پاس کیا ہے اے ثمامہ؟"توانہوں نے کہا : اس سے پہلے جومیں آپ سے کہ چکا ہوں

,اگرآپ قتل کرتے ہیں تو ایک ایسے شخص کوقتل کریں گےجوخون والا ہے, اور اگرآپ انعام واحسان کرتے ہیں تو ایک شاکرپر انعام کریں گے,اوراگرآپ مال کے خواہشمند ہیں توجتنا مانگیں دیا جائیگا,توآپ ﷺ نے انہیں چھوڑدیا, یہاں تک کہ تیسرادن ہوا توآپ ﷺنے ان سے پوچھا :"اب تم کیا پاتے ہواے ثمامہ؟" توانہوں‌نے کہا : جومیں آپ سے پہلے کہ چکاہوں ,اگرآپ احسان وبھلائی کرتے ہیں تو ایک شاکرکے ساتہ احسان کریں گے اوراگرقتل کرتے ہیں تو ایک خون والے کوقتل کریں گے, اور اگرآپ مال وثروت کے خواہشمند ہیں تومانگئے دیا جائیگا.توآپ ﷺ نے حکم دیا کہ : "ثمامہ کوچھوڑدو" تووہ مسجد کے قریب ایک کھجور کے باغ میں گئے,اور غسل کیا ,پھرمسجد میں تشریف لائے,اورکہا:"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ,اوراس بات کہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اوررسول ہیں ,اے محمد! اللہ کی قسم! روئے زمین پرمیرے نزدیک آپکے چہرے سے ناپسندیدہ چہرہ کسی کا نہ تھا,تواب آپکا چہرہ میرے نزدیک سارے چہروں سے پسندیدہ ہوگیا, اللہ کی قسم ! آپ کے دین سے زیادہ مبغوض کوئی دین نہیں تھا,تواب آپ کادین میرے نزدیک سب سے محبوب دین ہوگیا,اللہ کی

قسم!میرے نزدیک آپ کے شہرسے زیادہ مبغوض کوئی شہرنہ تھا ,تواب آپکا شہرمیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہوگیا, میں عمرہ ادا کرنے جارہا تھا کہ آپکے گھوڑسواروں نے مجھے گرفتار کرلیا تواب آپ کا کیا خیال ہے؟

آپ ﷺ نے انہیں بشارت دی اورعمرہ کرنے کا حکم دیدیا.

جب مکہ تشریف لائے توکسی کہنے والے نے کہا: "کیا تم بے دین ہوگئے"؟ توکہا :نہیں ,لیکن میں نے آپ ﷺ کے ساتہ اسلام لے آیا,اورجان لو اللہ کی قسم ! اب تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی یمامہ سے نہ آئیگا جب تک کہ آپ ﷺ اجازت نہ فرمادیں.(متفق علیہ)

توآپ نے دیکھا کہ عفودرگزرنے کس طرح دلوں کو بدل ڈالا, اورحالات میں تبدیلی پیدا کردی, اوردلوں کو (ہدایت کے لئے) کھول دیا,اورشرک وکفرکی تاریکیوں اورگمراہیوں کوکیسے کافورکردیا.

آپ ﷺ کے عفوودرگزرکی مثالوں میں سے اس یہودیہ عورت کومعاف کرنا بھی ہے جس نے آپ کو بکری میں زہرملاکرپیش کیا تھا,جس سے آپ ﷺ نے کھایا مگر آپ ﷺ کو وہ خوشگوار نہیں لگا(اوراسے تھوک دیا), لیکن پھرآپ ﷺ نے اس عورت کوقتل کرنے کا

حکم دیدیا تھا جب بشربن براء بن معرور اس کوکھاکرنگل گئے اور ان کا انتقال ہوگیا .تو اس کوبشرکیوجہ سے قصاصاً قتل کردیا گیا.

آپ ﷺ کے عفوودرگزرہی کی مثالوں میں سے وہ واقعہ بھی ہے جسکوجابررضی اللہ عنہ نے مرفوعا روایت کیا ہےکہ:" انہوں نے رسول ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف لڑائی کی, توجب آپ ﷺ لوٹے تووہ بھی آپ کے ساتھ لوٹے,توایک بہت کانٹے داروادی میں آپ کے قیلولہ (دوپہرکے وقت آرام کرنے) کا وقت ہوگیا , توآپ ﷺ وہاں پراترے اورلوگ متفرق ہوکردرختوں کے نیچے آرام کرنے لگے, آپ ﷺ ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اوراس سے اپنی تلوارکولٹکا دیا.

جابرفرماتے ہیں کہ: ہم لوگوں نے کچھ دیرآرام فرمایا ھی تھا کہ رسول ﷺ نے ہمیں بلایا ,ہم انکے پاس گئے,تودیکھا کہ ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہواتھا, آپ ﷺ نےکہا کہ :"میں سورہاتھا کہ اس نے میری تلوارکولےلیا, جب میں بیدارہوا تودیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں تلوار سونتے ہوئےہے اورمجھ سے کہا: تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ، تویہ اب وہی بیٹھا ہواہے." پھرآپ ﷺ نے اس کوکوئی سزا نہ دی (بلکہ معاف کردیا) (رواہ البخاری).

چالیسویں مجلس

نبی رحمت ﷺ (۳)

بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت ومہربانی :

آپ ﷺ بچوں کے ساتھ بہت رحیم ومہربان تھے.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :"آپ ﷺ نے حسن بن علی کا بوسہ لیا اورآپکے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے,تواقرع نے کہا: "میرے پاس دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کو بوسہ نہیں لیا"توآپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا پھرآپ ﷺ نے فرمایا: **"جو دوسروں پررحم نہیں کرتا اسکے ساتھ رحم نہیں کیا جاتا."** (متفق علیہ)

اورعائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:"آپ ﷺ کے پاس کچھ دیہاتی آئے اورکہنے لگے: کیا تم لوگ اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہو؟ تولوگوں نے کہا :ہاں,توانہوں نےکہا ـاللہ کی قسم! ہم توان کا بوسہ نہیں لیتے,توآپ ﷺنے فرمایا:**"اگراللہ نے تمہارے دلوں سے رحمت کوچھین لیا ہے توکیا میں اس کا مالک ہوں "** (متفق علیہ)

ان دونوں حدیثوں میں آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ بڑی شفقت ومحبت کوبیان کیا گیاھے, اوریہ کہ بچوں کابوسہ لینا یہ رحمت وشفقت کے مظاہرمیں سے ہے.
اورآپ ﷺ کا ارشاد "جورحم نہیں کرتا اس پربھی رحم نہیں کیا جاتا" اس بات کی دلیل ہے کہ عمل کے حساب سے ہی بدلہ ہوتا ہے, توجوشخص بچوں کورحمت وشفقت سے محروم رکھے گا, اللہ تعالی قیامت کےدن اس کو اپنی رحمت سے محروم کردے گا.

آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ شفقت و رحمت کی مثالوں میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے لخت جگرابراہیم کے پاس موت کے قریب جب وہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہوتے ہیں, داخل ہوتے ہیں توآپ ﷺ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اورفرماتے ہیں:"بے شک آنکھیں اشکبار ہیں ,دل غمزدہ ہے,اورہم وہی کہتے جس سے ہمارا رب راضی ہے,اوراے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں" (بخاری)

چنانچہ آپ ﷺ نے ایک طرف صبرورضا اور امرالہی کی بجاآوری میں اپنے رب کی عبودیت کےحق کوپوری طرح ملحوظ وقائم رکھا,اوردوسری طرف اپنے بیٹے کی جدائی پرغمزدہ ہونے، آنسو بہانے

اورشفقت ورحمت میں اس کے حق کوادا دیا, اوریہ عبودیت کی کامل ترین صورتوں میں سے ہے.

اورجب آپ ﷺ کی بیٹی کے لڑکے کا انتقال ہوگیا توآپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے ,توسعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے کہا:یہ کیا ہے اے اللہ کے رسول! ؟ توآپ ﷺ نے فرمایا :"یہ وہ رحمت ہے جسے اللہ نے اپنےبندوں کے دلوں میں ڈالدیا ہے, اوراللہ تعالی' اپنے بندوں میں سے صرف رحم کرنے والوں پرہی رحم کرتا ہے" (متفق علیہ)

بچوں کے ساتہ آپ ﷺ کی شفقت و مہربانی ہی میں سے یہ بھی ہے کہ :"آپ ﷺ نے ایک یہودی غلا م کے پاس جوآپ کی خدمت کرتا تھا اس کی بیماری میں تشریف لے گئے,توآپ ﷺ نے اس سے کہا: "لا الہ الا اللہ " کہو"توغلام اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا,تواس کے باپ نے کہا : ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لو,تواس بچہ نے کلمۂ لاالہ الا اللہ پڑھ لیا, توآپ ﷺ نےفرمایا : "ھرقسم كي تعريف اس رب کےلئےہے جس نے اس کوجہنم سے بچا لیا"(رواہ البخاری)

اورآپ ﷺ کےبچوں کے ساتہ شفقت ومہربانی ہی میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ انس بن مالک رضیی اللہ عنہ کا ایک بچہ جسکا نام عمیرتھا, اس کے پاس ایک

چھوٹا سا پرندہ تھا جس سے وہ کھیلتا تھا,تواس پرندہ کا انتقال ہوگیا,تواس پربچہ بہت غمگین ہوا, تونبی رحمت ﷺ اس کے پاس غمخواری وتسلی اورہنسی ومزاح کے لئے تشریف لےگئے,اوراس سے فرمایا :"اے ابوعمیر! نغیر(چھوٹا پرندہ) کیا کیا"(متفق علیہ)

عبداللہ بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتےہیں کہ :"آپ ﷺ ہمارے پاس رات کی نمازوں میں سے ایک نمازمیں تشریف لائے, اسحال میں کہ حسن یاحسین کوساتہ میں لئے ہوئے تھے. آپ ﷺ آگے بڑھے,اوران کو اتارا, پھرنمازکے لئے تکبیرکہا, توآپ ﷺ نے نماز کے درمیان ایک بہت لمبا سجدہ کیا, تو شداد نے جب سراٹھایا تودیکھا کہ بچہ آپ ﷺ کے کندھے پرہے,جب رسول ﷺ نمازسے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا,: اے اللہ کے رسول! بے شک آپ نے اپنی نماز کے دوران ایک لمبا سجدہ کیا ہے یہاں تک کہ ہم نےگمان کیا کہ کوئی نئی بات پیش آگئی ہے,یا آپ پرکوئی وحی نازل ہوئی ہے, توآپ ﷺ نے فرمایا :"ان میں سے کچہ بھی نہیں ہواہے, لیکن میرا یہ بیٹا مجہ پرسوارہوگیا تومیں نے جلدی کرنے کوناپسند کیا یہاں تک کہ وہ اپنی ضررت پوری کرلے"(رواہ النسائی وصححہ الألبانی)

آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ شفقت ومہربانی ہی میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ انصارکی زیارت کرتے ,انکے بچوں سے سلام کرتے اورانکے سروں پراپنا مبارک ہاتھ پھیرتے تھے" (رواہ النسائی وصححہ الالبانی)

کم سن بچوں کے ساتھ آپ ﷺکی شفقت ومہربانی کا ایک مظہریہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس بچوں کولایا جاتا تھا,توآپ ﷺ انکے لئے برکت کی دعاکرتے اور انکی تحنیک کرتے تھے"(یعنی اپنےمنہ سےکھجورچبا کرانہیں دیتے تھے) (رواہ مسلم)

اورتبریک کے معنی یہ ہیں کہ آپ ان پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرتے اورانکے لئے دعا فرماتے .

آپ ﷺ نمازپڑھتے توامامہ بنت زینب کولئے رہتے جب سجدہ کرنا ہوتا توانہیں اتاردیتے اورپھرجب قیام میں جاتے تواٹھالیتے.

پس اللہ کی رحمت وسلامتی نازل ہوایسے مہربان رحمت والے نبی- ﷺ- پر.

اکیتالیسویں مجلس

نبی رحمت ﷺ (۴)

خادموں اورغلاموں کے ساتھ آپ ﷺ کی مہربانی ورحمت:

اسلام سے ماقبل خادموں اور غلاموں کے کوئی حقوق تھے نہ عزت وتکریم ,جب اللہ رب العالمین نے اسلام کے ذریعہ دنیا کوعزت بخشی توآپ ﷺ نے ان سے ظلم وبربریت کا خاتمہ کیا,انکے حقوق کومتعین کرکے ان پرظلم کرنے والوں ,انکے نقائص و عیب جوئی کرنے والوں یاان پرلعن طعن کرنے والوں کو دردناک عذاب سے ڈرایا.

معروربن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ابوذررضی اللہ عنہ کوایک جوڑے میں ملبوس دیکھا,اورانکے غلام پربھی اسی کے مانند ایک جوڑاتھا, کہتے ہیں کہ میں نے ان سے اسکے بارے میں پوچھا,توابوذرنے فرمایا کہ: " میں نے عہدرسالت ﷺ میں ایک آدمی کواس کی ماں کے بارے میں عاردلائی تو اس آدمی نے آکرآپ ﷺسے کہدیا, توآپ ﷺ نے فرمایا:" بے شک تمہارے اندرابھی جاہلیت کی خوباقی ہے,تمہارے بھائی تمہارےخادم و غلام ہیں ,اللہ نے ان کوتمہارے ماتحت کیا ہے,توجس شخص کے پاس کوئی اس کی ماتحتی

میں ہو,تواسے بھی وہی کھلائے جوخود کھائے, اوروھی پہنائے جوخود پہنے,اوران کو اتنے کام کا مکلف نہ بناؤ جوان کی طاقت سے باہرہو,لیکن اگرتم نے ان کوضرورت سے زیادہ کام دیدیا توتم خود ان کی اسمیں مدد کرو"(متفق علیہ)

توآپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے کس طرح نوکرکو بھائی کے درجہ میں رکھا ہے,تاکہ ایک مسلمان کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوجائےکہ اگراس نے اس خادم پرظلم کیا, یا کوئی برائی کیا یا ناحق اس کے مال کوکھایا, تووہ گویاایسے ہی ہے جواپنے بھائی کے ساتھ اس طرح کابرتاؤ کرتا ہے. پھرآپ ﷺ نے انکے ساتھ بھلائی ونرمی میں مبالغہ سے پیش آنے کا حکم دیا,اورانہیں بعینہ اسی جنس ونوعیت کا کھانا کھلانے ,لباس پہنانے,اورانکی عزت وتکریم کرنے کا حکم دیا جس طرح وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے,اسی لئے ابوذررضی اللہ عنہ اپنے خادم کواپنی ہی طرح کا جوڑاپہناتے تھے.

اسی طرح آپ ﷺ نے اس حدیث کے اندر غلاموں یانوکروں کو ان کی طاقت سےزیادہ کام کا مکلف کرنے سے منع فرمایا ہے, اوریہ انکے ساتھ تخفیف ونرمی اورانہیں راحت وآسانی پہنچانے کو متضمن ہے.

ابومسعودانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :"میں اپنے غلام کوکوڑے سے ماررہاتھاکہ اپنے پیچھے سے ایک آوازسنا,"خبرداراے ابومسعود!"توغصّہ کی وجہ سے میں آوازکوپہچان نہ سکا,کہتے ہیں کہ جب وہ مجھ سے قریب ہوئے تودیکھتا ہوں کہ وہ رسول ﷺتھے جویہ کہہ رہے تھے: "خبرداراے ابو مسعود!" تومیں نے اپنے ہاتھ سے کوڑے کوپھینک دیا,آپ ﷺنے فرمایا:"اے ابومسعود! جان لوکہ جتنا تم اس غلام پرقادر ہو اس سے کہیں بڑھ کر اللہ تعالی تمہارے اوپر قادر ہے." ابومسعود کہتے ہیں کہ میں نے کہا: "اب میں اس کے بعد کبھی کسی غلام کونہیں ماروں گا."

اورایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! وہ اللہ کے لئے آزاد ہے" توآپ ﷺ نے فرمایا: "اگرتم ایسا نہ کرتے توتم کوآگ کے شعلہ اپنی لپیٹ میں لے لیتے." (رواہ مسلم)

اورآپ ﷺکا فرمان ہے :"جس نے کسی غلام کوطمانچہ رسید کیا یا اسے ماراپیٹا تواس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے وہ آزاد کردے." (رواہ ابوداود وصححہ الألبانی)

تونبی ﷺ ہی ہیں جنہوں نے کمزورں کوبچایا,اورغلاموں کوآزادکیا,اورخادموں ونوکروں

کوانصاف دلایا,اورشکستہ دل لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے, ان کی کمی کوپورا کیا,اورانکے دلوں کے زخموں کوبھرااورآرام وراحت پہنچائی.

ابومعاویہ بن سوید بن مقرن کہتے ہیں کہ :"میں نے اپنے ایک غلام کوطمانچہ رسید کردیا تومیرے باپ نے اسے اورمجھے بلوایا, پھرانھوں نے اس کو حکم دیا: اس سے بدلہ لو, کیونکہ ہم بنومقرن آپ ﷺ کے زمانہ میں سات لوگ تھے, اورہمارے پاس صرف ایک ہی خادم تھا,توہم میں سے ایک آدمی نے اس کوطمانچہ رسید کردیا, توآپ ﷺ نے فرمایا:"اسکوآزادکردو" تولوگوں نے کہا : اسکے علاوہ ہمارے پاس کوئی دوسراخادم نہیں ہے, توآپ ﷺنے فرمایا: "وہ ان لوگوں کی خدمت کرے یہاں تک کہ وہ بے نیازہوجائیں (مالدار ہوجائیں), جب وہ بے نیاز(مالدار)ہوجائیں تواسے آزاد کردیں " (رواہ مسلم)

یہ ہیں محمد ﷺ,اوریہ ہے آپ ﷺکا غلاموں اورخادموں کے ساتھ موقف ورویہّ, تووہ لوگ جوانسانی آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں ان کا ان مواقف سے کیا نسبت ہے ؟؟

آپ محمدعربی ﷺ کے خادموں کے ساتھ برتاؤ کا عملی نمونہ مشاہد ہ کرتے چلیں,انس بن مالک رضی

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :"میں دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا. اللہ کی قسم ! کبھی آپ نے مجھے اف تک نہ کہا,اورنہ ہی کسی چیزکو میں نے کیا تو یہ کہاکہ : ایسا تونے کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی چیزکےنہ کرنے پریہ کہاکہ:"تونے ایساکیوں نہیں کیا ؟" (متفق علیہ)

اورایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ :" اورکسی چیزکے بارے میں مجھ پرعیب نہ لگایا" (رواہ مسلم)

اورآپ ﷺ خادم سے کہا کرتے تھے : "کیا تمہیں کسی چیزکی ضرورت ہے؟" (رواہ احمد وصححہ الألبانی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :"مدینہ کی لونڈی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑلیتی تھی ,اورآپ اس سے اپنے ہاتھ کونہیں چھڑاتے یہاں تک کہ وہ مدینہ میں جہاں چاہتی اپنی حاجت کے پورا کروانے کے لئے لے جاتی" (رواہ ابن ماجہ وصححہ الألبانی)

بیالیسویں مجلس

آپ ﷺ کی سخاوت

جودوسخا اورکرم وفیاضی اورروا داری میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں تھا.

آپ ﷺ کی سخاوت وفیاضی ہردرجہ کی سخاوت کوشامل تھی,اورجس کا اعلیٰ' درجہ الله کے راستہ میں سخاوت نفس تھی.جیساکہ کہا گیا ہے:

یجود بالنفس ان ضن البخیل بها

والجودبالنفس أقصى غاية الجودِ

اگربخیل بخل سےکام لیتا ہےتووہ اپنے جان کوبھی قربان کردیتا ہے.

اسلئے کہ جان کی سخاوت وفیاضی یہ انتہائی درجہ کی سخاوت مانی جاتی ہے.

آپ ﷺ الله کے دشمنوں سے جہاد کرنے میںجان دینے کے لئے بھی تیاررہتے تھے, چنانچہ آپ لڑائی میں لوگوں کی بہ نسبت دشمن سے سب سے زیادہ قریب ہوتے تھے,اوربہادروطاقتورہی آپ ﷺ کےبرابر میں ہوتا یا آپ ﷺ کے پاِس میں کھڑا ہوتا تھا.

آپ اپنے علم کی بھی سخاوت کرتے تھے,چنانچہ آپ صحابہ کرام کواللہ کی بتائی ہوئی تما م چیزوں کی تعلیم دیتے تھے,اورانہیں ہرطرح کی بھلائی کی تعلیم دینے کے بڑے حریص تھے,اورصحابہ کے ساتھ تعلیم میں نرمی بھی کرتے اورفرماتے تھے:"بے شک اللہ نے مجھے سختی کرنے والا اورتکلیف ومشقت میں ڈالنے والا بنا کرنہیں بھیجاہے بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بناکربھیجاہے." (رواہ مسلم)

اورآپ ﷺ نے فرمایا :"بے شک میں تمہارے لئے ایک والد کے درجہ میں ہوں میں تمہیں تعلیم دیتا" (رواہ احمد وابوداود وحسنہ الألبانی)

آپ ﷺ سےجب کوئی سائل سوال کرتا تو بسااوقات آپ اسے زیادہ جواب دیتے تھے ,اوریہ علم کی سخاوت ھے.جیساکہ بعض صحابہ نے سمندر کے پانی کی طہارت کے سلسلے میں آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:"اس کا پانی پاک ہے اوراس کا مردارحلال ہے." (رواہ احمد واصحاب السنن)

لوگوں کی ضرورت وحاجت کی تکمیل اورانکی خیرخواہی کی کوشش میں آپ ﷺ اپنے وقت وراحت کی سخاوت کرنے میں سب سے عظیم تھے.اوراس سلسلہ میں یہی کافی ہے کہ مدینہ کی لونڈی آپ ﷺ کا

ہاتھ پکڑکر اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے مدینہ میں جہاں چاہتی لے جاتی تھی " (رواہ ابن ماجہ وصححہ الألبانی)

اورآپ ﷺ کی عظیم جودوسخاوت پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے جابررضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :"آپ ﷺ سے جب بھی کوئی چیزمانگی گئی توآپ نے "نہیں " نہ فرمایا " (متفق علیہ)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :"اسلام کا واسطہ دیکر(یااسلام لانے پر)آپ سے جس چیزکا بھی سوال کیا گیا آپ نے اس کوعطاکردیا.

انس رضی اللہ عنہ کہتے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا, توآپ نے اسے دوپہاڑوں کے درمیان چرنے والی بکریاں عطاکیں,تواس نےاپنی قوم میں واپس جاکرکہا: اے میری قوم کے لوگو!اسلام لے آؤ.کیونکہ محمد ﷺایسا عطیہ دیتے ہیں کہ پھر فقروفاقہ کا خدشہ نہیں رہ جاتا." (رواہ مسلم)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : آدمی اسلام لاتا اوراس کا ارادہ صرف دنیا کا ہوتا تھا,پھروہ شام نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اسلام اسکے نزدیک دنیا وما فیہا سے زیادہ محبوب ہوجاتا.

اورآپ ﷺ نے غزوہ حنین کے بعد صفوان بن امیہ کوتین سو اونٹ عطا کئے, توانہوں نے فرمایا:"اللہ کی قسم !اللہ کے رسول نے مجھے بہت کچھ عطاکیا, اورآپ ﷺ میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ تھے,توبرابرآپ مجھے عطاکرتے رہےیہاں تک کہ آپ ﷺ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہوگئے." (رواہ مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :" آپ ﷺ بھلائی کے اعتبارسے لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے,اورآپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے,جب آپ سے جبرئیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے,اورآپ پرقرآ ن کا دورکرتے,توآپ ﷺ بھلائی میں سخت ہوا سے بھی تیز ہوتے تھے." (متفق علیہ)

جبیربن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :" رسول اللہ ﷺصحابہ کرام کے ہمراہ غزوہ حنین سے واپس آرہے تھےکہ دیہاتی آپ سے چمٹ کر سوال کرنے لگے,یہاں تک کہ انہوں نےآپ کوپچھاڑکرایک ببول کے درخت کے پاس پہنچا دیا ,اورآپ کے چادر کو چھین لیا,تورسول ﷺ رک گئے, اور فرمایا:"میری چادرکولوٹادو,اللہ کی قسم! اگرمیرے پاس ان کانٹوں کے مقداراونٹ ہوتے تومیں انہیں تمہارے درمیان

تقسیم کردیتا, پھرتم مجھے بخیل نہ پاتے, اور نہ ہی جھوٹا اوربزدل پاتے" (رواہ البخاری)

بعثت سے پہلے بھی سخاوت آپ ﷺ کی عادت تھی ,جب آپ ﷺ پر غار حراء میں فرشتہ نازل ہوا ,توآپ کانپتے ہوئے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے توخدیجہ نے کہا: "ہرگزنہیں, اللہ کی قسم !اللہ آپ کوکبھی رسوا نہیں کرےگا, بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں, اورکمزوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں ,اورمسکینوں کی خبرگیری کرتے ہیں,اورحق کے راستے میں پیش آنے والے مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں".

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:"آپ ﷺ آئندہ کل کے لئے کوئی چیز جمع کرکے نہیں رکھتے تھے"(رواہ الترمذی وصححہ الألبانی)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "انصارکے کچھ لوگوں نے رسول ﷺ سے سوال کیا توآپ نے انہیں دیا,پھرانہوں نے مانگا توآپ نے انہیں دیا, پھرانہوں نے مانگا توآپ نے انہیں دیا,یہاں تک کہ جب آپکے پاس کچھ نہیں رہ گیا, توفرمایا :"میرے پاس جوہوتا ہے اسے میں تم سے (چھپاکر) ذخیرہ کرکے ہرگزنہیں رکھتا , اورجوپاکدامنی اختیارکرتا

ہے اللہ اسے پاک کردیتا ہے,اورجو بے نیازی اختیارکرتا ہے اللہ اسے بے نیازی عطاکردیتا ہے,اورجوصبرطلب کرتا ہے اللہ اسے صبرعطاکرتا ہے,اورصبرسے بہتراوروسیع عطیہ کسی کونہیں دیا گیا." (رواہ اصحاب السنن)

محتاج دعا

abufaisalzia@yahoo.com

فہرست موضوعات

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
٠	مقدمہ	3
1	پہلی مجلس: مصطفی' ﷺ کےحقوق-1	8
2	دوسری مجلس: مصطفی' ﷺ کےحقوق-2	15
3	تیسری مجلس: رمضان میں نبی ﷺ کاطریقہ-1	23
4	چوتھی مجلس: رمضان میں نبی ﷺکاطریقہ-٢	29
5	پانچویں مجلس: رمضان میں نبیﷺ کا طریقہ -3	35

6	چھٹی مجلس: نبی ﷺ کے نام ونسب کا تذکرہ	41
7	ساتویں مجلس: آپ ﷺ کی صداقت وامانت	45
8	آٹھویں مجلس: عہدوپیمان اورسابقہ انبیاء کا محمد ﷺ کےبارے میں بشارت دینے کے بیان میں	50
9	نویں مجلس: نبی رحمت ﷺ-1	56
10	دسویں مجلس: نبی رحمت ﷺ 2	62
11	گیارہویں مجلس: نبی ﷺ کے فضائل	67
12	بارہویں مجلس: آپ ﷺ کی ولادت ورضاعت اورمن جانب اللہ آپ ﷺ کا تحفظ	74
13	تیرہویں مجلس: آپ ﷺ کی شادی	80
14	چودھویں مجلس: نبی ﷺ اورعورت -1	84
15	پندرھویں مجلس: نبی ﷺ اورعورت-2	90

16	سولہویں مجلس: نبی ﷺ کی بعثت اور اپنی قوم کو دعوت	95
17	سترہویں مجلس: تکلیفوں پر آپ ﷺ کا صبر	101
18	اٹھارہویں مجلس: اللہ تعالی' کی اپنے پیغمبرﷺکی حفاظت	106
19	انیسویں مجلس: محبت رسول ﷺ	112
20	بیسویں مجلس: نبوت کی عظیم ترین نشانیاں	118
21	اکیسویں مجلس: نبی ﷺکی عبادت	124
22	بائیسویں مجلس: اسلام کے پھیلاؤ کا آغاز	130
23	تیئسویں مجلس: مدینہ کی طرف ہجرت	135
24	چوبیسویں مجلس: نبی ﷺ کی طرززندگی	140
25	پچیسویں مجلس: سلطنت کی تشکیل کے	145

	اصول وضوابط	
26	چھبیسویں مجلس: نبی ﷺ کی شجاعت وبہادری	151
27	ستائیسویں مجلس: غزوہ بدرکبری'	157
28	اٹھائیسویں مجلس: غزوہ احد	163
29	انتیسویں مجلس: غزوہ احدسے مستفاد دروس وحکم	169
30	تیسویں مجلس: نبی ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ رفق ومہربانی-1	174
31	اکتیسویں مجلس: نبی ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ رفق ونرمی -2	180
32	بتیسویں مجلس: غزوہ احزاب	186
33	تینتسویں مجلس: نبی ﷺ کا انصاف	191
34	چوتیسویں مجلس: یہودیوں کی ریشہ دوانیاں اورانکے تئیں آپﷺ کا موقف	197

35	پینتیسویں مجلس: قتال کی مشروعیت کیوں ہوئی؟	202
36	چھتیسویں مجلس: صلح حدیبیہ	209
37	سینتیسویں مجلس: آپ ﷺ کا ایفائے عہد	214
38	اڑھتیسویں مجلس: غزوہ فتح مکہ	220
39	انتالیسویں مجلس: نبی ﷺ کا عفو ودرگزر	226
40	چالیسویں مجلس: نبی رحمت ﷺ - 3	231
41	اکتالیسویں مجلس: نبی رحمت ﷺ-4	236
42	بیالیسویں مجلس: آپ ﷺ کی سخاوت	241
43	فہرست	247